"کان عدم الصبح الیس الصبح بقریب"

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان
تا سیہ روی شود ہر کہ درو غش باشد

وقت صبح شود ہمچو روز معلوم
کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور

دقیقہ فناسان علم کی فتح ۱۳۳۹
عجز پذیرہ مولوی حشمت حسین صاحب ۱۹۲۱ء

اصحاب جہل کی شکست فاحش ۱۳۳۹
و فرار سحبان مولوی عبد الشکور صاحب ۱۳۳۹ھ

مذہبی مکالمہ کا نامِ فروغ ۱۳۳۹

مباحثہ کچھوچھہ شریف کا مفصل

صفر ۱۳۳۹ھ میں بمقام کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد اہل سنت اور وہابیہ کے درمیان مناظرہ ہوا الحمد للہ اہلسنت کو فتح و نصرت ہوئی علمائے وہابیہ میں سے مولوی حشمت حسین صاحب اعلیحضرت عالم اہلسنت مولانا ابو المحمود سید شاہ احمد اشرف صاحب کچھوچھوی مدظلہ کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر میدان چھوڑ بھاگے پھر وہابیہ کی طرف سے مولوی عبد الشکور صاحب لکھنوی آئے اور ان کو اقدس حضرت فاضل اہلسنت مولانا مولوی سید شاہ ابو المحامد سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی کے مقابلہ میں شکست فاش ہوئی اور حق واضح ہوگیا فریقین کی تقریریں جو ہر فریق وقت مناظرہ قلمبند کرکے اپنے مقابل کو دیتا تھا اس روداد میں مکمل درج ہیں

اور منشی شہاب الدین صاحب کچھوچھوی نے شائع کیا

بار اول ۱۰۰۰ جلد

(مولانا) محمد نعیمی نے اپنے نعیمی پریس مراد آباد میں چھاپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ واصحابہ اجمعین۔ بیحد و بایاں حمد وستائش اللہ جل جلالہ کے لیے جس نے اپنے کرم سے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے اپنے حبیب پاک جناب سید کائنات خلاصۂ موجودات حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و رسالت کے اورنگ پر جلوہ فروز فرمایا اور ختم نبوت کا تاج آپ کے سر اقدس پر رکھا اور آپ کے حلقہ بگوش نیازمندوں کو بہترین امت کا خطاب عطا فرمایا اور آپ کے دشمنوں اور بدخواہوں کو ہمیشہ کے لیے مغضوب و مقہور ذلیل وخوار کیا۔

بے انتہا درود وسلام ایوانِ نبوت کے اُس صدرنشیں پر جس کے علوِ مرتبت کے حضور سرفرازانِ ممالک نبوت و رسالت اور شہریاران اقالیم رشد و ہدایت نیاز کی گردنیں خم کرتے ہیں اور جس کی تعریف و توصیف خود اللہ رب العزت جل جلالہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے اور جنکی اطاعت و فرمانبرداری سے بارگاہ الٰہی میں مرتبہ محبوبیت نصیب ہوتا ہے اور جن کی شان میں سوء ادب سے پیش آنا جہنم میں پہنچاتا ہے اور جنکی محبت ایمان کا کمال اور جنکی

طرف سے ادا کر دو ورثت خسران دنیا و آخرت سے ہے علیہ من الصلوٰۃ افضلہا و من التحیات والتسلیمات اتمہا و اکملہا۔

اِسلام اور اُس کے بدخواہ

عرب میں ایک مشہور مقولہ ہے تعرف الاشیاء باضدادھا ہر چیز کا کمال اسکی ضد سے پہچانا جاتا ہو۔ دنیا میں ہر صاحب کمال کے لیے حاسدوں اور دشمنوں سے واسطہ پڑنا ضروری اور ناگزیر ہے۔ اسلام کو بھی ہمیشہ دشمنوں سے واسطہ رہا اور ہر زمانہ میں اُس کے دشمن طرح طرح کی مکاریوں اور کیادیوں سے اُسکی بدخواہی کے لیے آمادہ و تیار ہوئے اور اہلِ ہوٰی نے اپنی ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات پورا کرنیکے لیے مذہب کے جامے پہن پہن کر دنیا کو دھوکے دیے اور اس طرح نئے نئے فرقے بنا بنا کر اسلامی اتحاد کو صدمے پہنچائے۔ مسلم نما بدینوں سے اہل اسلام کی جماعت کو بہت نقصان پہنچا۔ فرقہ بندیاں اور چھوٹے چھوٹے گروہ جو آج بکثرت نظر آرہے ہیں سب اسی کے نتائج ہیں ان میں سب سے زیادہ خطرناک فرقہ وہابیوں کا ہے جو مسلمان بلکہ سنی حنفی بنکر دنیا کو اپنے فریب میں لاتا ہوا مسلمانوں کو مقابل ٹھہرا کر اسلام کی مخالفت کرتا ہے آئے دن فتنہ فساد کی بنیادیں قائم کرنا اس کا شیوہ ہے۔ جا بجا مناظرہ اور مباحثہ کے اعلان دیکر مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا اور وقت پر حیلوں اور چالاکیوں سے کاربرآری کی ناکام کوششیں عمل میں لانا اس فرقے کی عادت ہو اور ایسا ہی اور بھی گمراہ فرقوں کا طریقہ ہو غیر مقلد۔ قادیانی۔ آریہ۔ عیسائی سب یہی کرتے رہتے ہیں۔ اسی بنا پر کچھوچھہ مقدسہ میں ایک مناظرہ ہوا جس کی سرگزشت یہ ہے۔

کچھوچھہ مقدسہ میں مناظرہ

وہابی گروہ مناظرہ کے اعلان چھاپنے اور چیلنج دینے میں تو بڑے مستعد ہوتے ہیں مگر موقع اور وقت پر علمائے اسلام کے سامنے آنا انھیں موت کا سامنا ہونے سے زیادہ شاق

اور دشوار ہوتا ہے اس لیے کبھی پولیس کی مدد کبھی نقض امن کی آڑ، کبھی شرائط مناظرہ میں تکرار، کبھی اور کوئی حیلہ کر کے عین موقع پر فرار کر جایا کرتے ہیں۔

تھوڑا ہی زمانہ گزرا ہے کہ وہابیوں کے علما مولوی غنیمت حسین صاحب اور اُن کے اعوان وانصار بھاگلپور میں مناظرے کے اعلان چھاپ چھاپ کر اپنی تعلیوں کا اظہار کرنے کے بعد عین موقع پر تاریخ اور وقت مقرر کر کے فرار کر چکے ہیں اور ہزار ہا آدمیوں کا مجمع اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے کہ وہابی مولوی صاحبان کسی طرح مجلس مناظرہ میں تشریف لانے کی ہمت نہیں فرماتے اور باوجودیکہ خود وقت و مقام مناظرہ معین کر چکے ہیں اور انھیں کے اعلانوں کی وجہ سے ہزار ہا مسلمان مناظرہ دیکھنے کی غرض سے مقام مناظرہ پر موجود اور حاضر ہیں لیکن وہابی صاحبان کو میدان میں لانے کے لیے کسی طرح کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہو سکی اور اعلیٰحضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب اشرفی کچھوچھوی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مولوی سید محمد صاحب محدث اشرفی کچھوچھوی مدظلہ العالی کے مقابلہ میں آنے کی کسی صاحب کو ہمت نہ ہوئی اور حضرات موصوفین تا زمانۂ مناظرہ میں مقام مناظرہ پر موجود رہے اس سے جو وہابیہ کے اعلان کا پردہ کھل گیا اور اُن کی بیدینی کا راز فاش ہو گیا اور اُن کے مریدین اُن سے پھرنے لگے اس خفت کے رفع کرنے کی غرض سے اُنھوں نے یہ تدبیر سوچی کہ کچھوچھہ مقدسہ میں اعلیٰحضرت مولانا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی کو اعلان مناظرہ دیا جائے کہ وہاں اگر مناظرہ ہو بھی گیا اور سامنے آنا ہی پڑا تو وہ ایک ایسا مقام ہے جہاں عام مجمع نہ ہو سکے گا دس بیس آدمیوں میں ذلت بھی ہوئی تو اس کی پروا نہیں وہاں سے آکر پھر خلق خدا کو دھوکا دے سکیں گے کہ ہم اعلیٰحضرت مولانا سید احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی اور حضرت محدث صاحب دامت برکاتہ کو ہرا آئے۔ اسی خیال پر بھاگلپور سے چل کر وہابیوں کی ایک جماعت کچھوچھہ مقدسہ میں پہنچی۔

پہلی چال اور اُنھوں نے اپنی کارروائی کی ابتدا اس عیاری سے کی کہ اُنھوں نے اعلیٰحضرت مولانا احمد اشرف صاحب دامت برکاتہم یا محدث صاحب قبلہ کو

طرف سے ادنیٰ کدورت خسرانِ دنیا و آخرت ہے علیہ من الصلوٰۃ افضلہا و من التحیات والتسلیمات اتمہا و اکملہا۔

اِسلام اور اُس کے بدخواہ

عرب میں ایک مشہور مقولہ ہے تعرف الاشیاء باضدادھا ہر چیز کا کمال اُسکی ضد سے پہچانا جاتا ہو۔ دنیا میں ہر صاحب کمال کے لیے حاسدوں اور دشمنوں سے واسطہ پڑنا ضروری اور ناگزیر ہے۔ اسلام کو بھی ہمیشہ دشمنوں سے واسطہ رہا اور ہر زمانہ میں اُس کے دشمن طرح طرح کی مکاریوں اور کیادیوں سے اُسکی بدخواہی کے لیے آمادہ و تیار ہوئے اور اہلِ ہوی نے اپنی ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات پورا کرنیکے لیے مذہب کے جامے پہن پہن کر دنیا کو دھوکے دیے اور اس طرح نئے نئے فرقے بنا بنا کر اسلامی اتحاد کو صدمے پہنچائے۔ مسلم نمابیدینوں سے اہل اسلام کی جماعت کو بہت نقصان پہنچا۔ فرقہ بندیاں اور چھوٹے چھوٹے گروہ جو آج بکثرت نظر آرہے ہیں سب اسی کے نتائج ہیں ان میں سب سے زیادہ خطرناک فرقہ وہابیوں کا ہے جو مسلمان بلکہ سنی حنفی بنکر دنیا کو اپنے فریب میں لاتا ہو اور مسلمانوں کو مقابل ٹھہرا کر اسلام کی مخالفت کرتا ہے آئے دن فتنہ فساد کی بنیادیں قائم کرنا اس کا شیوہ ہے۔ جابجا مناظرہ اور مباحثہ کے اعلان دیکر مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا اور وقت پر حیلوں اور چالاکیوں سے کاربرآری کی ناکام کوششیں عمل میں لانا اس فرقے کی عادت ہو اور ایسا ہی اور بھی گمراہ فرقوں کا طریقہ ہو غیر مقلد۔ قادیانی۔ آریہ۔ عیسائی سب یہی کرتے رہتے ہیں۔ اسی بنا پر کچھوچھہ مقدسہ میں ایک مناظرہ ہوا جس کی سرگزشت یہ ہے۔

کچھوچھہ مقدسہ میں مناظرہ

وہابی گروہ مناظرہ کے اعلان چھاپنے اور چیلنج دینے میں تو بڑے مستعد ہوتے ہیں مگر موقع اور وقت پر علمائے اسلام کے سامنے آنا اُنھیں موت کا سامنا ہونے سے زیادہ شاق

اور دشوار ہوتا ہے اس لئے کبھی پولیس کی مدد کبھی نقض امن کی آڑ کبھی شرائط مناظرہ میں تکرار کبھی اور کوئی حیلہ کر کے عین موقع پر فرار کر جایا کرتے ہیں۔

تھوڑا ہی زمانہ گزرا ہے کہ وہابیوں کے علما مولوی غنیمت حسین صاحب اور اُن کے اعوان و انصار بھاگلپور میں مناظرے کے اعلان چھاپ چھاپ کر اپنی تعلیوں کا اظہار کرنے کے بعد عین موقع پر تاریخ اور وقت مقرر کر کے فرار کر چکے ہیں اور ہزار ہا آدمیوں کا مجمع اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہو کہ وہابی مولوی صاحبان کسی طرح مجلس مناظرہ میں تشریف لانے کی ہمت نہیں فرماتے اور باوجودیکہ خود وقت و مقام مناظرہ معین کر چکے ہیں اور انھیں کے اعلانوں کی وجہ سے ہزار ہا مسلمان مناظرہ دیکھنے کی غرض سے مقام مناظرہ پر موجود اور حاضر ہیں لیکن وہابی صاحبان کو میدان میں لانے کے لیے کسی طرح کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہو سکی اور اعلیحضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب اشرفی کچھوچھوی مدظلہ العالی اور حضرت مولٰنا مولوی سید محمد صاحب محدث اشرفی کچھوچھوی مدظلہ العالی کے مقابلہ میں آنیکی کسی صاحب کو ہمت نہ ہوئی اور حضرات موصوفین تا ربھلے مناظرہ میں مقام مناظرہ پر موجود رہے اس سے جو وہابیہ کے اعلان کا پردہ کھل گیا اور اُن کی بیدینی کا راز فاش ہو گیا اور اُن کے مریدین اُن سے بھڑکنے لگے اس خفت کے رفع کرنے کی غرض سے اُنھوں نے یہ تدبیر سوچی کہ کچھوچھہ مقدسہ میں اعلیحضرت مولٰنا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی کو اعلان مناظرہ دیا جائے کہ وہاں اگر مناظرہ ہو بھی گیا اور سامنے آنا ہی پڑا تو وہ ایک ایسا مقام ہے جہاں عام مجمع تو ہو نہ سکے گا دس بیس آدمیوں میں ذلت بھی ہوئی تو اس کی پروا نہیں وہاں سے آکر پھر خلق خدا کو دھوکا دے سکیں گے کہ ہم اعلیحضرت مولٰنا سید احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی اور حضرت محدث صاحب دامت برکاتہ کو ہرا آئے۔ اسی خیال پر بھاگلپور سے چل کر وہابیوں کی ایک جماعت کچھوچھہ مقدسہ میں پہنچی۔

پہلی چال

اور اُنھوں نے اپنی کارروائی کی ابتدا اس عیاری سے کی کہ اُنھوں نے اعلیحضرت مولٰنا احمد اشرف صاحب دامت برکاتہم یا محدث صاحب قبلہ مدظلہ کو

وہ اپنے بچنے کی کوئی اصلاح ہونے سے قبل یہاں کے وہابیہ سے مل کر ایک جماعت قائم کی اور آپس میں دو ٹولیاں بنا کر ایک گروہ والی ایک کو اصل قرار دیا اور اپنے فرض کیے ہوئے سنیوں کو فریق اول اور اس کے مقابل ٹولی کو فریق دوم فرض کر کے ایک خانہ ساز اقرار نامہ تیار کر لیا جس میں قرار دے لیا کہ اعلیٰحضرت قبلہ مولانا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم مولوی نبیت حسین صاحب سے مناظرہ کریں اور مولوی وجیہ الدین صاحب بنکھاروی (جو اسی گروہ کے ایک شخص ہیں) اس کے حکم ہوں۔ اس اقرار نامہ پر مولوی وجیہ الدین صاحب نے خوشی سے دستخط کر دیے۔ یہاں پہنچ کر علم گھر کا ہو تو فیصلہ اختیار کا ہے۔ ہنوز اعلیٰحضرت مولانا احمد اشرف صاحب قبلہ مد ظلہ العالی کو ان معاملات میں سے کسی کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ یہ تمام کارروائی کرنے کے بعد اسی جعلی اقرار نامہ کی ایک نقل اعلیٰحضرت قبلہ مد ظلہ العالی کی خدمت میں بھیجی گئی جو درج ذیل ہے۔

اقرار نامہ جعلی تراشیدہ وہابیہ

شیخ ہمت علی پسر شیخ پیر علی مرحوم وغیرہ ساکنان اگرہد ضلع بھاگل پور قوم شیوخ جونپوری مریدان مولوی احمد اشرف کچھوچھوی فریق اول حامی شیخ اصغر علی پسر شیخ یوسف علی مرحوم وغیرہ ساکنان موضع ساج پور ضلع بھاگل پور قوم شیوخ جونپوری معتقدان مولوی سید نبیت حسین صاحب محدث (وہ ہم ہیں) فریق دوم **حسب ذیل اقرار شرعی کرتے ہیں**

(۱) فریقین کو خاندان [illegible] سے بیعت و ارادت سلسلہ عالیہ اشرفیہ سے ہے اور آپس میں برادرانہ تعلقات ہیں۔

(۲) مولوی سید احمد اشرف صاحب نے اپنے مریدان کو براہین قاطعہ مصنفہ جناب مولوی خلیل احمد صاحب و حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب و تحذیر الناس مصنفہ مولوی قاسم صاحب کی نسبت بیان فرمایا کہ یہ سب کافر ہیں اور ان کتابوں کی عبارت مذکورہ میں کلمات کفریہ ہیں اور جو ان صاحبوں کے کفر میں شک و شبہ کرے وہ بھی کافر

چونکہ راج پور والوں نے اُنھیں کا فرنہیں کہا اسی بنا پر راج پور والوں سے تمامی تعلقات برادری و اسلامی ترک کر دیا گیا۔

(۳) فریقین نے بغرض تکمار مذکرہ صدر کے لیے حضرت مولانا سید شاہ وحید الدین احمد صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف کو ثالث و حکم مقرر کیا بعد از حکم جو فیصلہ اسکی نسبت فرمائیں گے فریقین کو بسر و چشم قبول و منظور ہوگا۔

(۴) مولوی سید احمد اشرف صاحب پر فریق اول ومی مناظرہ حضور یں جناب حکم صاحب کے اصالتا اپنے دعوے کی اصلیت ثابت فرمائیں گے و مولوی سید [illegible] حسین صاحب اس کا رد کریں گے

(۵) تاریخ مناظرہ و جائے مناظرہ حکم صاحب مقرر فرمائیں گے۔

(۶) دونوں مناظروں سے جو مناظرہ وقت معینہ و جائے مقررہ پر حاضر نہ ہوں یا بحث میں پہلو تہی کریں یا بحث کے خلاف کوئی دوسری بحث چھیڑیں یا سخت کلامی کریں تو ایسی حالت میں اُس کا عجز متصور ہوگا و حکم صاحب اُس کے خلاف فیصلہ فرمائیں گے۔ و ہم لوگ ہر دو فریق ایسی صورت میں مناظر مغرور و عاجز و مغلوب کو چھوڑ دیں گے اسلیے یہ ثالث نامہ لکھدیا جو وقت پر کام آوے۔

دستخط فریق اول

شیخ امت علی۔ شیخ شجاعت۔ شیخ نظام الدین۔ شیخ سعادت حسین۔ شیخ ولایت علی۔ شیخ رحیم بخش۔ شیخ الفت حسین۔ شیخ ریاست علی۔ ابو الحسن۔ اکبر حسین۔ مقبول حسین۔ شیخ عبد اللہ۔ شیخ قادر علی۔ شیخ فاضل محمد۔ شیخ چمن علی۔ اسد علی۔ شیخ دولھا۔ شیخ نجابت علی۔

دستخط فریق دوم

اصغر علی۔ جان علی۔ الطاف حسین۔ عبد الرزاق۔ عبد اللطیف۔ محمد شریف عالم۔ محمد اسحق۔ شیخ ماجد۔ اصدق حسین۔ سلیم الدین۔ ذاکر علی۔ امیر علی۔ گوہر علی۔ شیخ جناب علی۔ جواد علی۔ شیخ عبد الغفور۔ شیخ سلطان علی۔ شیخ شہامت علی۔ شیخ شجاعت علی۔ شیخ احمد علی۔ شیخ محمود علی۔ شیخ ثابت علی۔ شیخ فرhad علی۔ شیخ واجد علی۔ عبد اللطیف۔ [illegible]

بتاریخ ۷ صفر ۱۳۳۲ھ

اس کے جواب میں حضرت مولانا مولوی سید شاہ سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی مدظلہ العالی نے یہ جواب تحریر فرمایا کہ ہم اس قرارداد سے بالکل ناواقف ہیں اور فریقین قطعی فرضی ہیں ان میں سے ہمیں کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ ایک فریب ہو جس کو مولوی غنیمت حسین صاحب تیار کر کے اپنے ہمراہ لائے ہیں بااینہمہ ہم مولوی غنیمت حسین صاحب سے مناظرہ کے لیے تیار ہیں مگر آپ (مولوی وجیہ الدین صاحب) کسی طرح حکم نہیں ہو سکتے (کیونکہ وجیہ الدین صاحب خود ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں ایسی حالت میں وہ کیا ثالثی کر سکتے ہیں۔

وہابیوں کی یہ چالاکی تھی کہ وہ ایک وہابی کو حکم بنا کر اپنا فیصلہ اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے تھے مگر ان کی یہ چال کام نہ آئی اور حضرت محدث صاحب نے یہ جواب ابلاغ فرمایا جو انہیں کے الفاظ میں بجنسہ پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت مولٰنا مولوی سید محمد صاحب محدث مدظلہ کا جواب

بنام مولوی وجیہ الدین صاحب

جناب سراپا کرم مولوی وجیہ الدین صاحب

اس وقت ایک تحریر نظر سے گزری جس کو شیخ نصرت علی اگرپوری نے پیش کیا ہے یہ تحریر بصورت اقرارنامہ ہے اور سوا اس کے کہ خیال مضحکہ ہے لائق توجہ بھی نہیں ہے اور اگر اس میں نمبر ۳ و ۴ کا ذکر نہ ہوتا تو میں آپ کو تکلیف نہ دیتا۔ بالخصوص آخر تحریر میں یہ جو نقل مطابق اصل سید وجیہ الدین بھی مرقوم دیکھا کہ آپ کو براہ راست مخاطب بنانے پر مجبور کر گیا [illegible] فرضی فریق اول و فریق دوم اور پھر ہر دو فریق کے نام اگرچہ مخاطب ہیں [illegible] بالخصوص جبکہ آپ کو حکم تجویز کر رہے ہوں۔ مگر آپ کو معلوم رہے کہ یہ فریق اول والے [illegible] مسلمانان [illegible] سلسلے [illegible] جونپوری ساکنان [illegible] علمائے کرام کو [illegible] [illegible] قرآن [illegible] آیات قرآن کریم ان سب کو [illegible] صرف اسلیے کہ یہ لوگ دنیا کی

ادنی ادنی آسائشوں پر ایمان کو اگر قربان نہیں کرتے تو اُس سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں
دوسری گزارش یہ ہے کہ اقرار نامہ مذکور کا فرضی ہونا اسی سے ظاہر کہ اُس میں مرتدین کے نام نہایت تعظیم سے لکھے ہیں جس کو دیکھکر کوئی مسلمان اُسپر دستخط نہیں کرسکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ رامپور والے پرچے پر اعتراض نہیں ہے کہ وہ مرتدین کے ارتداد کو زبان سے نہیں کہتے بلکہ یہ کہ وہ عقائد کفریہ کو عقائد اسلامیہ جانتے ہیں۔ اقرار نامہ میں صرف کف لسان کو سبب قطع تعلقات بتایا گیا ہے جس پر کوئی مسلمان دستخط نہیں کرسکتا۔ یہ بھی ایک ثبوت اُس کے جعلی اور ردی ہونے پر ہے۔

سب سے پہلا نمبر یہ ہے کہ فریقین کو زمانہ لایا وگار سے بیعت وارادت سلسلہ عالیہ اشرفیہ سے ہے اور آپس میں برادرانہ تعلقات ہیں کیونکہ لایا وگار یا دوسری جماعتوں سے قطع نظر غرض یہ ہے کہ آپس میں برادرانہ تعلقات ہیں تو پھر آگے چلکر نمبر ۲ میں اتنا کیوں لکھا۔ راج پور والوں سے تمامی تعلقات برادری و اسلامی ترک کر دیا گیا۔ یہاں یہیں صریح ثبوت جعل کا ہے۔

یہاں تک تو یہ عرض کرنا تھا کہ ایسی پُرفریب تحریروں سے اہل سنت کو دھوکا دیا جاتا ہے
مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ○

اب یہ عرض ہے کہ مسئلہ حکم کو آپ خوب سمجھ لیں۔

اتنا تو عرض کر دیا کہ فریقین جن کا اقرار نامہ میں نام ہے اُن میں حقیقۃً جو فریق اول بنام بچے اہل سنت وجماعت قرار دیے گئے ہیں وہ ہرگز ایسے نہیں ہیں بس آپ کو حکم بنانے والے بچے وہابی اور گلابی یا دنیا دار دین وایمان کی بے پرواہ کرنے والے ہیں۔

جس کو دوسرے لفظوں میں یوں سمجھے کہ دیابنہ نے برباد کر دو پارٹی بنائی اور ایک کو بکمال شنی دوسرے کو وہابی بنایا حالانکہ سب بعض امور وہابیہ میں یکدل ہیں

بھلا بتائیے کہ در بارۂ عقائد کوئی مسلمان کسی کو بھی حکم بنا سکتا ہے اور کیسا حکم جو معاینت و بطلان کا فیصلہ کرے بلکہ مناظر مقابہ مناظرہ پر آ جائے یا بحث میں پہلو تہی کرے یا بحث کے خلاف کوئی دوسری بحث چھیڑ دے یا سخت کلامی کرے تو حکم صاحب حق، حق وعقائد باطلہ

فیصلہ کر دیں گے۔ ہر الوکھا اجلاس اتنا بڑا ہے [illegible] یہیں تک ہے۔ جب حال یہ ہے کہ
وہ بار بار وہ اعتقاد [illegible] علم بعد نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نہیں ہو سکتا تو آپ کو کوئی سنی
وہ بار وہ اعتقاد کیسے حکم مان سکتا ہے حالانکہ ایسی ہو آپ بھی [illegible] الطرفین سے حکم
تجویز [illegible] کر تجویز کر سکتے ہیں اور آپ تو اتنا چاہا رہے فریق مقابل کے حامی ہو رہے ہیں جس [illegible]

چند دلیلیں یہ ہیں:
اول یہ کہ مظفر علی رامپوری نے ایک آپ کی تحریر چھپوائی ہے جس میں علمائے دیوبند کی ایسی
[illegible] کی حمایت میں عرض کرتے ہیں۔
تعریف ہے جو اہل سنت وجماعت کے لائق [illegible]
دوسری یہ کہ اقرار نامہ [illegible] کے آخر میں آپ کی دستخط ہو جو غیر جانبداری کا قائل ہے۔
تیسری یہ کہ فریق مقابل آپ کے یہاں مقیم ہے آپ نے اُس کے پیچھے نماز ادا کی ہے
جو اس کو مسلمان سمجھنے کی دلیل ہے۔
پس دعویٰ غیر جانبداری ایک خلاف واقعہ امر ہے جو جناب پر [illegible] نہیں ہو، آو دیکھئے
کہ اختلاف عقائد میں ہے اور اہلسنت وجماعت عقائد کفریہ دیوبندیہ پر معترض ہیں اس
اختلاف میں آپ کا حکم ہونا اس لیے بھی ناممکن ہے کہ پیشتر اس کے دو فتوے [illegible] ہیں
جنہیں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ ایک اشرف علی تھانوی کا۔ دوسرا [illegible] دیوبند کا دونوں
میں حضرت سید شاہ [illegible] حسین صاحب مرحوم اور آپ کو لکھا ہے کہ ہرگز حنفی سنی نہیں ہیں
بلکہ گمراہ و بدعتی ہیں۔ ان کی بیعت حرام ہے۔ پس آپ کی امر وصیت ہے کہ دیوبندیوں کے
ماننے والے اہلسنت وجماعت سے جدا ہیں اور خود دیوبندی بھی آپ کو حنفی سنی نہیں
سمجھتے۔ ان گزارشوں کے بعد پھر بھی اگر حکم ہونے کا شوق ہو تو حسب ذیل امور وضاحت
طلب ہیں:
(۱) آپ کے یہاں ان الحکم الا للہ کا ترجمہ و تفسیر اور معتقدات [illegible] کیا ہے۔
(۲) کیا کوئی سنی بعد نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ایسی ہے جو ایسا علم غیبی رکھتی ہو کہ [illegible]
(۳) [illegible] سوال [illegible] ہے [illegible] کا ارشاد [illegible]
[illegible] ؟

[illegible] یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ اگر کوئی [illegible] آپ کے [illegible]
[illegible] ۱۶ [illegible] سے ثابت کرنے کی [illegible] کوشش کرے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کر دیگا۔ فقط [illegible]

حضرت محدث صاحب کے [illegible] جواب [illegible]

ڈاکٹر صاحب کی دوسری چال

[illegible] ایک دوسری چال چلی گئی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اور تحریر دی گئی ہے جو اُس نے خود یا اُن لوگوں کی منشا سے چھپا رکھی ہے اور ایک
ہم سے اُس کا اگر ذکر نہیں کیا اس پر اُس نے انکار کیا اور خط دیا جس کو حضرت مولانا
صاحب کے اشتہار کے جواب سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ وہ خط بجنسہ نقل کیا جاتا ہے

خط مولوی وحید الدین صاحب

بخدمت اعلیحضرت مولانا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب

(مدظلہ العالی)

نور نظر سرور سیادت، احمد اشرف صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

سلام مسنون۔ شیخ ہمت علی صاحب وغیرہ ساکنان موضع اکبر پور ضلع بھاگلپور فریق اول و حاجی شیخ اصغر علی صاحب وغیرہ ساکنان موضع راجپور ضلع بھاگلپور نے فقیر کو بحیثیت اقرار نامہ ثالثی مورخہ ۸ صفر ۱۳۲۳ھ حکم مقرر فرمایا ہے۔ بلحاظ تعلقات خاندانی مجھکو ذیل ثالثی کرنا منظور ہے۔ مسماۃ شیخ طلب اقرار نامہ ثالثی کی دفعہ ۲ میں تحریر ہے اور دفعہ ۳ میں دعوے کی تائید میں آپ کا اسم گرامی اور اس دفعہ کی عبارت تحتی میں جناب محمد وحی (؟) لطیف حسین صاحب کا نام تحریر ہے جو جناب کے دعوے کی تردید فرمائیں گے۔ وضاحت کے لیے نقل اقرار نامہ ثالثی ارسال خدمت کر کے مستدعی ہوں کہ جناب ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ۸ بجے دن کو بمقام آستانہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ تشریف لا کر اپنے دعوے کی تائید فرمائیں۔ تاریخ مقررہ پر اگر جناب کو تا مناظرہ ہو تو ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ۸ بجے دن سے ۱۰ بجے تک مطلع فرمائیں۔ وظیفہ ماسواۃ شیخ ہمت علی صاحب ارسال خدمت ہے۔ (سید وحید الدین بقلم خود۔ المرقوم ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

اس خط کے مولانا کی خدمت پہنچانے سے قبل ڈھنڈورہ کے ذریعہ سے مناظرہ کا اعلان کر دیا گیا۔ یہ عجب اعلان تھا جس کو سنکر حضرت مولانا کو حیرت تھی کہ ہم سے کب کسی شخص نے مناظرہ طلب کیا ہے۔ بعد ازاں جب یہ خط پہنچا تو اور زیادہ استعجاب ہوا کہ یہ کیسے خود ثالث و حکم ہیں جو فریق پارٹی کے لئے باوجود حکم و ثالث بنے جاتے ہیں مگر

یہ تھی کہ انھیں اپنی ناکامی اور عجز و فرار پر یقین کامل تھا۔ اس لیے پہلے سے خود بھی خیر ہی اپنے پشت و پناہ کو جبراً اور زبردستی علم بنا رہے تھے اور وہ انکے علم صاحب تھے کہ کوئی مانے نہ مانے ہم حکم ہیں۔ ثالث بننے پر اڑ رہے تھے۔

غرض بعض اہل خانہ ان سے مشورہ کیا گیا کہ کہیں اس معاملے سے فساد کا ارادہ تو نہ ہو مگر سب کی یہ رائے ہوئی کہ چلنا چاہیے۔ چنانچہ اعلیٰحضرت مولانا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب دامت برکاتہم مقام مناظرہ پر تشریف لے گئے اور حضرت مولانا مولوی سید محمد صاحب کو سخت بخار تھا مگر ان کی غیرت دینی اور جوش ایمانی کا تقاضا تھا کہ اسی حالت میں باوجود شدت مرض و غایت تکلیف پالکی پر تشریف لے گئے۔

ان حضرات کے وہاں پہنچنے پر فریقین طلب ہوئے اور ان سے سوالات ہوسکے۔ ان کے اقرار ان سے ظاہر ہو گیا کہ فریقین فرضی اور نرا مشورہ ہیں اور اقرار نامہ پر کہ جسے بھی بہت کل اگرہ ہی سے تحریر بھی حاصل کر لی گئی تھی جو مجمع عام کو پڑھ کر سنا دی گئی۔

مسلمانوں نے اس منظر کو دیکھ کر تعجب کیا کہ وہابیوں کی مکاری کیسی ظاہر ہوئی ہے اور لطیف حسین کو سب پہچان گئے جو اس مکاری کو لیکر آئے تھے۔ اور مولوی وجیہ الدین کو حکم بنا کر مطلب براری چاہتے تھے۔ جب اقرار نامہ کی حقیقت روشن ہو گئی تو کہا گیا کہ بغیر اس کے کوئی حکم ہو صرف مسلمانوں کا ایمان ایمان حکم ہے۔

چنانچہ اس کو فریقین نے منظور کیا اور پھر اس مناظرے کی ابتدا ان سوالات و جوابات سے ہوئی۔

روئیداد مناظرہ

مشتہرہ ۱۰ صفر المظفر ۱۳۳۰ھ یوم دوشنبہ وقت ۱۰ بجے دن بمقام درگاہ شریف کچھوچھہ ما بین مولانا سید احمد اشرف صاحب و مولانا لطیف حسین صاحب مابین فریقین یہ طے ہوا کہ یہ آئین کا طور حفظ الایمان، اور تحذیر الناس میں جو عبارتیں ہیں ایسی ہیں کہ مولانا احمد اشرف صاحب کلمات کفریہ اور جن کے قائلین کو کافر کہتے ہیں

اور تحریر وہی لکھی ہے جو تم نے خود یا اُن لوگوں کی منشا سے چھپا رکھی ہے اور اب تک ہم سے اُس کا ذکر تک نہیں کیا اس پر اُس نے اقرار کیا اور خط دیا جس کو حضرت مولانا صاحب کے تارنامی کے جواب سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ وہ خط بجنسہ نقل کیا جاتا ہے

خط مولوی وجیہ الدین صاحب

بخدمت اعلیحضرت مولانا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب

(مدظلہ العالی)

نور نظر مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب سلمہ اللہ تعالی۔

سلام مسنون۔ شیخ ہمت علی صاحب وغیرہ ساکنان موضع اکبرپور ضلع بھاگلپور فریق اول وحاجی شیخ اصغر علی صاحب وغیرہ ساکنان موضع راجپور ضلع بھاگلپور نے فقیر کو بتحریر اقرار نامہ ثالثی مورخہ ۲ صفر ۱۳۳۳ھ حکم مقرر فرمایا ہے۔ بلحاظ تعلقات خاندانی مجھکو فیصلہ ثالثی کرنا منظور ہے۔ امورات تنقیح طلب اقرارنامہ ثالثی کی دفعہ ۲ میں تحریر ہیں اور دفعہ ۴ میں دعوے کی تائید میں آپ کا اسم گرامی اور اس دفعہ کی عبارت تحتی میں جناب مخدومی مولانا لطیف حسین صاحب کا نام تحریر ہے جو جناب کے دعوے کی تردید فرمائیں گے۔ وضاحت کے لیے نقل اقرار نامہ ثالثی ارسال خدمت کر کے مستدعی ہوں کہ جناب ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو ۹ بجے دن کو بمقام آستانہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ تشریف لا کر اپنے دعوے کی تائید فرمائیں۔ تاریخ مقررہ پر اگر جناب کو آنا منظور ہو تو ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو ۹ بجے دن سے ۱۰ بجے تک مطلع فرمائیں۔ عریضہ ہذا معرفت شیخ ہمت علی صاحب ارسال خدمت ہے۔ (سید وجیہ الدین بقلم خود۔ المرقوم ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء

اس خط کے مولانا کی خدمت پہنچانے سے قبل ڈھنڈورہ کے ذریعہ سے مناظرہ کا اعلان کر دیا گیا۔ یہ عجب اعلان تھا جس کو سنکر حضرت مولانا کو حیرت تھی کہ ہم سے کب کسی شخص نے مناظرہ طے کیا ہے۔ بہر صورت جب یہ خط پہنچا تو اور زیادہ استعجاب ہوا کہ یہ کیسے خود ثالث و حکم تھے جو بغیر پارٹی بنانے کے خود بخود حکم اور ثالث بنے جاتے ہیں۔ مگر اب

یہ بھی کہ انہیں اپنی ناکامی اور عجز و فرار پر یقین کامل تھا۔ اس لیے پہلے سے طرح طرح اپنے پشت و پناہ کو جبراً اور زبردستی حکم بنا رہے تھے اور وہ ان کے حکم صاحب تھے کہ کوئی مانے نہ مانے ہم حکم ہیں۔ ثالث بننے پر اڑ رہے تھے۔

غرض بعض اہل خانہ ان سے مشورہ کیا گیا کہ کہیں اس دھاندلی سے فساد کا ارادہ تو نہ ہو مگر سب کی یہ رائے ہوئی کہ چلنا چاہیے۔ چنانچہ اعلیحضرت مولانا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب دامت برکاتہم مقام مناظرہ پر تشریف لے گئے اور حضرت مولانا مولوی سید محمد صاحب کو سخت بخار تھا مگر ان کی حمیت مذہبی اور جوش ایمانی کا تقاضا تھا کہ اسی حالت میں باوجود شدت مرض و غایت تکلیف پالکی پر تشریف لے گئے۔

ان حضرات کے وہاں پہنچنے پر فریقین طلب ہوئے اور ان سے سوالات ہوئے۔ ان کے اقراروں سے ظاہر ہو گیا کہ فریقین فرضی اور تراشیدہ ہیں اور اقرارنامہ پر کہ جس پر ہمت علی اگریوری سے تحریر بھی حاصل کرلی گئی تھی جو مجمع عام کو پڑھ کر سنادی گئی۔

مسلمانوں نے اس منظر کو دیکھ کر تعجب کیا کہ بدمذہبوں کی مکاری کیسی عظیم ہوتی ہے اور نصیحت حسین کو سب پہچان گئے جو اس مکاری کو لیکر آئے تھے۔ اور مولوی وجیہ الدین کو حکم بنا کر مطلب برآری چاہتے تھے۔ جب اقرارنامہ کی حقیقت روشن ہو گئی تو کہا گیا کہ بغیر اس کے کہ کوئی حکم ہو صرف مسلمانوں کا ایمان و ایقان حکم ہے۔

چنانچہ اس کو فریقین نے منظور کیا اور پھر اس مناظرے کی ابتدا ان سوالات و جوابات سے ہوئی۔

روئیداد مناظرہ

منعقدہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ یوم دوشنبہ وقت ۱۰ بجے دن بمقام درگاہ شریف کچھوچھہ مابین مولانا سید احمد اشرف صاحب و مولانا نصیحت حسین صاحب مابین فریقین یہ طے ہوا کہ براہین قاطعہ، حفظ الایمان، اور تحذیر الناس میں جو عبارتیں چھپی ہیں جن کو مولانا احمد اشرف صاحب کلمات کفریہ اور جن کے قائلین کو کافر کہتے ہیں

مولٰنا صاحب موصوف یہ ثابت کریں کہ در اصل وہ کلمات کلمات کفریہ اور اُن کے قائلین کافر ہیں اور مولٰنا غنیمت حسین صاحب یہ ثابت کریں کہ کلمات مذکور کلمات کفریہ نہیں ہیں اور اُن کے قائلین مسلمان ہیں۔

سوالات مولٰنا سید احمد اشرف صاحب

سوال۔ آپ نے حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ۔ اور تحذیر الناس کو تمام وکمال اور بغور ملاحظہ فرمایا ہے یا نہیں۔

جواب (مولٰنا غنیمت حسین صاحب) ہاں۔

سوال۔ کیا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ادنیٰ سے ادنیٰ توہین کفر ہے یا اسلام؟

جواب۔ کتب عقائد اہل سنت وجماعت میں جس توہین کو جناب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی کفر کہا گیا ہے بیں اُسے کفر سمجھتا ہوں اور اس کے قائل کو کافر۔ جو فرضی توہین ہے میں اُسے کفر نہیں سمجھتا۔ فرضی یعنی اختراعی۔

سوال۔ اگر حقیقۃً توہین جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ہو اگرچہ کسی کتب عقائد وغیرہ میں اس کی تصریح نہ ہو جب بھی وہ کفر ہے یا اسلام۔

جواب۔ بیشک وہ کفر ہے اور ایسا توہین کرنے والا کافر ہے۔

سوال۔ توہین اور تعظیم کا مدار اور معیار کس چیز پر ہے۔

جواب۔ شریعت پر یعنی عقائد کی کتابوں پر۔

سوال۔ عقائد کی کتابوں سے کون کون کتابیں مراد ہیں۔

جواب۔ اہلسنت وجماعت کے نزدیک جو معتبر کتابیں عقائد کی ہیں وہ مراد ہیں

سوال۔ جو توہین حقیقۃً توہین ہے اور کتب عقائد میں اس کا ذکر نہیں اُس توہین کو توہین قرار دینے کا معیار کیا ہے۔

جواب۔ علمائے اہل سنت جو اہل زبان ہیں اُن کا فیصلہ۔

سوالات مولوی غنیمت حسین صاحب

سوال۔ آپ نے جو اپنے فرمان میں حسام الحرمین کا حوالہ دیا ہے اور ان کو کلمات توہین بتائے ہیں اُن کے علاوہ کیا اور بھی کلمات توہین کتابوں سے آپ ثابت کریں گے۔

جواب۔ (مولانا احمد اشرف صاحب) میں کلمات کفریہ کے متعلق کوئی تخصیص نہیں کرتا خواہ ان عبارتوں کو دکھاؤں جو حسام الحرمین میں نقل کی گئی ہیں یا انھیں کتابوں سے اور عبارتوں کو۔

سوال۔ اگر کسی قول یا کسی مسئلہ میں کئی احتمالات ہوتے ہوں اور اُن میں بعض احتمالات تکفیر کے موجب ہوں اور بعض اسلام کے۔ ایسی صورت میں کس احتمال کو ترجیح دینی چاہیے

جواب۔ اگر دلیل معتبر سے احتمال اسلام کا پیدا ہوتا ہے تو احتمال اسلام کو ترجیح دی جائے گی ورنہ احتمال کفر کو۔

سوال۔ اگر دونوں احتمالات مساوی ہوں اور دونوں دلیل معتبر سے پیدا ہوتے ہوں تو ایسی صورت میں کس احتمال کو ترجیح دی جائے گی۔

جواب۔ ایسی صورت شرعاً ناممکن ہے۔

سوال۔ توہین جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جس سے تکفیر ہوتی ہے اس کا معیار آپ کے نزدیک کیا ہے۔

جواب۔ ہر توہین موجب تکفیر ہے اور اُس کا معیار عرف عام ہے۔

سوال۔ تکفیر کے لیے کس کا قول معتبر ہے۔

جواب۔ نصوص قطعیہ یعنی قرآن مجید اور احادیث متواترہ۔

(دوسرے دن کے لیے مناظرہ ملتوی ہوا)

مناظرہ ۲۶ ۔ اکتوبر سنہ ۳۰ء

مولانا سید احمد اشرف صاحب نے حفظ الایمان صفحہ ۸ مطبوعہ مجتبائی سے عبارت ذیل پڑھ کر سنائی۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

عبارت مذکور کی مولانا موصوف نے یہ توجیح فرمائی کہ زید وعمرو سے مراد نتھو خیرا ہیں۔ صبی کے معنی بچے کے۔ مجنون کے معنی پاگل۔ حیوانات یعنی جانور جیسے بھینس وغیرہ اور بہائم سے مراد چوپائے درندے کتے۔ سور وغیرہ۔

عبارت مذکور پر مولانا کا اعتراض

قائل نے مطلق علم کی دو قسمیں بیان کیں ایک علم کل اور ایک علم بعض۔ علم کل یعنی ہر چیز کا علم سوائے اللہ تعالی کے اور کسی کو نہیں۔ اب دوسرا علم بعض ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم کثیر ہے اور ایک علم قلیل مگر اس کو مصنف نے ذکر نہیں کیا کیونکہ اگر حضور کا علم کثیر مان لیتا تو یہ گندی تشبیہ نہیں دے سکتا تھا اسلیے محض بعض علوم غیبیہ کو ذکر کیا اور پھر اس کے بعد یہ بتایا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ گویا کمال علم کی تخصیص کا انکار کیا اور اس پر بھی اس کی تسکین نہ ہوئی تب اُس نے حضور کے علم کو زید وعمرو کے علم سے تشبیہ دی پھر خیال ہوا کہ زید وعمرو بھی مولوی عالم ہوتے ہیں اُس کے کلیجے کو ٹھنڈک نہیں پہنچی تو اس کے بعد صبی یعنی لڑکے اور مجنون یعنی پاگل کے علم سے تشبیہ دی۔ پھر خیال ہوا کہ بعض بچے زیرک ہوتے ہیں بعض پاگل پڑھ لکھ کر مجنون ہو جاتے ہیں تو اپنی کمال عداوت کا اس طرح پر اظہار کیا کہ بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم کے لیے بھی حاصل ہے جس میں سور کتے۔ گدھے بھی شامل ہیں۔ اس مقام پر مسلمانوں تم کو غور سے سننا چاہیے کہ یا تو جناب

رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار ہے اور دلائل قطعیہ کا مطالبہ ہوا اور جب اہانت او تنقیص شان رسالت پر آیا تو گدھے اور سور تک کے علم غیب کو تسلیم کر لیا میں اپنے مناظر مخاطب سے پوچھتا ہوں کیا وہ گدھے سور کے علم غیب کی کوئی نص قطعی دکھا سکتے ہیں اور اگر نہیں اور ہرگز نہیں دکھا سکتے تو بتایئے کہ اس مقام پر جمیع حیوانات اور بہائم کا ذکر کرنا محض تنقیص شان رسالت ہی کے لیے تو ہے ورنہ اس کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ علاوہ اس کے اس نقض دلیل کو ملاحظہ کیجیے کہ وہ مطلق علم میں بھی جاری ہے کیونکہ ہم حضور کو عالم کل علوم کی بنا پر نہیں کہتے پس اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ تمہارے پیر کی ذات مقدسہ پر عالم کا اطلاق کیا جانا بقول تمہارے اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد کل علم ہے یا بعض علم۔ اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں تیرے پیر کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو گدھے سور کو بھی حاصل ہے اس لیے کہ گدھا بھوک کے وقت غذا تلاش کرتا ہے دشمن کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔ سور اپنے بچے کو دودھ پلاتا ہے وغیر ذالک۔

اب اس مقام پر مزید وضاحت کے لیے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور بہت سے لوگ اس مقام پر قوانین ملکی سے واقف ہیں اُن سے پوچھتا ہوں کہ اگر بادشاہِ ہندوستان کو یہ کہا جاوے کہ آپ کی ذات مقدسہ پر حاکم کا اطلاق کیا جانا بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے تمام روئے زمین پر حاکم ہونا مراد ہے یا بعض حصوں پر اگر بعض حصے مراد ہیں تو اس میں آپ کی کیا تخصیص ہے ایسا حاکم تو ہر زمیندار بلکہ ہر کسگر کمہار بلکہ ہر چوڑہ چمار بھی ہے کیونکہ ہر شخص کم از کم اپنے گھر کا مالک ہوتا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے فاضل مخاطب نعت شان جناب رسالتمآب اور شخصیت اور وجاہت جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مدنظر رکھ کر حق کے قبول فرمانے میں انکار نہ فرمائیں گے۔

اعلیٰحضرت مولانا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی کے جواب میں مولوی نعمت حسین صاحب نے یہ تقریر کی۔

جواب مولوی غنیمت حسین صاحب

شرح مواقف مولف سادس مرصد اول - فلاسفہ نے کہا ہو کہ نبوت کے لیے اطلاع جمیع مغیبات کا ضروری ہے یعنی نبی کے لیے اطلاع جمیع مغیبات کا مختص ہے - اہلسنت وجماعت کی طرف سے علامہ عضد اور اُن کے شارح سید شریف جرجانی یوں فرماتے ہیں

قلنا ما ذکرتہ مردود لوجوہ اذ الاطلاع علی جمیع المغیبات لا یجب للنبی اتفاقا منا ومنکم ولهذا قال سید الانبیاء ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء والبعض ای الاطلاع علی البعض لا یختص به ای بالنبی کما اقررتم حیث جوزتم للمرتاضین والمرضا والنائمین فلا یتمیز به النبی عن غیرہ - ترجمہ - ہم کہتے ہیں کہ جو کچھ تم نے ذکر کیا ہو وہ قول تمہارا مردود ہے کئی وجہوں سے کیونکہ اطلاع تمام غیوب کا نہیں واجب ہے واسطے نبی کے جس میں ہم اور تم دونوں متفق ہیں اور اسوجہ سے سید الانبیا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قرآن مجید میں یوں ارشاد ہوا کہ اگر میں غیب کو جانتا تو بہت نیکیوں کو جمع کرلیتا اور مجھے برائی نہ چھوتی - اور اگر تمہارا مقصود بعض غیب ہے تو وہ نبی کے ساتھ مختص نہیں ہے - جیساکہ تم نے بھی اقرار کیا ہے اور جائز رکھا ہی اس کو ریاضت کرنے والوں کے لیے اور بیماروں کے لیے اور سونے والوں کے لیے پھر نہیں متمیز ہوا نبی دوسروں سے -

توضیح فلاسفہ یہ کہتی ہے کہ نبی کے لیے تین خاصیتوں کا جمع ہونا ضروری ہے پہلی یہ بات کہ اُسے اطلاع ہو تمام غیوب پر ایسے غیوب جو کہ ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہوں گے

اس کا جواب اہل سنت وجماعت کی طرف سے علامہ عضد اور میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہما یہ دیتے ہیں کہ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ مردود ہی اس وجہ سے کہ اگر تمہاری مراد کل غیوب ہیں تو اس میں ہمارا تمہارا اتفاق ہے کہ تمام مغیبات پر نبی کو اطلاع نہیں اور اگر تمہاری مراد ایسے بعض مغیبات ہیں تو وہ نبی کے ساتھ مخصوص نہیں کیونکہ تم نے

جائز رکھا ہے اس کو ریاضت کرنے والوں کے لیے اور بیماروں اور سونے والوں کے لیے تو اس سے نبی دوسروں سے کیونکر متمیز ہوا۔ تشریح علامہ عضد فرماتے ہیں کہ جبکہ تمہاری مراد بعض غیب ہے تو یہ سونے والوں اور بیماروں اور ریاضت کرنے والوں کو بھی حاصل ہے۔

اب ہم یہ عرض کرتے ہیں آپ حضرات کی خدمت میں کہ کتنی بڑی توہین ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں آپ کے معروضہ تعرض کے مطابق کہ انھوں نے مرضیوں کو اور بیماروں کو برابر کر دیا علم غیب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

یہ کتاب حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرفعلی صاحب ہے۔ ایک سائل نے مولوی اشرفعلی صاحب سے تین سوال کیے ہیں منجملہ اُن کے تیسرے سوال کے جواب کی نسبت جناب مولانا احمد اشرف صاحب آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی توہین کے مدعی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں بالذات اس معنی میں کہ عالم الغیب خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا اور بواسطہ اس معنی کے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ عقیدہ کیسا ہے۔

مولانا اشرفعلی صاحب کا جواب یہ ہے کہ مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل شرعی نہ قائم ہو اور اُس کے ادراک کے لیے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو الخ۔ اب اس کو عرض کرتے ہیں کہ مصنف کی ایسے علم غیب سے کیا مراد ہے مصنف کی مراد ایسے علم غیب سے وہی مفروضہ علم غیب ہے جو زید نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کیا ہو۔ اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہونگا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت میں سے کب ہو سکتا ہے آپ کا تو وہ علم تھا جو نہ کسی ملائکہ کو دیا گیا اور نہ کسی اور انبیا علیہم السلام کو عطا ہوا۔

مولانا احمد اشرف صاحب نے اپنی تقریر میں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ مولوی اشرفعلی صاحب نے یہاں پر علم کثیر کو نہیں بیان کیا اور قلیل کو بیان کیا۔ میں کہتا ہوں

گر مولوی اشرفعلی صاحب نے ان کثیر یعنی اُس علم کو بیان کیا ہے جو کمالات نبوت سے ہے اور حضور کے شایان شان ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ حفظ الایمان صفحہ ۸ کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو بہ تمامہا حاصل ہو گئے تھے۔

عبارت مذکورہ کی **توضیح** و تنبیح کی غرض سے مثال فرض ہے۔ ایک بادشاہ ہے جس نے اپنے ملک میں مختلف قسم کے سکے رائج کیے ہیں جو عام رعایا کو بذریعہ رفع حوائج یومیہ خزانہ شاہی سے تقسیم ہوتے ہیں لیکن جواہرات عام لوگوں کو تقسیم نہیں ہوتے۔ نہایت کم قیمت جواہر عوام کو بھی ملتے ہیں اور جو خواص مقربین ہیں اُن کو حسب حیثیت جواہر عالیہ دیے جاتے ہیں۔ اُس کے ملک میں مالک الدراہم والدنانیر تو سب رعایا کہلاتی ہے مگر مالک جواہرات بجز بادشاہ کے کوئی نہیں کہلایا جاتا۔ سلطان وقت نے اپنے وزیر اعظم کو اسقدر جواہرات عالیہ غالیہ بیش بہا دیے کہ اتنے کسی کو نہ دیے اور نہ آیندہ دیگا اگر تمام ملک کی رعایا کیا خواص مقربین کے بھی تمام جواہرات کو ملایا جائے تو اُس کے ایک جواہر آبدار کے بھی برابر نہ ہو چونکہ سرکار شاہی سے اُس کو سب سے زیادہ جواہرات عطا ہوئے ہیں تو کوئی شخص مالک الجواہرات اُس کو بھی کہنے لگے اور دوسرا شخص اُس سے یہ کہے کہ بھائی چونکہ یہ لقب بجز بادشاہ کے اور کسی کے واسطے نہیں بولا جاتا چونکہ اس میں شرکت شاہی کا وہم ہے اس وجہ سے گو وزیر اعظم واقع میں جواہرات کا مالک ہے اور جسقدر جواہرات عہدہ وزارت کے لیے لازم و ضروری تھے وہ بادشاہ نے اُس کو دیدیے مگر یہ لقب مالک الجواہر کا اُس کو نہیں دیا کیونکہ اس میں وہم شرکت عظمت شاہی ہے لہذا یہ لقب ممنوع ہے۔

جناب مولوی احمد اشرف صاحب نے مولوی اشرفعلی صاحب کو جن الفاظ سے توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت کی ہے اس قسم کی توہین کی مثال اگر دوسروں میں پائی جائے تو اُن کی نسبت مولوی احمد اشرف صاحب کیا فیصلہ فرمائیں گے

پہلی مثال فوائد الفواد صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ نولکشور مصنفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی

ملفوظات حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہا۔ سخن در توکل افتاد فرمود کہ اعتماد بر حق باید کرد و نظر بر ہیچ کس نباید داشت۔ بعد ازاں بر لفظ مبارک راند کہ ایمان کسے تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک او ہمچناں نماید کہ پشک شترے۔ ترجمہ ذکر توکل کا ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اعتماد خدا پر کرنا چاہیے اور کسی پر نہیں بعد اس کے یوں ارشاد فرمایا کہ ایمان کسی کا کامل نہیں ہوتا جب تک کہ تمام مخلوقات اس کے نزدیک ایسی نہ ہو جائیں جیسے اونٹ کی مینگنی۔

توضیح۔ اب آپ یہ خیال فرمائیں کہ تمام مخلوقات میں جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں تو معاذ اللہ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ کہتے ہیں کہ آپ بھی مثل مینگنی شتر کے ہیں۔

دوسری مثال حضرت جامی علیہ الرحمۃ کا شعر ملاحظہ ہو ؎

	روحی فداک ای صنم المطلبی لقب		آشوب ترک و شور عجم فتنۂ عرب	

عبدالوہاب نجدی نے حضور انور کو صنم اگر کہہ کے تنقیص کی تو وہ میرے نزدیک بموجب قول فقہا کافر ہے۔ حضرت جامی علیہ الرحمۃ جو صنم۔ آشوب ترک شور عجم اور فتنۂ عرب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نسبت استعمال فرماتے ہیں۔ حالانکہ تمام مسلمان متفق ہیں کہ اس میں توہین نہیں ہے اور ہم بھی اسے توہین نہیں سمجھتے۔ یہ بات بھی غور طلب ہے۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے فتنۂ عرب کا لفظ استعمال کیا ہے حالانکہ قرآن مجید میں وارد ہے الفتنۃ اشد من القتل۔ اگر عاشقانہ بات کو ملحوظ نہ رکھا جائے اور یہ عذر حضرت جامی علیہ الرحمہ کی طرف قبول نہ کیا جاوے تو آپ حضرات ان الفاظ کے متعلق ان کے بارے میں کیا فیصلہ کریں گے۔

تیسری مثال۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

	چند در بند خدا داریم		من چہ پروائے مصطفےٰ داریم	

شعر مذکور حضرت مجدد صاحب کی طرف منسوب و مشہور ہے۔

چوتھی مثال۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں ؎

خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکند   آرے آرے میکنم با خلق و عالم کار نیست

اگر صرف ظاہری الفاظ پر خیال کیا جاوے اور اصل اور حقیقی حالت قائل کا خیال نہ کیا جاوے اور اُس کے تقدس اور تقوے اور اسلام کا لحاظ نہ کیا جاوے تو یہ الفاظ کہ بت پرستی کرنا اور خلق و عالم سے کوئی سروکار نہ رکھنا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات بھی ہے کیسی حقیقی اور صریح توہین ہوگی۔

پانچویں مثال۔ مولانا فاخر وغیرہ مریدان حضرت شاہ علی حسین صاحب میں ایک جلسہ میں شاہ صاحب موصوف کی داڑھی میں ہاتھ ڈالکر اس طرح عرض کرتے تھے

اشرفی احمد مختار بنے بیٹھے ہیں   عرش پہ ایزد غفار بنے بیٹھے ہیں

یہ واقعہ سمعی ہے اور اس کی شہادت ہم ابھی پیش کریں گے۔

چھٹی مثال اسد اللہ شاہ مرید شاہ اشرف حسین صاحب جمال اللہ شاہ مرید شاہ علی حسین صاحب اپنے خط میں اپنے پیر کو یوں رقمطراز ہیں۔ اے میرے خدا اے میرے رسول اے میرے پیر۔

ساتویں مثال۔ مولوی سید محمد صاحب نے اپنے وعظ میں یوں بیان فرمایا خدا اور رسول کے درمیان حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کی نسبت یوں کہا کہ وہ ٹٹے ہیں

اب میں اُن برگزیدہ بزرگان دین کے متعلق یعنی جن کا ذکر تمثیل اول سے تمثیل چہارم تک ہے سوائے حسن ظن کے اور کوئی دوسرا خیال ان کی شان میں کرنا کمال گستاخی سمجھتا ہوں کیونکہ عامہ مومنین کے لیے جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا کہ ظن المؤمنین خیرا بھلا کے بعد دعا میں ارشاد باری ہو اللھم اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان (ترجمہ) اے اللہ مغفرت کر تو ہماری اور ہمارے اُن بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ اُن صاحبان خدا کی شان تو مومنین میں ارفع و اعلیٰ ہے۔ پھر آپ حضرات سے انصاف کا طالب ہو کر یہ استدعا پیش کرتا ہوں کہ مولوی فاخر و مولوی سید محمد صاحبان وغیرہ نے جن کھلے ہوئے لفظوں میں حضور سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی توہین کی ہے اور جس توہین سے وہ ذات

جیسے ذی شان اور مقرب فرشتہ جبرئیل امین علیہ السلام ہیں ان کی نسبت یہ لفظ بے ادبی
تو اور کہا ہے کیا جناب مولانا احمد اشرف صاحب نے ان کلمات کفریہ کی تعریف نہیں کی اس
کو توبہ کرانا اور جلسے دیتے کہیں زیادہ توقف بھی کیا۔ آپ نے جب کو کفریہ عبارات سے
پاک کر لیتے تب جس سے مقابلہ میں کسی کا کفر ثابت کرنے کے لیے مناظرہ میں تشریف
لاتے۔ مولوی محمد شفیع صاحب و بشیر احمد صاحب نے دریافت کرنے پر حلفیہ بیان کیا۔
جس جلسہ میں مولوی سید محمد صاحب نے حضرت جبرئیل کو اٹکا کہا ہم اس میں موجود تھے
چو دریافت کرنے پر کہ کوئی صاحب مولوی فاخر صاحب کے واقعے جس کا ذکر تشلیل بحیم
میں ہے اپنے سامنے وقوع پذیر ہونے کی شہادت دے سکتے ہیں۔ کوئی صاحب پیش
نہیں ہوئے۔ پھر دریافت کرنے پر کہ اسد اللہ شاہ و جمال اللہ شاہ کے جس واقعہ کا ذکر
تشلیل شمشیر میں ہے اس کے متعلق کوئی حلفیہ شہادت دے سکتا ہو۔ صاحب خاموش
رہے۔ جناب مولوی احمد اشرف صاحب نے اپنی توضیح میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس بناء پر
مولوی اشرفعلی صاحب علم غیب کی نفی کرتے ہیں اس بناء پر یہ لازم آتا ہے کہ عالم حکمی کو
کو کہنا جائز ہو اور حاکم حکمی آپ میں اس کے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ دونوں عالم الغیب
ہے۔ مولوی اشرفعلی صاحب کا اُس جواب میں مطلب یہ ہے کہ چونکہ عالم الغیب کا اطلاق
شریعت میں آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر نہیں کیا اس لیے ہمیں بھی عالم الغیب
نہیں کہنا چاہیے۔ عالم کے اطلاق کی نسبت تو کلام الٰہی کا ارشاد ہے انما یخشی اللہ من عبادہ
العلماء اور حاکم کی نسبت یوں ارشاد ہے الیس اللہ باحکم الحاکمین

اب میں ایسی مثال پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی قول یا مسئلہ میں احتمالات کفر
کے اگر زیادہ ہوں اور احتمال اسلام کے کم تو ایسی صورت میں بھی احتمال اسلام کو ترجیح
دی جائیگی۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۹۹ مطبوعہ محمدی پریس واقع لاہور۔ وقد ذکروا
ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لہا تسع وتسعون احتمالا للکفر واحتمال
واحد فی نفیہ فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی لان الخطاء
فی ابقاء الف کافر اھون من الخطاء فی افناء مسلم واحد (ترجمہ) ملا علی قاری

فرماتے ہیں کہ فقہا نے مسئلہ متعلقہ کفر کے بارے میں کہا ہے کہ اگر اس میں ننانوے احتمالات پائے جاتے ہوں اور ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال کفر کی نفی میں ہو تو بہتر ہے مفتی اور قاضی کو کہ عمل کرے احتمال نافی پر کیونکہ غلطی سے ایک ہزار کافر کا باقی رکھنا آسان ہے غلطی سے ایک مسلم کے فنا کرنے کی۔

سبحان السبوح مصنفہ مولوی **احمد رضا خانصاحب** صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ مطبع اہل سنت بریلی۔ یہ کتاب وہ ہے جس میں مولوی احمد رضا خانصاحب نے ستر وجوہ سے مولوی اسمٰعیل صاحب شہید کا کفر ثابت کیا ہے۔ اب یہ مولوی احمد رضا خانصاحب ہمارے فاضل مناظر کے معتمد علیہ ہیں اور انہیں کی کتاب حسام الحرمین کا فاضل مناظر ممدوح نے اپنے اس فرمان میں جس میں اپنے مریدوں کو تعلقات اسلامی منقطع کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ حوالہ دیا ہے۔ مولوی احمد رضا خانصاحب لکھتے ہیں **تحقیق حکم قائل میں**۔ جان برادر یہ پوچھنا ہے کہ آپ کا یہ عقیدہ کیسا اور اُن کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔ یہ پوچھ کر ان امام وہابیہ ایک جماعت ائمہ کے نزدیک کتنی وجہ سے کفر آتا ہے۔ حاشا للہ حاشا للہ ہزار ہزار بار حاشا للہ میں ہرگز ان کی **تکفیر پسند نہیں کرتا** ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں۔ اور امام الطائفہ یعنی **مولوی اسمٰعیل صاحب** کے کفر پر بھی **حکم نہیں کرتا** کہ ہمیں ہمارے نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک **وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن اور جلی نہ ہو جائے** اور حکم اسلام کے لیے **اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محل بھی نہ رہے** فان الاسلام یعلو ولا یعلے مگر یہ کہتا ہوں اور بیشک کہتا ہوں کہ بلا ریب ان تابع ومتبوع پر ایک گروہ علماء کے مذہب میں بوجوہ کثیرہ کفر لازم والعیاذ باللہ ذی الفضل الدائم۔ سبحٰن السبوح صفحہ ۱۲۸

معاذ اللہ اسقدر ان کے خار و بوار کو کیا کم ہے اگرچہ ائمہ محققین وعلمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں اور **یہی ثواب ہے** وھو الجواب وبہ یفتے وعلیہ الفتوی وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد۔ الکوکب الشہابیہ

صفحہ ۱۹ مطبوعہ اہل سنت بریلی [illegible] مولانا احمد رضا خاں صاحب [illegible]
[illegible] جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب [illegible] اہل [illegible]
کی تکفیر [illegible] اللہ جل شانہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]
[illegible] کی طرح تمام [illegible]
[illegible] اور اس کے امام [illegible]
[illegible] علمائے کرام و اصحاب [illegible] اسلام کی [illegible]
[illegible] کے سب مرتد کافر اجماع [illegible] ان سب پر [illegible] تمام کفر [illegible]
[illegible] اسلام [illegible] اگر [illegible] مقام [illegible]
ہیں الفاظ سے کہ [illegible] و مناسب [illegible] تعالیٰ
اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

عبارت مذکورہ میں اجمالاً [illegible] صاحب موصوف حاشیہ لکھتے ہیں:

ہمارے علمائے کرام و علمائے اسلام سلفیین کلمہ گو [illegible] علیہم الصلوٰۃ والسلام
[illegible] دیکھتے [illegible] اس طائفہ [illegible] کے [illegible]
[illegible] مسلمان [illegible] کی نسبت حکم کفر و شرک [illegible] ایک [illegible]
[illegible] کہاں [illegible] شدت [illegible] ان کے [illegible]
[illegible] پر [illegible] انتقام [illegible] میں آئی ہے [illegible]
کہ لزوم و التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات [illegible] کر کافر مان لینا
اور بات ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے جب تک [illegible] احتمال [illegible]
حکم کفر جاری کرنے سے ڈریں گے۔ نمبر ۲۔ کتاب بہار شریعت حصہ اول مصنفہ مولوی امجد علی

صفحہ ۷۲ مطبوعہ اہل سنت بریلی:
عقیدہ ۵۔ ایمان کفر میں واسطہ نہیں یعنی آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر تیسری صورت کوئی نہیں
کہ نہ مسلمان ہو نہ کافر۔
[illegible] مسلمان پر مصنف نے ایک حاشیہ [illegible] ممکن ہے کہ [illegible] کے

کسی کو نہ مسلمان کہیں نہ کافر جیسے یزید پلید و اسمٰعیل دہلوی"۔

اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ توہین جو موجب تکفیر ہے اس کا معیار عرف عام نہیں ہے

اول۔ التفرقہ بین الاسلام والزندقہ۔ مطبوعہ مصر مصنفہ امام غزالی صفحہ ۲ واعلم
ان حقیقۃ الکفر والایمان وحدہما والحق والضلال وسرہما لا ینجلی للقلوب
المدنسۃ بطلب الجاہ والمال وحبہما بل انما ینکشف ذلک لقلوب طہرت عن وسخ
اوزار الدنیا اولا ثم صقلت کانہا مرآۃ مجلوۃ وصار مصباح الایمان فی زجاجۃ
قلبہ مشرق الانوار یکاد زیتہ یضیٔ ولو لم تمسسہ نار وانی تتجلی اسرار
الملکوت لقوم الٰہہم ہواہم ومعبودہم سلاطینہم وقبلتہم دراہمہم
ودنانیرہم وشریعتہم رعونتہم وارادتہم جاہہم وشہواتہم وعبادتہم
خدمتہم اغنیاءہم وذکرہم وساوسہم وکنزہم سواسہم وفکرہم استنباط
الحیل لما تقتضیہ حشمتہم فہؤلاء من این تتمیز لہم ظلمۃ الکفر من ضیاء
الایمان۔ ام بالہام الٰہی ولم یفرغ القلوب عن کدورات الدنیا لقبولہا
ام بکمال علمی وانما بضاعتہم فی العلم مسئلۃ النجاسۃ وماء الزعفران وامثالہا
ہیہات ہیہات ہذا المطلب انفس واعز من ان یدرک بالمنٰی الخ

خلاصہ ترجمہ حجۃ الاسلام امام غزالی۔

دوم۔ کتاب الیواقیت والجواہر مصنفہ امام شعرانی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۲ جلد دوم۔
علامہ تقی الدین سبکی کے نام ایک شخص نے خط لکھا ہے کہ آپ کیا فرماتے ہیں اُن لوگوں کے
بارے میں جو اہل سنت وجماعت کے سوا ہیں اور مدعی اسلام ہیں اعلم یا اخی وفقنی
اللہ وایاک ان الاقدام علی تکفیر المؤمنین عسیر جدا وکل من فی قلبہ
ایمان یستعظم القول بتکفیر اہل الاہواء والبدع قولہم لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ فان التکفیر امر ہائل عظیم الخطر ومن کفر انسانا فکانہ
اخبر عن ذالک الانسان بان عاقبتہ فی الآخرۃ عقوبۃ الدائمۃ ابد الآبدین
وانہ فی الدنیا مباح الدم والمال لا یمکن من نکاح مسلمۃ ولا تجری علیہ

احکام اہل الاسلام فی حیاتہ ولا بعد مماتہ والخطاء فی قتل مسلم
ارجح فی الاثم من ترک قتل الف کافر۔

سوم۔ الیواقیت والجواہر صفحہ ۱۲۱۔

امام احمد سرخسی جو امام ابوالحسن اشعری کے خاص احباب میں ہیں یہ فرماتے ہیں۔
لما حضرۃ الوفاۃ ابا الحسن الاشعری فی دارہ ببغداد امر بجمع اصحابہ ثم قال اشھدوا علی انی لا اکفر احدا من اھل القبلۃ بذنب لانی رایتھم کلھم یشیرون الی معبود واحد والاسلام یشملھم ویعمھم۔

اب میں فاضل مناظر سے دو عرض کرنا چاہتا ہوں۔

سوال اول۔ فقیر کے چھٹے سوال کے جواب میں فاضل مناظر نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن مجید واحادیث متواترہ میں پوچھتا ہوں کہ اجماع بھی آپ کے نزدیک عقائد میں حجت ہے یا نہیں۔

سوال مذکور مولانا سید احمد اشرف صاحب سے کیا گیا جواب میں مولانا ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ آپ کی تمام وکمال تقریر ختم ہونے کے بعد لفظ لفظ کا جواب دیا جائیگا

سوال دوم۔ اجماع سے انکار کرنے والوں کو آپ کیا کہتے ہیں۔

سوال مذکور کے جواب میں مولانا احمد اشرف صاحب نے وہی فرمایا جو سوال اول کے جواب میں تحریر کیا گیا۔

کل کے مناظرہ میں میں اُن کتابوں کو تفصیلاً پیش کر چکا ہوں جس سے اختراعی او فرضی توہین نکلتی ہے اور اس کے متعلق فوائد الفواد اور شرح مواقف پیش کرکے کافی طرح پر یہ ثابت کر چکا ہوں کہ ایسی فرضی اور اختراعی توہین درحقیقت توہین نہیں ہے لیکن بعض احباب کا اصرار ہے کہ جب تک ویسی مثالیں نہ پیش کی جائیں جیسی مفروضہ مثال حفظ الایمان میں پیش کی گئی ہے ہماری پوری تشفی نہیں ہوتی اسلیے میں مزید توضیح کے لیے اس سے بھی صاف مثالیں مسلم الثبوت بزرگان دین کی پیش کرکے حضرات حاضرین کی تشفی کرنا چاہتا ہوں قبل اس کے کہ میں اُن بزرگان دین کا اسم گرامی بتاؤں اور انکی

کتاب کا حوالہ دو اور ظاہری فقرات کو پیش کر کے یعنی ظاہری الفاظ پیش کر کے
توہین کو منسوب کرنا آسانی سے عوام الناس بالخصوص ناظرین سے ... فقرات
ذیل ہیں۔

فقرہ اول۔ تو آں را خدا خوانی ما آں را محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خوانیم وجائے دیگر تو
آں را محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خوانی ما آں را خدا خوانیم۔

فقرہ دوم۔ خدا احمد محمد خدا۔

فقرہ سوم۔ بیزارم از آں خدا کہ در سنگ و گربہ ظہور کند۔ دیگر کلمات بیزارم از آں خدا
کہ در سنگ و گربہ ظہور کند۔

سوالات مذکورہ جلسہ سے کیے گئے۔ جلسہ میں سے ایک صاحب نے یہ جواب دیا کہ اگر
ان الفاظ میں توہین یا شرک کا شائبہ ہے اور ان کا قائل مکلف بشریعت ہے یعنی کہنے
کے وقت وہ عالم سکر میں نہیں ہے تو میں اس کے اس قول کو شرعاً معتبر سمجھنے کے لیے
تیار نہیں۔ اگر فقرہ دوم کے معنی یہی ہیں کہ خدا احمد ہے اور محمد خدا تو میں اسے شرک
سمجھتا ہوں۔

جناب شاہ محمد شفیع صاحب نے فرمایا کہ ظاہر الفاظ ضرور شرک ہیں لیکن چونکہ
قائلین کے نام سے میں واقف ہوں اس لیے ان کو شرک نہیں کہتا اور جس صورت میں یہ
الفاظ استعمال کیے گئے ہیں وہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں۔

مولانا غنیمت حسین صاحب۔ فقرات مذکورہ نمبر ۱ و ۲ کتاب لطائف اشرفی جلد
دوم سے لیے گئے ہیں۔ کتاب مذکور کی اصل عبارت حسب ذیل ہے

حضرت عین القضاۃ فرمودہ چیزے کہ تو آں را خدا خوانی ما آں را محمد خوانیم و چیزے
کہ تو آں را محمد خوانی ما آں را خدا میخوانیم۔ یہ حضرت عین القضاۃ کی عبارت ہے اور کہیں
اس کتاب میں اس کی تشریح نہیں ہے کہ قول مذکور عالم سکر میں کہا گیا ہے۔

فقرہ دوم لطائف اشرفی میں یہ ہے

حضرت قدوۃ الکبرائی فرمودہ کہ شیخ ما ایں سخن را می گفت خدا احمد و محمد خدا۔

اب میں آپ حضرات کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت مخدومی تارک السلطنت امیر کبیر سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کا قول نقل کیا ہے فقرہ سوم لطائف اشرفی صفحہ ۱۴۳ جلد دوم سے لیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

"در دو بزرگ بحثے شدہ یکے گفت کہ بیزارم ازاں خدا کہ در سگ و گربہ ظہور کند دیگری گفت بیزارم ازاں خدا کہ در سگ و گربہ ظہور نکند"۔ حاضران مجلس جزم کردند کہ یکے ازیں دو کافر شدند۔ کاملے سخن ایشاں را توجیہ کرد بآنکہ یکے اعتقاد کردہ کہ سگ و گربہ در غایت خست اند و ملابست و مخالطت با ایشاں نقصان تمام ست پس مقصود او بیزاری ست از خدائے ناقص و دیگرے اعتقاد کردہ کہ در ملابست و مخالطت سگ و گربہ ہیچ نقصان نیست اگر در حق ایشاں ظہور نکند فیض او ناقص باشد پس مقصود او نیز بیزاری ست از خدائے ناقص و شک نیست کہ ناقص خدائے را نشاید پس بیزاری ایشاں از خدا نباشد و کفر ہیچ یک لازم نہ آید۔

بحث و مناظرہ میں سکر و صحو کا خیال بھی نہیں ہو سکتا۔ بظاہر ظاہری الفاظ میں تمام حاضرین نے یقین کر لیا کہ ایک ان دونوں میں سے کافر ہو گئے مگر ایک کامل نے اس قول کی یوں توجیہ کی کہ جس کا اعتقاد یہ ہے کہ خدا کتے اور بلی میں ہے وہ ایک خسیس چیز میں خدا کا ہونا خدا کی خدائی میں نقصان سمجھتا ہے اس لیے اُس سے انکار کرتا ہے خدا کی تنزیہ کرتا ہے اور دوسرا کتے اور بلی میں خدا کا ظاہر نہ ہونا اُس کے فیض کو ناقص سمجھتا ہے اور چونکہ ناقص خدائی کے قابل نہیں ہے اس لیے اس سے انکار کرتا ہے اور یہ دونوں بزرگوار خدا کی تنزیہ کرتے ہیں اسلیے دونوں میں سے کسی پر بھی کفر کا الزام عائد نہیں ہوتا۔

قبل اس کے کہ آپ حضرات ان اقوال کے متعلق جواب دیں میں نہایت ادب سے ملتجی ہوں کہ آپ جواب میں جلدی نہ فرمائیں بلکہ زبان کو روکیں کیونکہ یہ بڑے بڑے برگزیدہ اکابرین کے اقوال ہیں جنکی نسبت سوء ظن کمال بے ادبی ہے بعض حضرات کو عبارت شرح واقعہ سے جو میں نے پیش کی ہے مرتاض کے معنوں میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ یہ لفظ خاص اولیاء کاملین کے لیے مستعمل ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ مرتاض کے معنی

ریاضت کرنے والوں کے ہیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر جوگی ہوں یا سنیاسی وغیرہ وغیرہ اور جیسا ہمارے فاضل مناظر نے زید سے ایسے غیب سے تھوڑا غیب مراد لیا ہے اسی طرح سونے والوں میں ادھو پدھو گھسیٹا چھجو گنگو وغیرہ داخل ہیں اور مریضوں میں مسلمان ہندو نصاری وغیرہ کو بقول فاضل مناظر داخل کیا جائے تو کیا بعید ہے۔

حفظ الایمان میں مولوی اشرف علی صاحب نے زید یعنی مخاطب سے یہ دریافت کیا ہے کہ اگر بقول زید ایسا علم غیب مختصات نبی میں سے ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے .... مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وغیرہ سبھی کو ہے۔

میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس مقولہ کو مولوی اشرف علی صاحب کی طرف منسوب کرنا کس قدر انصاف سے بعید ہے۔ مولوی صاحب تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اے مخاطب تو نے اپنے خیال میں جو علم غیب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز کیا ہے یہ تیرا مفروضہ علم[1] تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی منقصت کرتا ہے بلکہ ایسا علم تو ہر لڑکے اور ہر مجنون وغیرہ کو حاصل ہے تو اس قسم کا علم حضور انور کے لیے ثابت کرنا حضور کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ حضور کے لیے تو یہ علم ہونا چاہیے۔

عبارت مولوی اشرف علی صاحب صفحہ ۸ حفظ الایمان "پس اگر اس کا مقتضی صرف اسی قدر ہے کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے"

اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حسام الحرمین مولفہ مولوی احمد رضا خاں صاحب جس کی صحت پر فاضل مناظر کو اعتماد اور ناز ہے اور عوام میں شورش پھیلانے کے لیے اسے بار بار پیش کرتے ہیں کہ یہ فتوی حرمین شریفین کے علما کا ہے حالانکہ علمائے حرمین شریفین کے پاس

---

[1] مولوی حشمت حسین صاحب نے ان الفاظ میں اس کا تو اقرار کر لیا کہ جو علم حفظ الایمان میں حضور کے لیے ثابت فرض کیا ہے وہ حضور کی شان کی منقصت کرتا ہے اور ویسا علم تو ہر لڑکے اور ہر مجنون وغیرہ کو حاصل ہے اور یہی کفر ہے مگر مولوی حشمت حسین صاحب اس کفر کو عبارت حفظ الایمان میں تسلیم کرتے ہوئے یہ دھاندلی اور ساندھا ساندھی کرتے ہیں کہ اشرف علی کے مقولہ کو مخاطب کے سر منڈھ دیتے ہیں جو ٹھیک دوپہر میں آفتاب کے انکار سے زیادہ صریح جھوٹ ہے۔"

یہ سوالات بھیجے جائیں گے اُسی کے مطابق جواب آئیگا۔ یہ نہیں کہ کسی مصنف کی کتاب سے بعض الفاظ یا عبارتوں کو اِدھر اُدھر مختلف مقامات سے جمع کر کے استفتا لکھ لیا اور جب جواب تکفیر آیا تو کہنے لگے کہ یہ مصنف کا فریب ہے میں مثال سے اس کی قلعی کھولنا چاہتا ہوں جس پر اُن کے تمام بہتان جو مولوی اشرف علی صاحب کے ذمہ لگا کر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے ان کے کفر کا فتوی لایا گیا ہے۔ دیکھو کتاب حسام الحرمین صفحہ ۱۰۹۔

اور اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں سے ہے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں اس نے ایک چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے اور اس کی ملعون عبارت یہ ہے آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

اب حضرات حاضرین جلسہ اور فاضل مخاطب سے یہ عرض ہے کہ کیا یہ قول مولوی اشرف علی صاحب کا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی علم تھا جو ہر صبی و مجنون و جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے حالانکہ مولوی اشرف علی صاحب تصریح کر رہے ہیں کہ اگر بقول زید صحیح ہو جاتا اگرچہ یہ ہرگز صحیح نہیں ہے اور نہ یہ ان کا عقیدہ ہے بلکہ اس کے بعد بھی کہتے ہیں کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تماماً حاصل ہو گئے تھے پھر مولوی احمد رضا خاں صاحب کا یہ فرمانا کہ ایک چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔

اب آپ حضرات سے انصاف کا طالب ہوں کہ زید یعنی مخاطب کی مفروض

شق کو مولوی اشرفعلی صاحب کی طرف منسوب کرکے تصریح کا الزام لگانا بہتان نہیں تو اور کیا ہے۔

صاحب حسام الحرمین کی دوسری دیانت داری ملاحظہ ہو۔ ایک ہی کتاب کی جستہ جستہ عبارت کو مختلف جگہ سے اڑاکر اور اس کا حوالہ دیکر اپنی منشا کی مطابق ایک عبارت بناتا ہے اور پھر حرمین شریفین سے فتوی کفر حاصل کرتا ہے۔ حسام الحرمین میں دوسرا فرقہ وہابیہ امثالیہ کو بیان کرتے ہوئے صفحہ ۱۰۱ حسام الحرمین میں یوں فرماتے ہیں۔

"اور وہ کئی قسم ہیں ایک امیریہ امیر حسن و امیر احمد سہسوانیوں کی طرف منسوب اور نذیریہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی تحذیر الناس ہے اور اس نے اپنے اس رسالہ میں کہا ہے۔ بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ

اب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہاں پر جناب خانصاحب نے کہیں پر نہ تو کوئی خط دیا کہ جس سے پتہ چلتا کہ مولوی قاسم صاحب کی تحذیر الناس کی مختلف جگہوں سے اس عبارت کو لکھتے ہیں بلکہ خانصاحب نے اس عبارت کو یوں پیش کیا ہے اور بظاہر حسام الحرمین سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلسل عبارت تحذیر الناس کی وہ پیش کر رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ عبارت لی گئی ہے صفحہ ۱۴ سے اور صفحہ ۲۸ سے اور آخر میں جاکر صفحہ ۳ سے

اب میں آپ حضرات سے انصاف چاہتا ہوں کہ یہ کیا کسی عالم دیانت دار کی شان کے شایاں ہے کہ مختلف جگہ کی عبارتوں کو ایک جگہ اس طرح پیش کرنا کہ معلوم ہو کہ یہ عبارت اس کتاب کی ہے زیبا ہے۔ اب اسی حسام الحرمین کے مقابلہ میں کتاب التصدیقات لدفع التلبیسات مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی اور مصدقہ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً اور علمائے دیوبند وغیرہ و دیگر علمائے ہندوستان و مصر پیش

کرتا ہوں جس میں علمائے دیوبند اپنے عقائد زیر بحث کی تصریح کرتے ہیں اور علمائے حرمین شریفین و علمائے ہندوستان و مصر ان کے عقائد صحیحہ کی تصدیق کرتے ہیں جس سے سارا بہتان مولف حسام الحرمین غلط اور بے بنیاد اور بے سروپا ہو جاتا ہے۔ دیکھیے صفحہ ۴۴ التصدیقات مذکورہ بیسواں سوال اور اس کا جواب۔

بیسواں سوال۔ کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم زید و بکر و چوپائے کے علم کی برابر ہے یا اس قسم کی خرافات سے تم بری ہو اور مولوی اشرفعلی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے اُس کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ میں کیا کہوں کہ یہ بھی مبتدعین کا ایک افترا اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدلے اور مولانا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا ہے خدا انہیں ہلاک کرے کہاں جلے جاتے ہیں۔ علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات کا جواب دیا ہے جو اُن سے پوچھے گئے تھے۔ پہلا مسئلہ قبر کو تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبر کے طواف میں۔ اور تیسرا یہ کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جائز ہے یا نہیں۔ مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ جائز نہیں گو تاویل ہی سے کیوں نہ ہو۔ کیونکہ شرک کا وہم ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں صحابہ کرام کو راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم کی حدیث میں غلام یا باندی کو عبدی اور امتی کہنے کی ممانعت ہے۔ بات یہی کہ اطلاقات شرعیہ میں بھی غیب مراد ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو۔ اور اُس کے حصول کا کوئی وسیلہ اور سبیل نہ ہو۔ اسی بنا پر حق تعالی نے فرمایا ہے۔ کہہ دو نہیں جانتے وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ۔ نیز ارشاد ہے۔ اگر میں جانتا تو بہتیری نیکی جمع کر لیتا اور اگر کسی تاویل سے اس اطلاق کو جائز سمجھا جاوے تو لازم آتا ہے کہ خالق۔ رازق۔ مالک۔ معبود وغیرہ۔ ان صفات کا جو باری تعالی کے ساتھ خاص ہیں کسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح ہو جاوے۔ نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے لفظ عالم الغیب کی نفی حق تعالی سے ہو سکے اسلیے کہ اللہ تعالی بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب

نہیں ہے پس کیا اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار اجازت دے سکتا ہے حاشا وکلا پھر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہو تو ہم اس سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر ہر فرد یا بعض غیب کوئی غیب کیوں نہ ہو پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص نہ ہی کیونکہ بعض غیب کا علم گرچہ تھوڑا ہی ہو زید وعمر بلکہ ہر بچے و دیوانے بلکہ جملہ حیوانات و چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے کہ دوسرے کو نہیں ہے اور اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا کیونکہ سب شریک ہو گئے اور اگر اس کو نہ مانے تو وجہ فرق پوچھی جاوے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکے گی۔ مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا خدا ان پر رحم فرمائے اور مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ دہ عقیدوں کے خسوب کا کہیں پتہ نہ پاؤ گے حاشا کہ کوئی مسلمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علم اور زید وبکر و بہائم کے علم کو برابر کہے بلکہ مولانا تو بطریق الزام یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر الزام آتا ہے کہ جمیع انسان و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے۔ پس کہاں یہ اور کہاں وہ کلی مساوات جس کا بہتان ہی نے مولانا پر افترا باندھا۔ جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید وبکر بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا دام مجدہ ایسی واہیات مونہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب نے اس کتاب کے صفحہ ۴ پر یہ عبارت لکھی ہے میں اس کا مقر اور معتقد ہوں اور افترا کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں۔ میں ہوں اشرف علی تھانوی حنفی چشتی اللہ خاتمہ بخیر فرمائے۔

اب میں آپ حضرات سے التماس کرتا ہوں کہ جب مولوی اشرف علی صاحب ایسے شخص محرم کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو چوپایوں اور بہائم کے علم کے

بجا ہے ایسے کو کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ ایسا خیال دل میں کبھی لا سکتے ہیں ایسے
واہی خیال سے میرے خیال میں بالکل بری ہیں۔
حضور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں مولوی اشرف علی صاحب کس طرح
اظہار محبت وعقیدت کرتے ہیں دیکھیے نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب مؤلفہ مولوی
اشرف علی صاحب مطبوعہ نامعلوم صفحہ ۹۔ مطلب یہ کہ نوح علیہ السلام کے وہ مادہ
راکب کشتی تھا۔ مولانا جامی نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

بجودی گر رسیدے کشتی نوح   زجودش گر نہ گشتے راہ مفتوح

مولوی اشرف علی صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہی مادہ حضور پر نور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
کا حضرت نوح علیہ السلام میں موجود تھا اور اسی پاک مادہ کی وجہ سے آپ کی کشتی
نجات کو پہنچی۔ اب جو شعر مولانا صاحب جامی کا انھوں نے نقل فرمایا ہے اس کا مطلب
یہ ہے کہ آپ کی جود و بخشش سے اگر نوح علیہ السلام کی راہ مفتوح نہ ہوتی تو ہرگز نوح کی
کشتی نجات نہ پاتی۔

نشر الطیب صفحہ ۱۰

دوسری روایت۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا
ارتکاب ہوا تو انھوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ سے
بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت کر دیجیے۔ حق تعالیٰ
نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز
میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا کہ اے رب میں نے اس طرح سے پہچانا کہ جب
آپ نے مجھکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف کی ہوئی روح میرے اندر پھونکی
تو میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ کندہ ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ تو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص
کے نام کو ملایا ہوگا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا۔ حق تعالیٰ نے

فرمایا کہ ای آدم تم سچے ہو واقع میں وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے اُن کے واسطے سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے عبد الرحمن بن زید بن مسلم کی روایت سے اور کہا کہ اس کے ساتھ عبد الرحمن منفرد ہیں۔ روایت کیا ہے اس کو حاکم نے اور اس کی تصحیح کی ہے اور طبرانی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے اور اتنا اور زیادہ ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تمہاری اولاد میں سب انبیا سے آخر نبی ہیں۔

اب میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی مغفرت کے باعث بھی جناب پرنور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مولوی اشرف علی صاحب نے اگر اُنکے دل میں کسی قسم کی توہین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیال آتا تو ہرگز اس حدیث کو نقل فرماکر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو باعث مغفرت آدم علیہ السلام نہ فرماتے۔ آدم علیہ السلام نے جب حضرت حوا علیہ السلام سے قربت کرنی چاہی تو اُنھوں نے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ ای رب میں ان کو مہر میں کیا چیز دوں۔ ارشاد ہوا کہ ای آدم میرے حبیب محمد ابن عبد اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بیس دفعہ درود بھیجو چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔

نشر الطیب صفحہ ۱۵

چوتھی روایت۔ دلائل ابونعیم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں اور آپ جبرئیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا سو میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا۔ نشر الطیب صفحہ ۱۰۳ میں مولوی اشرف علی صاحب یہ فرماتے ہیں فصل چھبیسویں آپ کے بعض خصائص میں یعنی اُن امور کے بیان میں جو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا علیہم السلام میں سے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے اور وہ چند قسم کے ہیں۔ ایک قسم وہ امور جو

دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپ کی ذات مقدسہ میں پائے گئے۔ مثلاً سب سے اول آپ کے نور پاک کا پیدا ہونا (۲) سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا (۳) یوم میثاق میں سب سے پہلے اول أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں آپ کا بلیٰ فرمانا (۴) آپ کا نام پاک عرش پر لکھا جانا (۵) خلق عالم سے آپ کا مقصود ہونا (۶) پہلی سب کتب میں آپ کی بشارت و فضیلت ہونا (۷) حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم کو آپ کی برکات حاصل ہونا ان کی روایات فصل اول و دوم میں گزری ہیں وغیر ذالک۔

دوسری قسم وہ امور جو دنیا میں تشریف تشریف آوری کے وقت قبل نبوت ظاہر ہوئے مثلاً مہر نبوت کا شانے پر ہونا الخ

نشر الطیب کی نویں فصل صفحہ ۷۹ میں مولوی اشرفعلی صاحب ایک بائی لکھتے ہیں جو یہ ہے

شاباش اں صدف کہ چناں پرورد گہر آبار ازد و مکرم و ابنار عزیز تر

صلوا علیہ ما طلع الشمس و القمر بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضرات! آپ حضرات کی خدمت میں اس خاکسار کی یہ گزارش ہے کہ ہم لوگ دور و دراز سفر کی مصیبت کو اختیار کرکے آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں ہم ایک فریادی ہیں جو اپنی مصیبت کی داستان لیکر آپ صاحبان کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ فقیر نہ حضرات دیوبند کا تلمیذ ہے اور نہ ان سے اس خاکسار کو بیعت ہے بلکہ جہاں بیعت اس فقیر کی ہے آپ لوگوں پر روشن ہے یعنی جناب سید شاہ سید حسین صاحب مرحوم سابق سجادہ نشین کچھوچھہ۔

ہم نے جناب مولوی احمد اشرف صاحب کے مریدوں کی معرفت مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ مجھے اشرفعلی صاحب و دیگر حضرات دیوبند سے سوا اسلامی تعلقات کے اور کوئی کچھ واسطہ نہیں۔ اگر آپ چاہیں تو اپنے گھر میں ان لوگوں کو جو چاہیں کہیں مجھ سے یہ استفسار کہ تم ان کو کافر سمجھتے ہو یا نہیں بے موقع اور بے محل ہے اس پر فقیر پر یہ الزام دیا گیا کہ یہ ان حضرات دیوبند کے کفر میں شک و شبہ کرنیوالا ہے

اور جوان کے کفر میں شک و شبہ کرے وہ کافر ہے اسلیے جناب مولوی احمد اشرف صاحب نے ایک فرمان اپنے مریدوں کے نام جاری کیا کہ السوں سے تمام تعلقات اسلامی اور برادرانہ ترک کر دو۔ نہ ان کے ساتھ کھاؤ نہ پیو نہ مناکحت کرو نہ اُن کے جنازہ کی نماز پڑھو اور نہ اُن کے پیچھے نماز پڑھو۔ یعنی ترک موالات کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو ہمارے معتقدین تھے اور انکی شادیاں مولوی احمد اشرف صاحب کے مریدین کے ہاں ہوئی تھیں وہ لڑکیاں اپنے میکہ میں روک دی گئیں۔ آج بالغ لڑکیاں اپنے گھروں میں اپنے شوہروں کے لیے تڑپ رہی ہیں مگر انھیں شوہر سے ملنے کی اجازت نہیں دی جاتی جس کو نو دس مہینے ہوئے۔

یہی ہماری مصیبت کی داستان تھی جس کو مختصراً ہم نے آپ حضرات کی خدمت میں عرض کیا ہے اور یہی باعث مناظرہ ہوا۔ اب آپ حضرات انصاف اور غور سے فیصلہ فرمائیں گے اور مجھے آپ کے انصاف و دیانت سے امید ہے کہ ایسا ہی کریں گے۔

مولوی غنیمت حسین صاحب کی تقریر ختم ہوئی

نوٹ۔ مابین فریقین طے ہوا کہ مولانا غنیمت حسین صاحب کی تقریر مذکورہ بالا کا مولانا احمد اشرف صاحب جواب دیں اور اُس کا جواب الجواب مولانا غنیمت حسین صاحب دیں لیکن مولانا غنیمت حسین صاحب کے جواب میں کوئی سوال جواب طلب مولانا احمد اشرف صاحب سے کیا جائے یا کوئی بات خلاف واقعہ مولانا غنیمت حسین صاحب فرمائیں تو اُس کے جواب اور تصحیح کا جواب الجواب ختم ہونے کے بعد مولانا احمد اشرف صاحب کو حق حاصل ہوگا لیکن جواب الجواب کا مفصل و مکمل جواب مولانا احمد اشرف صاحب نہیں دے سکتے

مولانا سید احمد اشرف صاحب کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ حضرات اس وقت تک یہ آخری تقریر جو ہمارے فاضل مخاطب نے در بارہ تحقیقات مولوی اشرفعلی صاحب دیر تک قائم رکھی جس سے

یہ ثابت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُن تصنیفات میں مدح سرائی کی
میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی بادشاہ کا کوئی مداح برسوں تک مدح سرائی کرنے میں
مصروف رہے لیکن جس وقت وہ اپنے شاہنشاہ کی توہین کریگا تو کیا یہ مداح سرائی
اُسکی اُس کو جرم توہین سے بری کردے گی۔ حاشا وکلا اس کو کوئی عاقل قبول
نہیں کرسکتا۔ اور یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ ہمارے فاضل مخاطب نے اس امر کی تحقیقات
کی کہ مولوی اشرفعلی صاحب نے کسقدر اپنی تصنیفات میں نعت رسالت پناہ بیان
کی ہے یہ ہمارے مبحث سے جدا ہی جس پر ہم اپنی آخری تقریر میں نہایت کافی روشنی
ڈالیں گے۔ اس وقت یہ عرض ہے کہ کل کے اجلاس میں میں نے جب ابتداءً حفظ الایمان
کی عبارت شروع کرنی چاہی اُس وقت ہمارے مخاطب مناظر کا غیر معمولی اصرار کہ
خواہ مخواہ پہلے براہین قاطعہ سے شروع کرو نیز بعد ردّ و کد کے جب مجھے اجازت ملی
کہ عبارت حفظ الایمان پڑھوں تو اُس کے پڑھنے اور اُس پر مختصر لفظوں میں اعتراض
کرنے کے بعد ہمارے مخاطب مناظر کا یہ بیجا اصرار کہ اسی وقت سب اعتراضوں کو جو
جمیع کتب کفریہ پر ہیں ختم کردیجیے۔ مجھے حیرت میں ڈالے تھا کہ خلاف داب مناظرہ
یہ بیجا اصرار کیا تھا۔ مگر جب پوری تقریر مخاطب مناظر کی کانوں سے سُنی تو حیرت جاتی رہی
اور معلوم ہو گیا کہ درحقیقت عبارت حفظ الایمان جس کو حفظ الایمان کہیے کچھ ایسی ہی ہے
کہ نہ صرف آج بلکہ کبھی بھی ہمارے اعتراضات کا جو اس پر صراحۃً وارد ہیں جواب نہیں
ہو سکتا۔ میں اس معاملہ میں اپنے مخاطب کو مجبور سمجھتا ہوں جبکہ بسط البنان میں خود
اشرفعلی تھانوی نے اپنی بات بنانے کی بیجا چالیں اختیار کیں اور خود اپنی زبان سے
اپنے کفر پر رجسٹری کردی۔ خیر مجھ کو اس سے کیا مطلب صرف دکھانا یہ ہے کہ عبارت
حفظ الایمان پر جو ہمارے اعتراضات ہیں اُن کے جواب میں مخاطب مناظر نے کتنے
لفظ کہے ہیں یعنی اگر اسمٰعیل دہلوی کافر تھے یا نہ تھے یا فلاں کافر ہے یا نہیں ہے۔ یا
ائمہ کرام فتویٰ تکفیر میں احتیاط برتتے ہیں تو اس سے اشرفعلی کا مسلمان ہونا کہاں نکلا
ہمارے مخاطب مناظر نے لفظ احتیاط کا یہ مطلب نکالا ہے کہ خدا کو دو کہو۔ بت پوجو

شریک کرو۔ جناب رسالتمآب کی توہین کرو اور بنے رہو مسلمان بنے رہو۔ کس درجہ بے احتیاطی چھوڑیں گے۔ اگر احتیاط کے یہی معنی ہیں تو صریح یہ قرآن عظیم اور شریعت مطہرہ کا رد ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ایسوں کو کافر فرمایا ہے اور عذاب الیم اور قہر عظیم سے ڈرایا ہے۔ تو اس معنی مذکور کی بنا پر معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی بے احتیاطی کی۔ اور اگر بالاستیعاب قرآن کریم اور شریعت مطہرہ کے جمیع فیصلے دربارہ تکفیر نقل کروں تو اولاً دشوار۔ ثانیاً وقت طویل کی ضرورت ہے۔ ثالثاً خوف ملال خاطر سامعین بانداز بیٹھے ہیں۔ ایک ذرا سی لوگوں نے بد احتیاطی کی تھی اور حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لیے کہا کہ حا یدریہ بالغیب حضور کو غیب کی کیا خبر۔ قرآن کریم نے فرمایا۔ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم حیلے نہ تراشو تم مسلمان کہلانے کے بعد کافر ہوگئے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ گستاخان دربار رسالت کی تاویل بھی نہیں سنتا جاتا اور وہ تاویل کیے جاتے ہیں مگر کفر کا فتویٰ نہیں ہوتا۔ اللہ اللہ کیوں نہ ہو دربار رسول ایسا ہی۔ رفیع الشان ہے کہ وہاں لفظ لفظ کی پکڑ ہے۔ خیال کیجیے کہ راعنا کے معنی برے نہ تھے یعنی اے حضور ہماری رعایت فرمایئے مگر اتنا تھا کہ یہود و کفار گستاخی سے زبان دبا کر دوسرے برے معنی میں استعمال کرتے تھے۔ ارشاد ہوا۔

لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا یعنی راعنا مت کہو اور انظرنا کہو کہ حضور ہم پر نظر کرم فرمایئے۔ میں کیا عرض کروں کہ بارگاہ عرش پناہ کی کیا شان ہے۔ میں کیا میری گویائی کیا مگر ہاں اگر اس سرکار ابد قرار میں نبی کا غلام سمجھ لیا جاؤں تو میری گنہگار ہستی کو بس ہے۔ بھلا فرمایئے کہ گستاخی رسول میں تاویل اللہ تعالیٰ کیسے سنے جو اتنا بھی پسند نہیں فرماتا کہ کوئی اسقدر آواز سے حضور کے سامنے گفتگو کرے کہ اسکی آواز سرکار کی آواز پر بلند ہو۔ فرمایئے کہ آواز کی بلندی اور پستی امر غیر اختیاری سا ہے اور بیشک صحابہ کرام اگر حضور کے بلند آواز سے کچھ عرض کرتے تو ہرگز قصد گستاخی ان کے قلب کے قریب نہ جاتا۔ مگر ارشاد ہوتا ہے

یا ایہا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ
بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۝
مسلمانو! اپنی آواز کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ چیخ کر
پکارو جیسا کہ آپس میں پکارتے ہو کر تمہارے اعمال ملیامیٹ ہو جائیں۔ اور تم کو
خبر نہ ہو۔ غرض ایسی سرکار میں گستاخی کرکے کوئی تاویل کرے تو فرمان خدا تعالیٰ
لا تعتذروا کو یاد رکھے کہ بس تاویلیں مت کرو۔

مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ احتیاط کو اتنی وسعت نہ دیجئے کہ یہ احتیاطی سے بدتر ہو جائے
ہم کی تقریر میں ہمارے فاضل مخاطب نے ابن عبد الوہاب جو اس سلسلہ نجدیہ کا امام
سمجھا جاتا ہے اسکی تکفیر فرمائی ہے اور صاف لفظوں میں بیان فرمایا ہے کہ وہ میرے
نزدیک کافر ہے مگر ہمارے فاضل مخاطب کی اس تقریر سے اس وقت یہ معلوم نہ ہوا
کہ اگر ابن عبد الوہاب کو کوئی متقی یا پرہیزگار اور مسلمان کامل سمجھے تو اس کے
نسبت ہمارے فاضل مخاطب کا کیا فتوے ہوگا

میں سمجھتا ہوں اور غالباً میری رائے سے فاضل مخاطب اتفاق فرمائیں گے کہ اگر
ایک کافر کو کوئی شخص مسلمان کہے تو اس نے گویا اس کے عقیدہ کفریہ کو اسلام سمجھا
اور سمجھا لہذا وہ شخص خود کافر ہو جائے گا۔ آپ میں اس وقت حاضرین کو اس طرف
توجہ دلاتا ہوں کہ یہ مناظرہ جس کا اصل مبحث یہ ہے کہ چند دیوبندیوں کی تکفیر کیگئی
ہے کیا یہ اصول جو اوپر بیان ہوا اس کے مطابق اگر میں کسی دیوبندی کا یہ قول
سمجھاؤں اور وہ کوئی معمولی شخص نہ ہو بلکہ اشرف علی جس کی عبارات کفریہ پر بحث
ہو رہی ہے اس کا پیشوا ہو۔ کیا فاضل مخاطب بیدھڑک کفر کا فتوے دیدیں گے
اس پر فتوے ضرور دیا جاتا اگر کسی معمولی زید و عمر کا یہ حرج ثابت ہوتا لیکن
دیوبندی مولویوں کی وجاہت اور شخصیت ہرگز اجازت نہ دے گی کہ وہ اپنے
الزام قائم کر سکیں۔

اس وقت مولوی رشید احمد صاحب کا فتاوی رشیدیہ پیش کرتا ہوں۔ مطبوعہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

مسلمانو! اپنی آواز کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ چیخ کر پکارو جیسا کہ آپس میں پکارتے ہو کر تمہارے اعمال ملیامیٹ ہو جائیں۔ اور تم کو خبر نہ ہو۔ غرض ایسی سرکار میں گستاخی کرکے کوئی تاویل کرے تو فرمان خدا تعالی لا تعتذر دو کھیا درکھے کہ بس تاویلیں مت کرو۔

مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ احتیاط کو اتنی وسعت نہ دیجیے کہ یہ احتیاطی سے بدتر ہو جائے کل کی تقریر میں ہمارے فاضل مخاطب نے ابن عبدالوہاب جو اس سلسلہ نجدیہ کا امام سمجھا جاتا ہے اسکی تکفیر فرمائی ہے اور صاف لفظوں میں بیان فرمایا ہے کہ وہ میرے نزدیک کافر ہے مگر ہمارے فاضل مخاطب کی اس تقریر سے اس وقت یہ معلوم نہ ہوا کہ اگر ابن عبدالوہاب کو کوئی متقی یا پرہیزگار اور مسلمان کامل سمجھے تو اس کے متعلق ہمارے فاضل مخاطب کا کیا فتوے ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں اور غالباً میری رائے سے فاضل مخاطب اتفاق فرمائیں گے کہ اگر کسی کافر کو کوئی شخص مسلمان کہے تو اس نے گویا اس کے عقیدۂ کفریہ کو اسلام سمجھا اور تسلیم کیا لہذا وہ شخص خود کافر ہو جائے گا۔ اب میں اس وقت حاضرین کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ یہ مناظرہ جس کا اصل مبحث یہ ہے کہ چند دیوبندیوں کی تکفیر کیسی ہے کیا یہ اصول جو اوپر بیان ہوا اس کے مطابق اگر میں کسی دیوبندی کا یہ قول دکھاؤں اور وہ کوئی معمولی شخص نہ ہو بلکہ اشرف علی جس کی عبارت کفریہ پر بحث ہو رہی ہے اس کا پیشوا ہو۔ کیا فاضل مخاطب بیدھڑک کفر کا فتوے دیدیں گے ہاں یہ فتوے ضرور دیا جاتا اگر کسی معمولی زید و عمر کا یہ حرج ثابت ہوتا لیکن دیوبندی مولویوں کی وجاہت اور شخصیت ہرگز اجازت نہ دے گی کہ وہ اپنے قول پر قائم رہ سکیں۔

میں اس وقت مولوی رشید احمد صاحب کا فتاوی رشیدیہ پیش کرتا ہوں۔ مطبوعہ

براڈاسس پریس مراد آباد۔ (صفحہ ۸) سوال سولھواں۔ وہابی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

الجواب محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اُن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب اُن کا حنبلی تھا البتہ اُنکے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور اُنکے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے اُن میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی کا ہے۔

اب ملاحظہ کیجیے کہ ہمارے فاضل مخاطب تو ابن عبد الوہاب کی تکفیر فرماتے ہیں اور جن کا ایمان سنبھالنے کے لیے یہاں تشریف لائے ہیں یعنی اشرف علی کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب اُن کے عقائد کو عمدہ بتلاتے ہیں اور باوجود شدت مزاج اچھا بھی کہتے ہیں۔ ہم کو حیرت ہے کہ ہمارے فاضل مخاطب اس مقام پر جناب گنگوہی صاحب کے لیے کون حکم تجویز فرماویں گے۔ میں اس موقع پر ائمہ کرام کی تحقیقات پیش کرنا چاہتا ہوں اور حکم فقہی دکھلانا چاہتا ہوں مجھے امید ہے کہ تصریحات فقہا کے بعد ہمارے فاضل مخاطب نہایت دیانت اور امانت سے کام فرما کر انصاف کریں گے اور کسی کی وجاہت اور شخصیت کا لحاظ بمقابلہ احکام دینی کے نہ کریں گے۔

در مختار صفحہ ۳۶۶ مطبوعہ مطبع احمدی واقع شاہدرہ دہلی۔ الکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حدا ولا تقبل توبتہ مطلقا ولو سب اللہ تعالی قبلت لانہ حق اللہ تعالی والاول حق العبد لا یزول بالتوبۃ ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر۔

جو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یا اور نبیوں میں سے کسی نبی کی بدگوئی کی وجہ سے کافر ہوا ہے تو وہ قتل کیا جائیگا باعتبار حد کے اور اُس کی توبہ کسی طرح قبول نہ کی جاوے گی۔ اور اگر اللہ تعالی کی بدگوئی کی وجہ سے کافر ہوا ہے تو اُس کی توبہ قبول کر لی جائے گی اسلیے کہ وہ اللہ تعالی کا حق ہے اور پہلی صورت میں جناب

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے یہ حق توبہ کرنے سے زائل نہیں ہو سکتا
اور جو شخص کہ ایسے کافر کے عذاب میں شک کرے وہ کافر ہو گیا۔
اب اس مقام پر میں اپنے فاضل مخاطب سے دریافت کرتا ہوں کہ اپنی تقریر میں فاضل مخاطب نے ابن عبدالوہاب کی تکفیر اس بنا پر کی تھی کہ اس نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار میں گستاخی کی یعنی آپ کو صنم اکبر بتایا لہذا اس گستاخی کی وجہ سے وہ کافر ہوا۔ اور فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ جو ایسے کافر کے کفر میں یا عذاب میں شک کرے تو وہ خود کافر ہے۔
اب میں پوچھتا ہوں کہ وہ شخص کہ جو ایسے کافر کے کفر میں صرف شک ہی نہیں بلکہ اس کے عقیدہ کو عمدہ بتائے اور اس کے متبعین کو اچھا کہے تو کیا یہ قائل اس حکم سے مستثنیٰ سمجھا جائے گا۔ کیا اس قائل پر ہمارے فاضل مخاطب تکفیر کا فتویٰ دیں گے۔
حضرات میں اس وقت عظمت شان رسالت دکھلانے کے لیے ایک اور سند پیش کرتا ہوں جس میں تاریکیات کی حقیقت آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگی۔ در مختار مطبوعہ احمدی صفحہ ۳۰۲ وفی الاشباہ لا تصح ردۃ السکران الا الردۃ بسب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ یقتل ولا یعفی عنہ۔
اشباہ و نظائر سے نقل فرماتے ہیں کوئی نشے کی حالت میں کفر کی بات کہے تو اس کا ارتداد صحیح نہیں ہے مگر نشے کی حالت میں اگر گستاخی کی ہے جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تو وہ قتل کیا جاویگا اور معاف نہیں ہو گا۔ ہمارے فاضل مخاطب نے اپنی تقریر میں احتیاط تکفیر کے متعلق متعدد سندیں پیش کی ہیں اور یہ بتایا ہے کہ تکفیر میں علماء نے بڑی احتیاط کی ہے۔ اب یہ سند جو میں نے پیش کی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دربار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمارے ائمہ کرام نے گستاخی کی کسقدر گرفت فرمائی ہے کہ نشہ کی حالت کا بھی لحاظ نہ کیا گیا اور کوئی عذر نہیں مانا گیا
ہمارے فاضل مخاطب اپنی تقریر میں احتیاط پر بہت زور دیتے ہیں لیکن میں یہ عرض

عرض کرتا ہوں کہ ہندوستان میں ایک جدید گروہ پیدا ہوا ہے جس کو جماعت احمدی یا قادیانی
سے مشہور کرتے ہیں اور اُس جماعت کے لوگوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کیا ہے
اور ہمارے فاضل مخاطب اکثر اس جماعت سے مناظرہ فرماتے ہیں اور اس جماعت کی
تکفیر فرمائی ہے حالانکہ حسب رپورٹ جماعت احمدی گو وہ غلط ہو معلوم ہوا ہے کہ کئی لاکھ
آدمی اُس کے سلسلے میں ہیں اور اکثر پڑھے لکھوں کا طبقہ بھی شامل ہے جن میں خواجہ
کمال الدین کو یہاں کے اکثر حضرات جانتے ہیں۔ یہ سب کے سب کلمۂ طیبہ پڑھتے ہیں
قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ اور بہت سی باتیں اعمال عقائد اور اسلامیہ کی
مانتے اور کرتے ہیں لیکن اُس جماعت کی کلمہ گوئی نے کچھ مدد نہ کی اور اُنکے کفر نے
اُن کو کافر ہی بنا کر چھوڑا۔ بات یہ ہے کہ جماعت مرزائی صوبہ بہار سے بہت دور ہے
قادیان سے آتے آتے انکی کلمہ گوئی اتنی کمزور ہو گئی کہ ہمارے فاضل مخاطب نے
اُن کے ادعائے اسلام کی دھجیاں اُڑا دیں لیکن دیوبندی حضرات کچھ بھی گستاخیاں
کر جائیں کلمات کفریہ لکھ جائیں جو چاہیں اپنی تصنیفات میں دھر گھسیٹیں لیکن اُن کی
کلمہ گوئی اتنی مضبوط و مستحکم ہے کہ ائمہ کے فتاوے سے اُن کے اسلام میں تل برابر
فرق نہیں آسکتا۔

میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کس چیز نے ہمارے فاضل مخاطب کو مجبور کیا کہ ایک جماعت کثیر
جو مدعی اسلام ہو اور جو صوم و صلوٰۃ کی بھی پابند ہو اُس کی تکفیر فرمائیں اور اسلام کے
شیرازہ بکھرنے کا کچھ درہم بھی نہ لائیں۔ وہ کیا ہے صرف یہ امر ہے کہ اُس نے نبوت
کا دعویٰ کیا اور اُس کے متبعین نے اُس کو نبی جانا جسکی وجہ سے یہ لازم آیا کہ ایک امر
ضروریات دین کا انکار ہو یعنی بعد جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی کا ہونا
جائز ہے اور عقیدہ ختم نبوت خیال عوام ہے جب تو اُس نے ادعائے نبوت کیا۔
اور علاوہ اس کے تنقیص شان رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی لازم آئی۔
جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت ختم فرما دی تو کسی کو کب حق حاصل ہے کہ وہ دعویٰ
نبوت کر سکے۔ یہ ایک ایسا کفر تھا کہ جس کی تاب ہمارے فاضل مخاطب نہ لا سکے

کسی قسم کی تاویل کو گنجائش نہ دی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ خیال کرنا کہ کوئی
والا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے۔ غرض یہ کہ فرائض الٰہیہ ادا کرتا
ہے جب اس نے گستاخی جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا التزام تمام کیا
جناب میں ایسی گستاخی آفتاب روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی تو مجھے اسکے
کہ مسلمان کو بمقابلہ وجاہت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس
شخص کی شخصیت کا کچھ لحاظ نہ ہوگا اور یقیناً وہ کافر سمجھا جاوے گا۔
اس میری تقریر سے سامعین پر تاویل کی حقیقت روشن ہو گئی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ
تاویل کا میدان نہایت وسیع ہے ہر کس و ناکس کی تاویل اگر مسموع ہو تو یہ نتیجہ نکلے گا
کہ دین الٰہی کھیل اور تماشا بن جاوے گا مثلاً کوئی کہے معاذ اللہ محمد اور میں اور ایک
تاویل کرنے والا کہے کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں کیونکہ خدا نے بحذف مضاف امر محمد
مراد ہے چنانچہ قرآن کریم میں فرماتا ہے الا ان یاتی اللہ یعنی امر اللہ اور امر محمد اور
امر میرا اور متعلق۔ کیا ایسا احتمال کسی مسلمان کے نزدیک سننے کے قابل ہے
کوئی شخص کہے کہ میں رسول اللہ ہوں اور یہ تاویل گھڑے کہ میں محمد کا بھیجا ہوں
رسول کے معنی لغت میں ایسے ہی ہیں تو کیا اس کہنے سے وہ مسلمان باقی رہیگا
ہرگز نہیں۔ انہیں روشن مثالوں سے آپ حضرات پر واضح ہوتا ہوگا کہ لغت بھی
ہے لیکن ایسی تاویلات سے کام نہیں چل سکتا کیونکہ جب کوئی لفظ خدا کہے گا
تو مستقل لفظ خدا سمجھے جائیں گے یا رسول اللہ بولے گا تو عرف عام میں وہی ذات
مراد ہوگی جو صاحب وحی الٰہی ہے۔ لہٰذا ایسی حالت میں اس کی کوئی تاویل نہ سنی
جائے گی مسموع نہ ہوگی اور عرف عام حجت ہوگا اور اس کا قائل کافر سمجھا جاوے گا
زیادہ اس وقت قبل از وقت گفتگو کی اور کیا کروں مخاطب مناظر کے مضامین منتشرہ
ملاحظہ ہوں۔ کس قدر مضامین مضطرب ہیں اور بے لگاؤ باتوں کا اور بحث سے علیحدہ
کی چیزوں کا تذکرہ کیا ہے۔ مگر پھر کیا کیجیے ہم بھی اسی ترتیب پر لفظ لفظ کا جواب دیتے
ہیں مگر اتنا پہلے ہی کہے دیتے ہیں کہ ہم نے اپنی پہلی تقریر میں اپنے مخاطب سے

مطالبہ کیا تھا کہ حفظ الایمان میں مجانین اور جمیع حیوانات اور بہائم کے علم غیب کا دعویٰ کیا گیا ہے لہذا گدھے اور سور کا علم غیب کسی نص قطعی سے ثابت کیجیے اور یہ مطالبہ ہمارا اب تک قائم ہے فاضل مخاطب نے اُس کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا اور ہمارے اس اعتراض کا جواب نہ ہوا کہ جب جانوروں کو علم غیب نہیں تو یہاں تشبیہ محض شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹانے ہی کے لیے تو ہے۔ یہ ایسا اعتراض ہے جس کا جواب دینا تو درکنار تذکرہ کرنا بھی فاضل مخاطب مناسب نہ سمجھا حالانکہ اس بحث میں یہ امر اہم ہے اور اعظم ہے۔

اب میں سامعین کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ہمارے فاضل مخاطب نے اپنے مدعا کے ثابت کرنے کے لیے جو سندیں پیش کی ہیں اُن میں سے پہلی شرح مواقف کی عبارت ہے۔ قبل اس کے کہ میں عبارت شرح مواقف پر بحث کروں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس موقع پر جو ہمارے فاضل مخاطب نے یہ عبارت پیش کی ہے یہ محض اُن کی جدت نہیں ہے بلکہ بڑے زور کے ساتھ تھانوی صاحب نے اس عبارت پر ناز کیا ہے اور غضب یہ کیا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ اپنا کفران علما کے سر پر بھی منڈھ جائے اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے جو لطف سے خالی نہیں ہے۔

ایک شخص چلا جارہا تھا کہ دفعتاً اُس کے دشمن نے پکڑ لیا اور اُس کو مارنا شروع کیا وہ پٹ رہا تھا کہ اسی حالت میں ایک اُس کا دوست پہنچ گیا اور اپنے دوست کو پٹتے دیکھ کر اُس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اب تو دشمن کو اور بھی موقع ملا یہاں تک کہ مارتے مارتے اُس کو بیہوش کر دیا۔ جب وہ مضروب اپنے گھر پہنچا اور اپنے دوست سے ملا تو اُس نے شکایت کی کہ بھائی تم کو میری مدد کرنی چاہیے تھی نہ کہ ایسی حالت تم نے میرا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں کیا کروں سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست در پریشاں حالی و درماندگی

اب خلاصہ یہ کہ اس میں سعدی علیہ الرحمۃ کی کیا خطا ہے اُس نے اس کا مطلب غلط سمجھا

اور عرف عام کو چھوڑ کر محض لغت کا پابند ہوا جسکی وجہ سے اپنے دوست کو ایک دشمن کے ہاتھ سے برباد کرا دیا۔ میں پہلے فلاسفہ کے وہ اقوال جو اس مسئلہ کے متعلق ہیں پیش کرتا ہوں۔

شرح مواقف مطبوعہ نولکشور صفحہ ۶۲۳ موقف سادس مرصد اول مقصد اول

اقوال فلاسفہ	ترجمہ
قول اول النبی من اجتمع فیہ خواص ثلاث	نبی وہ شخص ہے جس میں تین خاصیتیں ہوں۔
قول دوم۔ احدھا ان یکون لہ اطلاع علی المغیبات الکائنۃ والماضیۃ والآتیۃ	ایک یہ کہ اس کو خبر ہو موجودہ اور گزشتہ اور آئندہ کے غیب کی۔
قول سوم۔ وکیف یستنکرون ذلک الاطلاع فی من قلت شواغلہ بالریاضۃ او مرض او نوم فانھم کانوا قد یطلعون علی مغیبات ویخبرون عنھا کما یشھد بہ التسامع والتجارب بحیث لا یبقی فیہ شبھۃ للمنصفین ملخصاً۔	اور کیسے قابل انکار ہو غیب پر مطلع ہونا ان کے لیے حالانکہ کبھی یہ اس میں پایا جاتا ہے جسکے مشاغل کم ہو گئے ریاضت یا بیماری یا نیندگی کے سبب سے۔ ایسے کئی لوگ کبھی مطلع ہوتے ہیں غیبوں پر اور اسکی خبر دیتے ہیں جیسا کہ اکثر ایسا سنا اور تجربہ اس پر شاہد ہے کہ انصاف پسندوں کو شبہ باقی نہیں رہتا۔

یہ عبارتیں صاحب مواقف نے مذہب فلاسفہ کے متعلق نقل فرمائی ہیں اور اس کے اوپر کی عبارت جس کو ہمارے فاضل مخاطب نے پیش کیا ہے۔ ان عبارات کو اس سے بیحد تعلق ہے چونکہ ہمارے فاضل مخاطب نے عبارات مندرجہ بالا پر توجہ نہیں فرمائی اس وجہ سے صاحب مواقف کے مقصود کے سمجھنے میں کمی واقع ہوئی۔

اگر ہمارے فاضل مخاطب معاف فرمائیں تو میں اس موقع پر یہ عرض کرتا ہوں کہ اصل مفہوم صاحب مواقف کے سمجھنے میں کہیں سادگی سے تو کام نہیں فرمایا۔ جیسا کہ میں نے ابھی ایک حکایت بیان کی تھی۔ اس توضیح کے بعد آپ حضرات فرمائیے ہیں کہ اگر

پ میرا خیال صحیح ہے تو اس میں صاحب مواقف کی کوئی خطا نہیں جس طرح پہلے قصہ میں سعدی علیہ الرحمۃ کی کوئی خطا نہ تھی۔ نہیں اس سے کہ میں عبارات پر کچھ بحث کروں مجھکو پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ مخاطب مناظرہ نے حفظ الایمان میں زید کو قائم مقام فلاسفہ سمجھا ہے اور تھانوی کو علامہ عضد اور سید شریف کی جگہ بتایا ہے۔ میری تقریر سے انشاء اللہ تعالیٰ روشن ہو جائے گا اور آپ بھی ملاحظہ فرمالیں گے کہ یہ تقسیم خلافت و نیابت ٹھیک نہیں ہے۔

حضرات! آپ پہلے قول زید ملاحظہ فرمائیں اور وہ جس کو مخاطب مناظرہ نے ہی تقریر میں لکھا ہے یعنی زید کہتا ہو کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات اس معنی میں عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور بواسطہ۔ اس معنی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ عقیدہ کیسا ہے۔

اب میں آپ کو پہلے فرق دکھلا دوں کہ فلاسفہ کے قول اور زید کے قول میں کتنا فرق ہے۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ غیب دانی خاصۂ نبوت ہے کیونکہ جو غیب داں ہوگا وہ نبی ہی ہوگا کیسے باشد۔ لیکن زید یہ نہیں کہتا۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ غیب داں بیمار اور ریاضت کرنے والا اور سونے والا بھی ہوتا ہے۔ اور زید حاشا وکلا نہ بیمار کو غیب داں کہتا ہے نہ سونے والے کو نہ زید و عمر کو نہ بچہ و پاگل کو نہ گدھے کے لیے ثابت کرے نہ کتے سور کے لیے۔ ذرا پھر قول زید پر نظر رہے دیکھیے یہ نہایت سخت مغالطے کی حقیقت ظاہر ہو رہی ہے۔ لہذا الفاظ سمجھتے جائیے۔ ابھی آپ سن چکے ہیں کہ مجنون وغیرہ کے لیے غیب داں ہونا مراد قول فلاسفہ ہے۔ فلاسفہ کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ غیب دانی خاصۂ نبوت ہے۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہر غیب داں نجومی ہو یا کوئی ہو نبی بن جائے اور دوسرے قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیمار اور سونے والے وغیرہ بھی غیب داں ہوتے ہیں۔ اس بیان فلاسفہ سے نبوت اور خلافت الٰہی اور بھی ایک معمولی شے ہو گئی۔ اور منصب نبوت کی رفعت شان جاتی رہی اور پھر تیسرا غضب فلاسفہ نے یہ کیا کہ نبی کی غیب دانی کو عجیب لفظوں میں بیان کیا یعنی انیکون لہ اطلاع

علی المغیبات الحالیۃ والماضیۃ والآتیۃ اس لفظ اطلاع کا ترجمہ ہے جو ایک سے لیکر
سب تک بولا جا سکتا ہے یعنی کوئی ایک غیب زمانہ گذشتہ اور ایک غیب زمانہ آئندہ
اور ایک غیب زمانہ موجودہ سے باخبر ہو اس کو کہہ سکتے ہیں کہ اطلاع علی المغیبات
الحالیۃ والماضیۃ والآتیۃ اور جب سب غیبوں سے باخبر ہو اس کو بھی کہہ سکتے
ہیں کہ اطلاع الخ اس تقریر سے یہاں تین صورتیں پیدا ہوئیں۔ ایک درجہ ادنے
یعنی ایک ایک غیب تینوں زمانوں کا معلوم ہو۔ دوسرا درجہ اعلی یعنی سب غیوب کا
جاننا۔ اور تیسرا درجہ اوسط یعنی ایک سے زائد اور کل سے کم غیبوں کا جاننا۔ تیسرے
درجہ جس سے آخر میں بیان کیا ہے کہ یہ قسم کہ یعنی دو سے لیکر لاکھوں کروڑوں
غیبوں پر صادق آتا ہے

مجھے دعوی ہے کہ فلاسفہ بے دین کی طرف سے آج بھی کوئی عذر نہیں کر سکتا۔
درجہ دوم کو وجہ ہے نہ ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی۔ تو جب یہ ثابت ہوا کہ درجہ اوسط
مبہم ہے تو بجائے نبی کی تعریف تو ہو رہی ہے خلط بیان کیا جاتا ہے اور تعریف میں زیادہ
وضاحت ہونی چاہیے۔ بہ نسبت اس کے کہ جسکی تعریف ہو رہی ہے یہ خود فلسفیوں کا
مانا ہوا مسئلہ ہے کہ معرف سے معرف یعنی تعریف روشن اور واضح ہو۔ غرض یہ
درجہ اوسط بسبب ابہام یہاں مراد نہیں ہو سکتا۔ اب درجہ اعلی مراد لو کہ نبی وہ
ہے جو سب غیب جانے تو اس میں ہمارے رب العزۃ جل جلالہ کی شان ارفع
وارفع کا نقصان ہے۔ سب غیوب جاننا اسکے ساتھ خاص ہے۔ گویا یہ کہیے کہ
دنیا میں کوئی نبی نہیں ہوا اور یہ صراحۃ کفر ہے۔ اور یا یہ کہیے کہ نبی ہے تو سب غیب سے
باخبر ہا تو یہ بھی صراحۃ کفر ہے۔ اور درجہ ادنی مراد لو کہ نبی وہ ہے کہ ایک غیب جانتا
ہو تو نبی کی توہین ہوتی ہے۔ کہ اس طرح ہر ولی بزرگ بلکہ فلسفیوں نے تو بکار
شنے والوں کو بھی غیب داں بنا کر سب کو دعوی نبوت کا موقع دیا تو فلاسفہ حمقا
نے تین باتیں کہیں تینوں میں یا ذات باری پر حملہ کیا یا مرتبہ نبوت کو بچا کیا اور
یا مذہب نے ان تینوں میں سے کچھ نہ کہا۔ یہ اس کی کوئی کتاب نہ اور زیادہ کچھ

اُن کی گستاخی تھانوی صاحب سے کہی گئی۔ اور نہ زید نے واقع میں کہیں ایسا کہا
اب سمجھ لیجیے کہ زید کو بجائے فلاسفہ سمجھنا کتنی اُلٹی منطق ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ
تھانوی صاحب پورے جانشین فلاسفہ بھلا بتایئے کہ فدایانِ دربارِ رسالت پناہ
کی ان گستاخیوں کو کیسے سُنیں۔ نہ ان کو یہی پسند کہ غیب دانی خاصہ مانا جائے۔ کہ
ہر غیب داں نبی بن جائے۔ نہ ان کو یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ جو غیب دانی کو خاصہ نبوت
بتلائے وہ بیماروں۔ سُونے والوں کے لیے بھی غیب دانی پسند کرے وہ اسی سے
راضی ہو کہ کُل غیب کی نبی کو خبر ہے نہ یہ اُن کے نزدیک اچھا کہ نبی ایک غیب جاننے
سے ہوتا ہے لہٰذا ہمارے علمانے یعنی علامہ عضد اور میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہما نے
رد فرمایا اور فلاسفہ کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا۔

شرح مواقف مطبوعہ نولکشور۔ موقف سادس۔ مرصد اول۔ مقصد اول صفحہ ۷۹۲
قلنا ما ذکرتم مردود یعنی یہ جو کہتے ہو کہ غیب دانی خاصہ نبوت ہے اور کہتے ہو
کہ بیماروں سُونے والوں کو بھی غیب کی خبر ہے۔ غرض جو کچھ کہتے ہو وہ مردود ہے
اذ الاطلاع علی جمیع المغیبات لا یجب للنبی اتفاقا منا ومنکم۔ یعنی ہم تو
کہتے ہی ہیں تم بھی تو کہتے ہو کہ سب غیب کی اطلاع نبی کے لیے ضروری نہیں ہے
کیونکہ غیب غیر متناہی ہیں اور ذات نبی متناہی ہے تو متناہی غیر متناہی کو کیسے
گھیر سکتا ہے لہٰذا درجۂ اعلیٰ تو تمہارے قول سے باطل ہوا اور اسی واسطے سید
الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر
وما مسنی السوء یعنی حضور کا ارشاد ہے کہ اگر سب غیب کو جانتا تو بہتیری خیر جمع کر لیتا
اور برائی مجھکو نہ چھوتی۔ اس سے یہی مراد ہے کہ مجھکو سب غیب معلوم نہیں ہیں۔
اب رہا درجہ ادنیٰ اس کو نبی کا خاصہ بتانا بڑی جرأت نبی کی سخت توہین ہے جبکہ
تم اپنی حماقت سے غیب دانی بیماروں۔ سونے والوں وغیرہ کے لیے بھی مانتے ہو
چنانچہ فرماتے ہیں والبعض ای الاطلاع علی البعض لا یختص بہ اگر شق بعض
غیب کی لو کہ نبی وہ ہے جو بعض یعنی وہی درجہ ادنیٰ غیب سے باخبر ہو تو وہ خاصہ

نبی کا نہیں ہے کہ جس کسی پر غیب واضح ہو وہ نبی ہو جائے جبکہ تم خود اقرار کرتے ہو کہ پاگل
وغیرہ کو غیب کی خبر ہوتی ہے تو اس تقریر فلاسفہ سے منصب نبوت کی توہین ہوتی ہے
مسلمانو خدارا انصاف اور کام کرو ان دونوں حضرات نے یعنی علامہ عضد و میر
سید شریف نے شانِ نبوت بڑھانے کو فلاسفہ کے قول سے اُن کی گستاخیوں
کا رد کیا ہے۔ یا یہ کہ تھانوی کی طرح دربارۂ رسالت میں بدزبانی کی ہے کہ جیسا علم حضور
کو ہے ایسا تو جمیع حیوانات بہائم کو حاصل ہے۔

اب مجھے یہ ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ میں آپ کے سامنے ایک ایسی روشن مثال پیش
کروں کہ جس میں ہمارے ان ائمہ کرام کے قول اور تھانوی کے قول کا فرق ظاہر ہو
مثلاً ایک بادشاہ وقت ہے جو چند اقلیم و بلدان و ممالک کا بادشاہ ہے اور بہت سی
سلطنتیں اُس کی زیرنگیں ہیں۔ رعایا اُس کو سلطان قاہر کے لقب سے یاد کرتی ہے
اس پر ایک باغی سلطنت جو سرکش ہو یہ کہے کہ اس سے مراد کل عالم پر تسلط ہے یہ تو
بداہۃً غلط ہے کیونکہ کل زمین اس کی سلطنت میں نہیں اور اگر یہ کہے کہ بعض حصۂ زمین پر
تسلط مراد ہے تو اس میں بادشاہ وقت کی کیا تخصیص ہے ایسا تسلط تو ہر نواب ہر چھوٹے
زمیندار ہر بھنگی چمار کو ہوتا ہے اس بادشاہ اور بھنگی چمار میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے
بتائیے کہ بادشاہ کی سلطنت قاہرہ کا منکر اور ہر بھنگی چمار سے اُسے ملا کر اس کی توہین
کرنے والا ہوا یا نہیں۔ یہ مثال جو پیش ہوئی تو حاضرین نے اتفاق کیا کہ بیشک باغی
نے اس قول میں بادشاہ کی توہین کی۔

اب میں دوسری مثال پیش کرتا ہوں جس سے صاحب مواقف کے کلام کی کافی وضاحت
ہوگی مثلاً ایک باغی جو اُسی اولوالعزم سلطان کی جلالت شاہی کا منکر ہے اور وہ یوں کہے
کہ جو کوئی بھی زمین میں تسلط رکھتے ہوں سب سلطان قاہر ہیں اس لقب شاہی کیلیے
اسی قدر درکار ہے اس پر کوئی نائب سلطنت کہے کہ بے ادب تو جھوٹا ہے۔ زمین میں تھوڑے
تسلط سے کیا کام چلتا ہے کل زمین پر تو تسلط بالاتفاق مراد نہیں اور بعض پر تسلط میں
بادشاہ کی کیا تخصیص ہے یہ تو ہر نواب بلکہ ہر زمیندار بلکہ اپنے گھر پر ہر شخص کو حاصل ہے

تو بقول تیرے سب سلطان "قاہر" کہلانے کے لائق ہوجائیں گے۔ کیا اس صورت میں نائب سلطنت نے بادشاہ کی توہین کی یا اُس کی غلطی بتائی اور باغی نے جو اُس کی سلطنت قاہرہ کی بے قدری کی تھی اُس کی تنقیح کی۔

جب اعلیٰحضرت مولانا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی اسقدر تقریر فرما چکے تو مولوی غنیمت حسین صاحب نے اپنی کسی ضرورت سے بھاگلپور وغیرہ جانے کا عذر کرکے مناظرے کو ۱۱ نومبر تک ملتوی کرنے کی درخواست کی چنانچہ مناظرہ یوم پنجشنبہ مطابق ۲۹ صفر المظفر ۱۱ نومبر کے لیے ملتوی ہوا۔

وہابیہ کی چال

مولوی غنیمت حسین صاحب تو روانہ ہوگئے لیکن اُنکی سراسیمگی اور پریشانی اُن کے فریق کو خوب معلوم تھی اور وہ جانتا تھا کہ مولوی غنیمت حسین صاحب کے حیلہ حوالہ اور مناظرہ چھوڑ کر چلا جانا اُن کی کمزوری اور مجبوری کی بدولت ہے لہذا وہ تاریخ معین پر نہ آسکیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ۱۱ نومبر تک مولوی غنیمت حسین صاحب تشریف نہ لائے اُس وقت وہابیہ نے اُن کے فرار پر پردہ ڈالنے کی غرض سے مناظرے میں مزید التوا کی کارروائی ضروری سمجھی مگر چال یہ کی کہ مولانا احمد اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے نام ایک خط لکھا جس میں سفت کرم داشتن و کار بر آوردن کے طریقے پر مناظرہ ٹلنے کا احسان حضرت قبلہ مدظلہ العالی کے سر رکھنا چاہا۔ مگر الحمدللہ یہ تدبیر نہ چلی اور حضرت مولانا نے کسی طرح تاریخ معین کے ملتوی ہونے پر رضامندی نہ دی آخر کار وہابیہ کا یہ مکر کھل کر رہا۔

شاہ محمد شفیع صاحب کا خط

مخدوم مکرم مولوی احمد اشرف صاحب سلمہ۔

سلام مسنون۔ میں نے سُنا ہے کہ نصیب اعدا آنجناب شاکرہ سلمہا کی طبیعت علیل ہے کیا ایسی حالت انتشار و تردد میں آپ پسند کریں گے کہ ۱۱ نومبر ۲۰ء سے مناظرہ پھر شروع

کیا جائے آپ نے بھی کسی کو بھیجا تھا اور وہاں سے کون صاحب تشریف لائیں گے
مولوی رضوان اللہ صاحب بھی میرٹھ گئے ہوئے ہیں خود میں کون لکھے گا اگر کل آپ
لکھے ہوں تو جواب سے مطلع فرمایئے تاکہ مولوی غلیمت حسین صاحب وغیرہ البریلوی
بلا دیے جائیں اور دوسری کوئی تاریخ مناظرہ کے لیے مقرر کر دی جائے تاکہ پہلیاں
یہ سب باتیں طے ہو جائیں۔ میرا بھی مقدمہ ۱۳ نومبر ۲۱ء فیض آباد میں ہے اور ۱۲ نومبر
سنہ ۲۱ء کو میں جاؤنگا۔

(محمد شفیع از درگاہ شریف ۱۰ نومبر سنہ ۲۱ء)

اس خط سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ محمد شفیع صاحب اپنے وہابی مناظر کی حمایت میں کس قدر
تدبیرے کام لیتے ہیں۔ اور اُس کے عجز و فرار کی آبرو رکھنے کو کس چال سے ساعد
حضرت قبلہ مولانا شاہ احمد اشرف صاحب کے سر احسان رکھتے ہیں۔ مدعا تو یہ ہے کہ
کسی طرح مناظرہ ملتوی ہو اور مولوی غنیمت حسین صاحب کی طرف تاریخ پر نہ پہنچنے کا الزام
نہ آئے۔ مگر اس کو ہمدردی کے لباس میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ کیا ایمانداری ہے
یہ ہیں ان حضرات کی دیانت کے نمونے۔

اس کے جواب میں اعلیحضرت قبلہ مولنا مولوی احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی نے جو
خط تحریر فرمایا وہ یہ ہے۔

حضرت مولانا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی کا گرامی نامہ

(بنام شاہ محمد شفیع صاحب)

خال ذوالکرم تسلیم
کرم نامہ ملا۔ نورچشمی کی بیماری سے وحشت ہے اور بعونہ تعالیٰ کوئی انتشار نہیں ہے۔ بحث
کا کام جسے پسند فرمایئے گا تو اسی وقت کوئی تجویز ہو جائے گا۔ حضرات علمائے اہلسنت
و جماعت دامت برکاتہم آج سے کل تک دو دو ہے تشریف لے آئیں گے بلکہ
تاریخ بڑھانے میں حرج عظیم۔ آج کل روانگی شد بعد مولوی غنیمت حسین صاحب کی

بطریق تحریر آپ کے اُن کو روک دینا بھی نامناسب ہے۔ بہرحال کل کی تاریخ میں مناظرہ
ضرور ہو میری سے کوئی امر مانع نہیں ہے۔ فقط

(احمد اشرف)

الحاصل خدائے وہابیہ کے مکر کو نہ چلنے دیا اور اُن کے حوصلے پست ہو گئے اور ۱۱ نومبر کو حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب مدظلہ حسب قرارداد مقام مناظرہ پر پہنچے سامعین بھی سب جمع ہوئے لیکن مولوی غنیمت حسین صاحب کا پتا نہ تھا جس دن ہونا تھا۔ وہابیوں کے چہرے زرد پڑ گئے مگر طرفداری کی گئی پھر بھی مہلت کی درخواستیں ہوئیں اور بجز اس کے اور کوئی چارہ کار ہی نہ تھا آخر کار مولوی غنیمت حسین صاحب کے ہوا خواہوں کی درخواست پر دو روز انتظار کے لیے بڑھا کر ۱۳ نومبر باتفاق حاضرین مناظرے کے لیے شرط کی گئی اور حضرت مولانا احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی ۱۳ نومبر کو بھی تشریف لائے لیکن مولوی غنیمت حسین صاحب اُس تاریخ کو بھی نہ پہنچے جس سے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ تاب مقابلہ نہیں رکھتے۔ جب تو اثنائے مناظرے میں حیلہ کر کے روانہ ہو گئے اور پھر تاریخ معین پر نہ آئے۔ اور اُس کے بعد آج تک اُن کا کچھ پتا نشان نہیں ہے۔ لہذا اُن کا فرار اور حضرت مولانا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی کی فتح و ظفر آشکار ہو گئی۔ چنانچہ مولوی غنیمت حسین صاحب کے مریدوں اور ہوا خواہوں نے بھی جو اُن کے عجز کو آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اس مضمون کی دستخطی تحریر دی تھی جس پر اور حاضرین نے بھی دستخط کیے۔ وہ تحریر بعینہٖ نقل کی جاتی ہے۔

تاریخ مقررہ پر مولوی غنیمت حسین صاحب کے غائب ہونے پر اُنکے طرفداروں اور ہوا خواہوں اور حاضرین جلسہ کی دستخطی تحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ مناظرہ ۱۱ نومبر سنہ ۲۲ء مقرر تھی اُس روز مولوی غنیمت حسین صاحب تشریف لائے نہ مولانا احمد اشرف صاحب تشریف لائے۔ مولوی غنیمت حسین صاحب کے رفیقوں سے معلوم ہوا کہ وہ مقام سعادت اکبرپور کا کچھ لکھا ہے ساتھ حال پوچھ کر آئے وہاں

ایک شخص آئے اور اُنھوں نے کچھ معاملات بیان کیے اسوجہ سے مولوی صاحب موصوف گاڑی سے اُتر گئے اور ہم لوگوں سے کہا کہ تم ریل چلو ہم جلد آتے ہیں۔

یہ بیان عبد اللطیف عرف بوٹن ہو اُن کے ساتھیوں اور اصغر علی صاحب نے اس بیان کی تائید کی چنانچہ بہ تحریک شاہ محمد شفیع صاحب و بہ تائید جمیع حاضرین جلسہ ۱۱ نومبر سنہ ۲۰ء کو یہ بات طے پائی کہ مولوی نعمت حسین صاحب کے انتظار کے لیے ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۲۰ء مقرر کی جاوے چنانچہ آج ۱۳ نومبر کو مولوی نعمت حسین صاحب تشریف نہیں لائے اور مولانا احمد اشرف صاحب آئے۔

سید وجیہ الدین۔ سید علی اوسط بقلم خود۔ سید ظہیر الحسن بقلم خود۔ سید علی احمد بقلم خود۔ حافظ رضی الدین عفی عنہ۔ سید اشرف بقلم خود۔ سید ظہور الحسن بقلم خاص۔ حکیم الدین اشرف بقلم خاص۔ محمود حسن بقلم خود دہلوی۔ سید مصطفے اشرف بقلم خود۔ محمد رحیم بقلم خود۔ سید احمد بقلم خود۔ سید ابو محمد بقلم خود۔ عبد المجید جمعدار خدام درگاہ شریف۔ حسین بقلم خود۔ سید افتخار احمد ساکن مجھا امیر۔ سید محب اشرف بقلم خود۔ محمد یوسف بقلم خاص ساکن فتحپور بھاگل پور۔ عبد العزیز خاں طالب علم مدرسہ انجمن اہل سنت و جماعت مرادآباد۔ محی الدین اشرف بقلم خود۔ محمد احمد بقلم خود۔ سید شرف الدین اشرف جائسی۔ سید محمد کان اللہ لہ۔ سید نصیر الدین اشرف۔ بشیر الدین بانس بریلی بقلم خود۔ سید شاہ مرتضی اشرف بقلم خود۔ ابو الحسن ساکن فتحپور بھاگل پور۔ فقیر محمد علی کچھوچھوی۔ محمد صدیق ملیح آباد۔ حسین اشرف نذیر حسین۔

اب وہابیہ کے چہرے اداس ہو گئے اور اُن کی رنگتیں اُڑ گئیں اور اُنھوں نے دیکھا کہ کوئی مکر نہ چلا کوئی چال کام نہ آئی ناچار جس طرح ہوسکا مولوی عبد الشکور ایڈیٹر النجم کو بلایا کہ وہ مولوی نعمت حسین کی طرف سے تقریر کریں تاکہ اُنکے خرابیے جو [illegible] ظاہر ہوئی ہے اُس پر کوئی پردہ پڑ جائے۔ چنانچہ وہ تشریف لائے اور اُنکی گفتگو حضرت مولانا مولوی سید شاہ سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی مدظلہ العالی کے مقابلہ میں قرار پائی چنانچہ وہ قرارداد جو فیمابین دونوں صاحبوں کے قلمبند کی گئی یہ ہے۔

قرار داد مناظرہ فیمابین حضرت محدث صاحب مدظلہ

و مولوی عبد الشکور صاحب لکھنوی

آج بتاریخ ۱۳ نومبر ۱۹۲۰ء یہ رائے قرار پائی کہ مولوی احمد اشرف صاحب کا بقیہ مضمون مولوی سید محمد صاحب بمقابلہ مولوی عبد الشکور صاحب لکھنوی مکمل کریں دوران مناظرہ اور مولوی عبد الشکور صاحب مولوی غنیمت حسین صاحب کے گزشتہ تمام بیانات کی تردید کرتے ہوئے اس کا جواب دیں۔ ہر فریق کی تقریر قلم بند کرکے اس کے دستخط دونوں سے درج کروا دی جائے گی۔

العبد العبد الراقم

ابو [illegible] عبد الشکور عفی عنہ خادم اہلسنت وجماعت حافظ [illegible]

فقیر ابو المحامد سید محمد اشرفی جیلانی کان اللہ لہ عفی عنہ

۱۴ نومبر ۱۹۲۰ء کو حضرت محدث صاحب نے حسب قرار داد اعلیٰحضرت مولانا احمد اشرف صاحب مدظلہ کی تقریر کی اس طرح تکمیل فرمائی۔

تقریر حضرت مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی مدظلہ

حضرات! یہ امر تو آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا کہ قول زید اور فلاسفہ کے اقوال میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اب میں پھر دوبارہ بھی جناب سے دریافت کرتا ہوں کہ اطلاع غیب کم رہے اور اس کا کیا اثر ہوا؟ اس حیثیت سے قطع نظر کیجیے یہ امر یقینی ہے کہ مریض اور ریاضت کرنے والوں اور [illegible] [illegible] زید [illegible] کا قول ہے علامہ [illegible] و میر سید شریف خود ایسا نہیں کہتے ہیں بلکہ [illegible] کا پہلے غیب دانی کرنا [illegible] اور پھر بیماروں وغیرہ کے لیے [illegible] ثابت کر کے اس کا رد فرما رہے ہیں۔

[illegible] اس وقت مولوی وحید الدین صاحب [illegible] تکلیف دہ [illegible] شروع [illegible]

حاشیہ ملا حظہ دیکھیں اور فرمائیں کہ بیماروں وغیرہ کے لیے غیب دانی ثابت کرنا
قول فلاسفہ ہے یا قول علماء عقیدہ وغیرہ ہے)
اب الحمد اللہ حال یہ بھی روشن ہو گیا کہ تمھارے جو علم غیب مجانین و بہائم کے لیے ثابت
کر رہے ہو وہ فلاسفہ بے دین کی چال چلا ہوا ہے ہرگز ہمارے علمائے اسلام ایسی گندی
گستاخی کو پسند نہیں فرما سکتے۔ مگر ذرا علماء اسلام اشیاء میں فرق بھی دکھا دوں

اقوال علمائے اسلام

(۱) فلذا ما ذکرتم مردود۔

(۲) ان الاطلاع علی جمیع المغیبات غیر لازم اتفاقا منا ومنکم۔

(۳) ان الاطلاع علی البعض لا یختص به ای بالنبی کما اقررتم حیث جوزتموه للمرتاضین والمرضی والنائمین۔

تم نے جو فلاسفہ سے کہا وہ یہ تم کہتے ہو مردود ہے

تمام غیبوں پر مطلع ہونا نبی کے لیے واجب نہیں یہ ہم
تمہارے اتفاق سے۔

اور بعض غیب پر مطلع ہونا نبی کا خاصہ نہیں ہے جیسا کہ
تم نے اقرار کیا ہو اور جائز رکھا ہے ریاضت کرنے والوں
اور بیماروں اور سونے والوں کے لیے۔

علمائے اسلام نے تین باتیں کہیں ایک یہ کہ جو کچھ تم کہتے ہو مردود ہے اور اقوال فلاسفہ سے
بیماروں کے لیے غیب دانی ماننا بھی ہے لہذا وہ بھی مردود ہے۔ دوسری بات یہ فرمائی
کہ کل غیب پر مطلع ہونا نبی کے لیے واجب نہیں۔ یہ بات چونکہ علمائے اسلام کے نزدیک
حق تھی لہذا فرمایا اتفاقا منا ومنکم یعنی اس پر ہمارا تمہارا اتفاق ہے۔
تیسری بات یہ فرمائی کہ بعض غیب کا جاننا تمہارے اقرار سے خاصۂ نبوت نہیں ہے کہ تم تو
بیماروں وغیرہ کو غیب داں کہتے ہو یہ بات چونکہ حق نہ تھی لہذا یہ نہ فرمایا کہ بیماروں وغیرہ
کا غیب داں ہونا ہمارا تمہارا متفق علیہ مسئلہ ہے بلکہ فرمایا کما اقررتم یعنی جیسا کہ
تم کہتے ہو۔ اس موقع پر کما اقررتہ کا نزبہ محافظہ۔ شاکرنے ... کیا ہے کہ جیسا کہ
تم نے بھی اقرار کیا ہے۔ یہ لفظ بھی اس لیے بڑھایا ہو تاکہ معلوم ہو کہ بیماروں
کے لیے غیب دانی ثابت کرنا متکلمین اسلام کا بھی مذہب ہے ... ساظرے

پوچھتا ہوں کہ یہی کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ (اور مولوی وجیہ الدین صاحب کو چیلنج دیتا ہوں کہ) کہیں بھی یہاں لفظ ابضاً
موجود ہے اور نہیں تو پھر اس جگہ عمداً بڑھایا گیا یہ اسی لیے تو ہے کہ حق پر پردہ پڑ جائے
اور غضب یہ کیا ہے کہ بنام تشنیع فاضل مناظر نے کہا۔ علامہ عضد فرماتے ہیں کہ
بعد تمہاری مراد بعض غیب ہے تو یہ سونے والوں اور بیماروں اور ریاضت کرنے والوں
کو بھی حاصل ہے۔ حاشا وکلا علامہ عضد ہرگز یہ نہیں فرماتے وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر
فلاسفہ اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ علم بعض غیب خاصۂ نبوت ہے تو تمہارے اقرار سے
یہ خاصہ نہیں ہے کیونکہ تم خود کہتے ہو کہ بیماروں وغیرہ کو علم بعض غیب حاصل ہے۔ بھلا
بتائیے کہ کہاں قول فلاسفہ کے ان بیدینوں کا رد اور کہاں یہ کہ بیماروں کے لیے غیب دانی
ثابت کرنا علامہ عضد کا قول ہے۔

اب عبارت حفظ الایمان ملاحظہ ہو۔

اقوال تھانوی

(۱) آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب
یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔

(۲) اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔

(۳) ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے
بھی حاصل ہے۔

(۴) کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے

(۵) اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو
اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔

زید نے علم غیب بواسطہ حضور کے لیے مانا تھا اور اس سے زائد کچھ نہ کہا تھا تھانوی
صاحب نے کہا کہ علم غیب بواسطہ دو طرح ہیں۔ علم کل۔ علم بعض۔

علم کل کے لیے کہا کہ دلیل نقلی وعقلی سے باطل ہے۔ کیوں صاحبو! علم کل کا دلیل نقلی وعقلی سے باطل ہونا قول زید ہے یا قول تھانوی۔؟

اور علم بعض کے لیے یہ نہیں کہا کہ دلیل نقلی وعقلی سے باطل ہے بلکہ علم بعض مانا اور کہا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ کیوں صاحبو! یہ زید نے علم بعض کو خاصہ پیغمبر یا خاصہ نبوت کہا تھا جو نفی تخصیص کی جا رہی ہے۔ پھر کہا کہ یہ علم بعض جو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے لیے زید مانتا ہے ایسا علم غیب تو ہر زید و عمرو مجانین و بہائم کو حاصل ہے۔ اب انصاف کیجیے کہ حضور اقدس کا سا علم غیب مجانین و بہائم کے لیے ماننا یہ کہنا ہے یا تھانوی؟

تعجب ہے کہ علم کل پر یہ کہنا کہ دلیل نقلی وعقلی سے باطل ہے قول تھانوی ہو اور علم بعض پر یہ کہنا کہ ایسا علم غیب مجنون وچوپایہ کو حاصل ہے زید کے سر تھوپا جائے۔ اس تحریف سے بہتر ہے کہ کہہ دیا جائے کہ حفظ الایمان تصنیف تھانوی ہی نہیں ہے۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرماتے کہ مجانین و بہائم کے لیے نبی کریم جیسا علم غیب کے ثبوت میں تھانوی صاحب کہتے ہیں کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔ کیوں صاحبو! یہ بھی زید ہی کہہ رہا ہے یا تھانوی صاحب کا قول ہے۔ غرض تھانوی صاحب نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جیسا علم غیب مجانین کے لیے مانا اور اس کو دلیل سے ثابت کیا، اور بلاشبہہ اس میں تنقیص شان نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہوتی ہے۔

میں اس موقع پر ایک علمی نکتہ عرض کر دوں جس سے شرح مواقف و حفظ الایمان کی بحث کا ایک اچھا امتیاز ظاہر ہو جائے۔

ہر چیز کا ایک مفہوم ہوتا ہے، ایک مصداق ہوتا ہے۔ مثلاً ایک بحث تو یہ ہے کہ زید کی حقیقت کیا ہے؟ اس پر کوئی کہے کہ حیوان ناطق ہو اور خاص تشخص و صورت رکھتا ہو تاکہ دوسرے انسانوں سے ممتاز ہو۔ دوسرا اگر ہنستا بولتا ہو یا چلتا پھرتا ہو۔ اس دوسرے کا پہلا رد کرے کہ ہنستا بولتا وغیرہ زید کا خاصہ نہیں ہے، ہنسنے دوسروں میں

بھی یہ بات ہے غرض یہ بحث مفہوم سے ہے۔ اور دوسری بحث مصداق میں ہے
کہ زید کو کہا جائے کہ جیسے وہ چلتا ہے اسی طرح گدھا، سوئر چلتا ہے تو اس میں زید
کی توہین ہے۔
شرح مواقف میں فلاسفہ نبی کے مفہوم سے بحث کرتے ہیں بغیر اس کے کہ کسی ذات کو
نبی قرار دیں اور حفظ الایمان میں خاص ذات پاک حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے لیے کہا کہ آپ کا سا علم ہر مجنون پاگل چوپایہ کو ہے۔
چنانچہ حفظ الایمان میں ہے آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر جس سے
ظاہر کہ تھانوی خاص ذات پاک حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بحث
کرتا ہے میں آپ کو مفہوم و مصداق کے فرق کا امتیاز اور روشن امتیاز دکھاؤں کہ اللہ
ظاہر ہے کہ ایک ہے اور فلاسفہ باعتبار مفہوم کہتے ہیں کہ بہت ہونے کو اس کا تصور مانع
نہیں ہے قطبی صفحہ ۴۴ مطبوعہ نولکشور میں ہے من الکلیات ما یمنع الشرکۃ بالنظر الی
الخارج کواجب الوجود فان الشرکۃ فیہ ممتنعۃ بالدلیل الخارجی لکن اذا
جرد العقل بالنظر الی مفہومہ لم یمتنع من صدقہ علی کثیرین۔ دیکھیے یہ مانتے
ہوئے کہ مصداق واجب تعالیٰ ایک ہے۔ پھر بھی کہتے ہیں کہ باعتبار مفہوم مانع شرکت
نہیں ہے۔ حالانکہ مصداق میں بہت در کنار دو کہنا کفر ہے۔
آفتاب یقیناً باعتبار مصداق ایک ہے لیکن ایک روشن گول ٹکیہ کا مفہوم دیکھیے تو
بہت ہونے کو مانع نہیں ہے غرض مصداق و مفہوم میں فرق ہے۔ مثلاً ویسرائے کے
مفہوم سے بحث ہو کہ کس کو ویسرائے کہتے ہیں کوئی کہے کہ گورنمنٹ ہند کی طرف سے
وہ اعلیٰ عہدہ ہے جس کی بنا پر وہ حکومت کے تمام داخلی امور میں اختیارات رکھتا ہے
اور خاص عزت حکومت کی طرف سے کی جاتی ہے اور تنخواہ سب سے زیادہ ملتی ہے
اور مصداق سے بحث ہو کہ فلاں ویسرائے کیسے ہیں اس پر کوئی کہے کہ جیسے فلاں چوکیدار ملازم سرکار ہے اسی طرح ملازم ہیں بلاشبہ وہ ویسرائے مذکور کی توہین
کرتا ہے۔ تو فلاسفہ نے اگرچہ سونے والوں وغیرہ کے لیے غیب ذاتی مانا مگر مفہوم

نبی میں بحث کرتے ہوئے مانا اور تھانوی صاحب نے ذات اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق بحث کرتے ہوئے مجانین وبہائم کے لیے علم غیب مانا جس سے ظاہر کہ فلاسفہ کے قول سے کفر کا لزوم ہوتا تھا اور تھانوی صاحب التزام کفر کرتے ہیں۔ علمائے اسلام نے لزوم کفر تک کا رد فرمایا اور اس وقت بحمد اللہ تعالیٰ التزام کفر کا رد ہو رہا ہے۔ اب روشن ہو گیا کہ قول تھانوی صاحب اور علمائے اسلام کے ارشاد میں مردود و رد کا فرق ہے۔

اور دوسری بات عرض کروں جو امر اہم ہے اور جس سے امتیاز اور زیادہ روشن ہے فلاسفہ نے مفہوم نبی میں بحث کرتے ہوئے کہا کہ سونے والوں وغیرہ کو غیب دانی حاصل ہے۔ مگر یہ نہ کہا کہ نبی کا سا علم غیب حاصل ہے یعنی تشبیہ نہ دی۔ اور تھانوی صاحب نے علم غیب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو علم مجانین وبہائم سے تشبیہ دی۔

مثال کے طور پر یوں سمجھیے کہ کوئی کہے انبیا علیہم السلام مخلوق ہیں اور ماسوا اللہ سب مخلوق ہے تو اس نے سب کی مخلوقیت بیان کی اور کوئی کہے کہ آپ کے مثل استاد گدھے کی طرح ہیں اور تاویل کرے کہ مخلوق ہونے میں سب برابر ہیں تو کیا اس کہہ دینے سے اُستاد کا گدھے کی طرح ہونا گالی نہ رہے گا ہرگز نہیں۔

فلاسفہ اگر اتنا ہی کہتے کہ غیب دانی بیماروں وغیرہ کے لیے بھی ثابت ہے تو علمائے اسلام فرماتے کہ ثابت کرو۔ مگر چونکہ بیماروں کے لیے غیب دانی ثابت کی پھر اس کو خاصۂ نبوت بتایا لہذا رد فرمایا کہ تمہارا کہنا تمہارے قول سے غلط ہے اس لیے کہ خاصہ اصطلاح فلسفہ میں اس کو کہتے ہیں کہ حقیقت واحدہ کے ساتھ مخصوص ہو۔ اپنی قطبی میں ہے ان اختص بافراد حقیقۃ واحدۃ فھو الخاصۃ تو فلاسفہ کے طور پر غیب دانی نبوت کی حقیقت سے مخصوص ہونا چاہیے اور خود کہتے ہیں کہ بیماروں وغیرہ کو بھی حاصل ہے لہذا فرمایا کہ تمہارا کہنا تمہارے قول سے غلط ہے۔

اللہ اللہ فلاسفہ نے تشبیہ نہ دی تھی اس پر تو رد فرمایا جا رہا ہے اور تھانوی صاحب صریح علم غیب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو علم غیب مجانین وبہائم سے تشبیہ دیتے ہیں

لہٰذا اس ایمان کو کیا کہوں جس میں حضور کی اتنی عظمت بھی نہ ہو کہ گستاخی دربارِ رسالت سے دل بے چین اور ایمان کو حرکت نہ ہو۔

مولوی حشمت حسین صاحب مناظر اس تشبیہ پر کچھ بگڑے ہیں اور کوشش کی ہے کہ عبارت شرح مواقف میں بھی تشبیہ دکھاؤں لہٰذا اس غلط فہمی کا ازالہ بھی کر دوں عبارت شرح مواقف میں (ک) جو تشبیہ کے لیے آتا ہے وہ مرتاضین و مرضا پر داخل نہیں ہے بلکہ فرمایا کما اقررتم یعنی جیسا کہ تم نے اقرار کیا ہے۔ حیث جوز بعض ہ چنانچہ جائز رکھا تم نے۔

انصاف درکار۔ کہاں یہ کہ جیسا کہ تم نے اقرار کیا اور کہاں یہ ہے کہ ایسا علم غیب مجانین و بہائم کو حاصل ہے۔ ان دونوں میں کسقدر فرق ہے۔ پس فلاسفہ پر مخاطب مناظر کا الزام کہ انہوں نے ان کو برابر کر دیا علم غیب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بالفرض اگر تشبیہ فلاسفہ دیتے تو بیدینوں سے مستبعد کون جانتا ہے مگر علمائے اسلام سے صریح گستاخی تھوپنا مخاطب مناظر جیسوں کا خاصہ ہے (لاضیم)

یہاں تک تو عبارت شرح مواقف و عبارت حفظ الایمان کا فرق دکھانا تھا اور اگر اس بحث کو مخاطب مناظر نے طول دیا تو اس سے زیادہ روشنی ڈالونگا اور تلبیس کو دفع کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب یہ عرض ہے کہ بعونہ تعالیٰ ضمن تقریر مذکور میں اس بحث پر بھی کافی روشنی پڑچکی ہے کہ فاضل مخاطب کا یہ کہنا کہ یہ تشبیہ تھانوی کا قول نہیں ہے بلکہ زید کہتا ہے محض تحریف ہے۔ فقط

زیادہ سے زیادہ بہت دور کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ زید نے حضور کے لیے جو علم غیب مانا اس پر خود بخود یہ لازم آیا کہ اس نے تشبیہ دی علم غیب حضور کو علوم مجانین و بہائم سے۔ مگر سوال یہ ہے کہ زید نے کونسا علم غیب مانا۔ وہی علم بواسطہ اور وہ بھی بعض غیب کا علم اس کے سوا کیا مانا تو گیا حضور کے لیے بعض غیب کا علم بالواسطہ مانا اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ ایسا علم غیب مجانین و جمیع بہائم کو حاصل ہے۔ اگر ایسا ہے تو بقول مخاطب مناظر تھانوی صاحب بھی علوم لازمۂ نبوت مانتے ہیں۔ یہ بتائیے کہ یہ

علوم لازمۂ نبوت بعض علم ہیں یا کل علم اگر بعض ہیں تو بواسطہ ہیں یا بالذات اگر بواسطہ ہیں تو تھانوی صاحب نے بھی تو وہی مانا جو زید مانتا ہے تو جو زید پر لازم آیا وہی تھانوی صاحب پر لازم آیا۔ غرض تھانوی صاحب اس گندی تشبیہ سے نہ بچ سکے۔

فاضل مخاطب نے زید کے مفروضہ اس لفظ کو بار بار کہا مگر یہ نہ بتایا کہ وہ کیا مفروضہ ہے۔

مسلمانو! اگر تم کہو کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض غیب بواسطہ یعنی خدا کے بتائے سے حاصل تھے اس پر کوئی کہے کہ ایسا علم غیب تو سب جانوروں پاگلوں کو حاصل ہے تو اپنے ایمان سے بتاؤ کہ اس نے حضور کی توہین کی یا نہیں۔

فاضل مخاطب نے ایک تحریف یہ بھی کی ہے کہ بحث اطلاق لفظ عالم الغیب میں ہے حفظ الایمان سامنے موجود ہے اصل عبارت ملاحظہ ہو آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ دیکھیے صاف وہ حصول علم پر بحث کرتا ہے یہ نہیں کہتا کہ حضور کو علم غیب حاصل ہے مگر لفظ عالم الغیب نہ کہو بلکہ کہتا ہے کہ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب آگے چلکر کل غیب کو دلیل عقلی و نقلی سے باطل کیا ہے۔ کیوں صاحبو! حصول کل غیب کو باطل کیا ہے یا اطلاق کو۔ پھر کہتا ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں یعنی اگر زید نے حضور کے لیے بعض علم غیب کا حاصل ہونا مراد لیا ہے تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔ کیوں صاحبو! حاصل ہے کے معنی بولا جاتا ہے یا اطلاق کیا جاتا ہے۔ کونسا لغت ہے۔

فاضل مناظر نے ایک مثال پیش کی ہے کہ کوئی بادشاہ کا وزیر مالک جواہرات عالیہ ہو مگر اس لفظ کا استعمال غیر بادشاہ پر ممنوع سا ہو پھر بھی اس کو کوئی مالک جواہرات کہے تو اس پر دوسرا کہے کہ یہ لفظ نہ کہو کیونکہ شرکت شاہی کا وہم ہوتا ہے اس میں کیا توہین ہوئی۔ غرض یہ ہے کہ حفظ الایمان کا یہ نمونہ نہیں ہے بلکہ اس کا نمونہ یوں ہے کہ کوئی کہے کہ مالک جواہرات وزیر اعظم کو کیوں کہتے ہو کیا اس لیے کہ وہ تمام جواہرات کا مالک ہے

ایسا تو ہے نہیں اور اگر بعض جواہرات کے مالک ہونے کی وجہ سے کہتے ہو تو اس کیا وزیر اعظم ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا مالک جواہرات ہونا ہر چوہڑے چمار کو حاصل ہے کیونکہ سب کو خزانہ شاہی سے کچھ نہ کچھ جواہرات ملتے ہیں۔ آپ کہیے کہ اس میں وزیر اعظم کی توہین ہوئی یا نہیں۔

فاضل مناظر نے چاندپوری کے رسالہ سے مثال تو نقل کر دی مگر اس پر نہ غور کیا کہ اس کو حفظ الایمان کی عبارت سے کتنا تعلق ہے۔ اس وقت ارباب انصاف سے عرض ہے کہ کوئی کہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عزت و جلالت حاصل ہے قرآن کریم میں فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین مگر از انجا کہ لفظ عزوجل اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے لہٰذا حضور کے نام کے ساتھ لفظ عزوجل نہ کہو یہ بیشک اطلاق لفظ پر بحث ہے اور کوئی گستاخ کہے کہ حضور پر عزت و جلالت کا حکم کیا جانا اگر بقول اہل اسلام صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد ہر نوع کی عزت ہے یا بعض قسم کی اگر بعض قسم کی عزت ہے تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسی عزت تو ہر زید و عمرو کو حاصل ہے اس نے حضور کی بیشک توہین کی۔ ان مثالوں نے روشن کر دیا کہ تھانوی صاحب نے حصول علم غیب سے بحث کی ہے۔ اطلاق لفظ کی بحث کے دوسرے طریقے ہیں۔

فاضل مناظر نے اس پر بھی زور دیا ہے کہ آگے چلکر تھانوی صاحب نے علوم لازمہ ثبوت مان لیا ہے لہٰذا اس تشبیہ کی قباحت جاتی رہی اس وقت میں تو کیا کہوں مگر دوسرا ہوتا تو کہتا کہ کوئی آپ کو ان القاب سے یاد کرے کہ جناب مستطاب گدھے کے سے آپ دانست بر کا تھم اور جب اعتراض کرے تو کہہ دے کہ آگے پیچھے تعریف بھی کر دی ہے لہٰذا وہ سب قباحت جاتی رہی۔

مخاطب مناظر نے جواب اعتراض کے سلسلہ میں کہا کہ حضور کے لیے علم کثیر تھانوی نے مانا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا اعتراض نہیں سمجھے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ حضور کو علم کثیر حاصل ہے اور دوسروں کو علم قلیل لہٰذا تشبیہ دینا توہین ہے۔ تھانوی صاحب نے

علم کثیر کی قدر نہ کی۔ اور کثیر غیب جاننے اور دو چار غیب جاننے کو برابر کر دیا اور بالکل گستاخی کہا اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ہر پاگل چوپائے کو حاصل ہے آپ بتائیے کہ ہمارا یہ اعتراض کہ ایسا حرف تشبیہ ہے اور علوم مجانین و بہائم مشبہ بہ ہیں اور علم رسول کریم مشبہ ہوا اور بلاشبہ یہ توہین ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ اس کا جواب فاضل مناظر نے کیا دیا یا یہ کہا کہ عبارت شرح مواقف میں بھی یہی مضمون ہے اور آپ سمجھ چکے کہ وہ قول فلاسفہ ہے اور پھر بھی حفظ الایمان سے ممتاز ہے۔ یا یہ کہا کہ یہ تھانوی خود تشبیہ نہیں دیتے بلکہ زید کہتا ہے اسکی حقیقت بھی آپ پر روشن ہو گئی۔ یا یہ کہا کہ بحث حصول علم میں نہیں ہے بلکہ اطلاق لفظ میں اسکی حالت بھی آپ پر ظاہر ہو چکی۔ اب جو کچھ کام بنتا نظر نہ آیا تو شطحیات صوفیا، بہتان جالی نظائر متشابہات سے کام لیا۔

بحث شطحیات صوفیائے دقیقہ گویاں

میں نہیں سمجھتا کہ مخاطب مناظر نے اس بحث کو کیوں چھیڑا ہے کیا اسلیے کہ توہین حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جائز ثابت کریں اگر ایسا ہے تو میرے تیسرے سوال کا جواب ملاحظہ کریں خود اقرار کیا ہے کہ توہین نبی کریم کفر اور اس کا مرتکب کافر ہے پس اگر ان عبارات سے توہین نکلتی ہے تو فتوائے کفر نہ دینے کی ذمہ داری فاضل مناظر پر بھی عائد ہے اور اگر توہین نہیں نکلتی تو حفظ الایمان کے کیا کام آئے گی ہم نے مانا کہ ان کلمات صوفیہ میں توہین اختراعی ہے مگر اس سے حفظ الایمان کی عبارت میں بھی اختراعی توہین ہونا لازم آئے یہ کونسی منطق ہے۔ اور ہاں یہ تو بتائیے کہ ان عبارات صوفیائے کرام میں حقیقۃً توہین خدا و رسول جل و علیٰ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو فتویٰ کفر اپنے اقرار کے مطابق آپ کیوں نہیں دیتے اور اگر حقیقۃً توہین نہیں ہے تو کیا اجازت ہے کہ تمام دنیا کہتی پھرے اللہ محمد ہیں اور محمد اللہ ہیں۔ آپ اس کو اختراعی قرار دیکر جائز کر دیں گے آپ نے جا بجا فرمایا ہے کہ وجد و عشق میں ایسا

کہا جاوے۔ کیا یہی آپ عبارت حفظ الایمان میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جذب کے عالم میں
ایسا گستاخانہ جملہ کہہ گئے ہیں بہت دور جا کر یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جبکہ حضرت مخدوم شاہ
و مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہما کے کلام میں تاویل کی جاتی ہے تو تھانوی صاحب کے
کلام میں بھی تاویل کی جائے۔ ماشاء اللہ مخدوم صاحب اور تھانوی صاحب کا جوڑ
خوب تجویز کیا ہے مگر اس کو کیا کیجیے کہ آپ خود تاویل ایک جگہ کرتے ہیں اور دوسری
جگہ نہیں کرتے۔ ملا جامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ع روحی فداک ای صنم ابطحی لقب +
اور ابن عبد الوہاب نے بھی حضور کو صنم اکبر کہا۔ آپ ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام
کی تاویل کرتے ہیں مگر ابن عبد الوہاب کو کافر کہتے ہیں بس جو آپ کا جواب ہے
وہی ہمارا جواب ہے۔

کیا آپ کو خبر نہیں کہ تکلم کا عرف عام اور ہے اور شرع کا اور ہے پھر مصطلحات صوفیا کرام
جداگانہ ہیں اسی لطائف صنم میں ہے کہ بت مطلوب و مقصود بود۔ اس اصطلاح
کی بنا پر بت پرستی کیسی عمدہ شئی ہے مگر آپ کہکر دیکھیے تو کہ علما کیا فتویٰ دیتے ہیں۔
یہ تو کلیۃً عرض کیا کہ یہ بحث ہمارے بحث سے جداگانہ ہے۔

اب ایک ایک مثال کو سنیے۔ فوائد الفواد ملفوظات حضرت سلطان المشائخ کا جامع
حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کو بتایا حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اس کے جامع
حسن دہلوی ہیں اس میں توکل کی بحث ہے اور بحث توکل میں ہمارا عرف عام ہے کہ
اگر کوئی کہے کہ ہمارا اللہ کے سوا اور کون ہے۔ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہوتا کہ اب
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی کوئی تعلق نہیں بلکہ اللہ اور ہم کو جس سے تعلق
ہو سب کے سوا کون ہے یہ مقصود ہے چنانچہ اسی فوائد الفواد میں اسی جملہ کے بعد ہے
کہ ایک بچہ کعبہ مکرمہ جا رہا تھا اور زاد راہ کا انتظام نہ کیا مگر انتظام کرنے والوں سے
پہلے پہنچا۔ کیوں صاحب کعبہ اللہ ہے اور جب نہیں تو اس کو اونٹ کی سنگنی کیوں بھجا
اور اسکی طرف کیوں قصد کیا۔ یہ تاویل نہیں ہے بلکہ عبارت کے ظاہری معنی ہیں۔
دوسری مثال کے متعلق مفصلاً عرض کر چکا ہوں۔ کہ عرف عام تکلم کا جداگانہ ہے باقی رہا

پکر الفتنۃ اشد من القتل قرآن شریف میں آیا ہے تو انما اموالکم واولادکم فتنۃ بھی آیا ہے آپ جیسا منطقی تو لڑکوں کو ذبح کر ڈالے کہ یہ فتنہ ہیں اور فتنہ قتل سے شدید ہے لہذا انھیں ختم کر ڈالو۔

تیسری مثال میں جو شعر مجدد صاحب کا بتایا ہے اُسکی نسبت غیر ثابت ہے اور ہے تو یہی مشہور ہے کہ شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ نے اسکی بنا پر تکفیر فرمائی اور مجدد صاحب کو جہانگیر نے قید کیا اور جب تک توبہ نہ کی نہ چھوڑا اور نفس شعر کو دیکھیے تو محض لفظوں کی ترکیب میں غلطی ہے جس کی تفصیل کا مقام متحمل نہیں ہے۔

چوتھی مثال میں جو شعر ہے وہ ہرگز امیر خسرو علیہ الرحمۃ کا نہیں ہے۔ اور لطائف کے مضامین کا پہلے تواتر ثابت کیجیے پھر یہ بتایئے کہ حضرت عین القضاۃ نے جو کچھ فرمایا اس کا مخاطب کون تھا اگر کوئی ایسا تھا جو نبوت والوہیت کو ملتبس سمجھتا تھا تو یہ جواب کہ جس کو تو نبی کہتا ہے وہ اللہ ہے اور جس کو تو اللہ کہتا ہے وہ نبی ہے بالکل شریعت کے موافق ہے۔ اور اُس کے معنی خدا احمد و محمد خدا۔ یہاں حاشیہ موجود ہے کہ محمد کے معنی محمود کے ہیں یعنی ستودہ شدہ۔ اسی طرح ظہور بمعنی حلول و بمعنی فیضان دونوں مستعمل ہیں۔

اب کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ تھانوی صاحب نے اصطلاحات نو ایجاد پر یہ تقریر لکھی ہے یا یہ کہ مجنوں کے معنی محمود اور بہائم کے معنی قبلہ و کعبہ کے ہیں اور جب نہیں تو حفظ الایمان کی بگڑی کیا بنی۔

ردِ مکذوبات

رہا مجھ پر [illegible] مہر آپ کا الزام اُس کا جواب میرے لفظوں میں لعنۃ اللہ علی الکذبین ہے۔ اس موقع پر آپ کا جملہ دہرتا ہے وانی تجلی اسرار الملکوت لقوم الهمهم هواهم ومعبودهم سلاطينهم وقبلتهم دراهمهم ودنانيرهم وشريعتهم رعونتهم وارادتهم جاههم وشهواتهم الخ

مولانا فاخر صاحب و اسد اللہ شاہ صاحب وغیرہ پر الزام کا بے سرو پا ہونا آپ کی تحریر

ظاہر ہے کہ بتانے والوں نے بتایا مگر شہادت آپ کو نہ ملی۔

میں نے ابتدائی تقریر میں عرض کیا تھا کہ یہ دلیل تھانوی صاحب کی مطلق علم میں بھی جاری ہے مطلب یہ تھا کہ لفظ غیب کاٹ دو جب بھی ہر مسلمان حضور کے لیے علم ہو اسطرح وہ بھی بعض مانتا ہے اور تھانوی کہتے ہیں کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم ہر جانور پاگل کو ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہے اور یہ بھی عرض کیا تھا کہ کیا کسی حاکم کو ایسا لکھ سکتے ہو کہ آپ کو حاکم بقول رعایا کہنا صحیح ہو تو وہ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد کل زمین پر حکومت ہے یا بعض پر اگر بعض مراد ہے تو اس میں آپ کی کیا تخصیص ہے ایسی حکومت سب چوہڑے چمار کو حاصل ہے کیونکہ ہر شخص اپنے گھر کا مالک ہے۔

یہ حقیقۃً فیصلہ کن سوال تھا اور درحقیقت اگر عبارت مذکورہ قابل تاویل اور اس میں کوئی توہین نہیں ہے تو کسی کے لیے لکھنے میں کیا حرج تھا اگر حاکم کی طرف سے اعتراض ہوتا تو کہہ دیتے کہ یہ میں نہیں کہتا رعایا کہتی ہے۔ اگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطلق علم سے بحث کرنے میں توہین تھی تو کہہ دیتے کہ میں نہیں کہتا زید کہتا ہے۔ یا کسی عالم کی توہین اس کہہ دینے میں ہوتی تو زید کے سر تھوپتے مگر مخاطب مناظر نے نہ تو یہ کہا کہ ان عبارتوں میں توہین ہے نہ یہ کہا کہ توہین نہیں ہے اگر کہتے کہ توہین ہے تو حفظ الایمان کی جان پر قیامت اور اگر کہتے کہ توہین نہیں ہے تو حکام کو لکھنا آفت۔

افسوس دنیا کے حاکم کا جیل خانہ کے خوف سے تعظیم کا خیال ہے اور عظمت سرکار اعظم خلیفۃ اللہ الاعظم نائب خدائے اکرم حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل بے پرواہی کی جاتی ہے فالی اللہ المشتکی۔

فاضل مناظر ان دونوں لفظوں کی نسبت توہین و الزام سے ... کر کے صرف یہ کہتے رہے کہ تھانوی صاحب لفظ عالم الغیب کے اطلاق کو منع کرتے ہیں لفظ عالم و حاکم کے اطلاق کو منع نہیں کرتے بلکہ شریعت میں عالم و حاکم کے لفظ کا استعمال وارد ہے یہ جواب اس کو دیا جاتا جو کہتا کہ لفظ عالم و لفظ حاکم کا اطلاق کیوں جائز ہے اور

لفظ عالم الغیب کا اطلاق کیوں ناجائز ہے؟

یہاں تو سوال یہ ہے کہ ان عبارات میں حاکم و عالم کی توہین ہے یا نہیں اور عبارت حفظ الایمان میں اور اس میں کیا فرق ہے اور نہیں تو لکھ کر دیکھو لو۔ نتیجہ یہ کہ عبارت حفظ الایمان نفس علم میں بھی جاری ہے یا نہیں ہے تو مانو ورنہ وجہ بتاؤ۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ عالم ہونا اور حاکم ہونا چونکہ نص سے ثابت ہے لہذا وہاں توہین ہے اور غیب داں ہونا نص سے ثابت نہیں ہے لہذا یہاں توہین نہیں۔ اگرچہ پاگل جو پاہیے سے تشبیہ دی جائے تو اولاً مدار توہین و تعظیم خوب و ناخوب عرف عام و علمائے اہل سنت ہے جو اب یہ ہو کہ کافر کا لفظ نص سے ثابت ہے لہذا کافر کی توہین نہ کرو اور وکیل کا لفظ عام لوگوں کے لیے ثابت نہیں لہذا کہہ سکتے ہو کہ تم کو وکیل کہنا بقول مولوی صاحب اگر صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ تم ہر مقدمہ کے وکیل ہو یا بعض کے۔ اگر بعض کے وکیل ہو تو تمہاری کیا تخصیص ہے ایسا وکیل ہر مختار، ہر کار اور کارندہ ہے۔ اس میں وکیل صاحب کی توہین مخاطب مناظر کی اصطلاح میں نہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ حضور کا غیب داں ہونا بھی نص سے ثابت ہے قرآن کریم میں فرمایا ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ترجمہ: نہ تھا اللہ کہ آگاہی دے تم کو غیب پر لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جس کو چاہتا ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو مسلط نہیں فرماتا اپنے غیب پر کسی کو سوائے برگزیدہ رسول کو۔ تیسری جگہ فرماتا ہے کہ وما ھو علی الغیب بضنین اور نہیں ہیں حضور غیب پر بخیل یعنی جو پوچھے بتائیں گے۔ اس آیہ کریمہ کی نسبت شفا شریف مطبع صدیقی بریلی صفحہ ۱۵ و ۲۰ میں علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ھذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم باتفاق یعنی یہ آیہ کریمہ خاص حضور کی غیب دانی ظاہر فرمانے کے لیے ہے باتفاق مفسرین اور حدیثوں کے بارے میں صفحہ ۲۰ میں فرماتے ہیں والاحادیث فی ھذا الباب بحر لا یدرک قعرہ ولا ینزف غمرہ

بعض حضور کی غیب دانی کے ثبوت میں احادیث ایک دریائے ناپیدا کنار ہیں یہاں تک کہ فرمایا کہ حد تواتر کو پہنچی ہیں اور تواتر کا حجت ہونا خود مولوی غنیمت حسین صاحب نے مانا ہے تو معلوم ہوا کہ حضور کا غیب داں ہونا منصوص ہے اور جب یہ ٹھہری ہے کہ جو امر منصوص ہو اُس کے لیے حفظ الایمان کی طرح کہنا توہین ہے تو حضور کی غیب دانی کے متعلق عبارت حفظ الایمان آپ کے اصول سے بھی توہین ہوئی۔

تیسرے یہ کہ لفظ معبود اور لفظ مبدء فیاض کا اطلاق نہ قرآن کریم میں ہے نہ حدیث میں اب اگر زید کہے کہ اللہ معبود ہے اُس کے جواب میں کوئی کہے کہ اللہ کی ذات مقدسہ پر معبودیت کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد معبود کل ہے یعنی ہر شخص جس کی عبادت کرتا ہو تو یہ بداہۃً باطل ہے کروڑوں آدمی اور جن اُسے نہیں پوجتے ولا انتم عابدون ما اعبد بلکہ ہزاروں وہ ہیں کہ پوجا درکنار اُسے مانتے ہی نہیں اور معبود بعض مراد ہے کہ کوئی شخص جسے پوجتا ہو تو اس میں اللہ کی کیا تخصیص ہے ایسا معبود تو ہر بت اور پتھر اور پیڑ یہاں تک کہ مہادیو کا لنگ بھی ہے ان میں اور اللہ میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ بتائیے کہ یہ کہنے والا صریح اللہ تعالیٰ کے دربار میں گستاخی کر رہا ہے یا نہیں۔ ہاں تو عبارت حفظ الایمان اور اس عبارت میں کیا فرق ہے اور نہیں تو حفظ الایمان چھوڑ کر پہلے اس عبارت کی توہین کو جو کر لیجیے غرض یہ کہ ہمارے پیش کردہ فوٹو کا جواب فاضل مناظر نہ دیا نہ دے سکتے ہیں۔ مخاطب مناظر نے مسئلہ تاویل کو بیجا چھیڑا ہے لہذا اس کے متعلق بھی سُن لیجیے۔

مسئلہ تاویل

میرے نزدیک مثل دیگر مضامین کے یہ مضمون بھی حجم تقریر بڑھانے کے لیے ہی یہ کون کہتا ہے کہ کسی کلمہ میں احتمال اسلام موجود ہو جب بھی کفر کا فتویٰ دیا جائیگا۔ ہاں آپ ہی لوگوں نے دین میں ابتداع و ایجاد کیا تھا کہ پہلے کہتے تھے کہ کسی شخص میں ۹۹ باتیں کفر کی ہیں اور ایک اسلام کی تو اُس کو مسلمان کہا جائیگا بلکہ بعض آپ کے

اشتہارات جو بھاگلپور میں چھپے ہیں اُن میں یہاں تک ہے کہ کسی شخص میں ننانوے وجوہ کفر ہوں اور ایک وجہ اسلام ہو تو وہ مسلمان ہی رہے گا اب بھاگلپور کے لوگ بالخصوص آپ کے ہمراہی وغیرہ والے آپ کی تقریر چھپنے پر یہ دیکھکر کسقدر نادم ہونگے کہ جو چیخ پکار آپ مد کے شخص کے متعلق تھی وہ خود تصنیف تھی اور حقیقۃً کسی کلمہ میں وجوہ کفر و اسلام ہونے کی بحث ہے۔ کیا خوب مصرع ہے ع

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

لیکن اتنا ہم سے بھی سُن لیجیے کہ قرآن کریم کا فرمان آپ سُن چکے ہیں لا تعتذروا گستاخی دربار رسالت کرکے حیلے نہ تراشو در مختار کی عبارت گزری کہ گستاخی رسول میں نشہ تک کا اعتبار نہیں ہے۔ مثالیں دی جا چکیں کہ کوئی کہے میں رسول اللہ ہوں اور باعتبار لغت یہ معنی مراد لے کہ میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں تو یہ تاویل نہ سنی جائے گی۔ اسی شفا شریف کے صفحہ ۳۲۲ میں ہے قال فعل اللہ برسول اللہ کذا وکذا وذکر کلاما قبیحا فقیل له ما تقول یا عدو اللہ فقال له اشد من من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب فقال ابن ابی سلیمان للذی سأله اشهد علیه وانا شریکك یرید فی قتله وثواب ذالك یعنی رسول اللہ کہکر گستاخی کی جائے اور کہا جائے کہ میری مراد بچھو سے ہو تو یہ تاویل نہ سنی جائے گی اور گستاخ قتل کر دیا جائے گا۔ اسی شفا شریف کے اسی صفحہ ۳۲۲ میں ہے قال حبیب بن الربیع لان ادعاءه التاویل فی لفظ صراح لا یقبل یعنی صریح لفظوں میں تاویل قابل قبول نہیں ہے۔

اور کوئی شبہہ نہیں کہ علم کل کو دلیل عقلی ونقلی سے باطل کہنا اور علم بعض کو دلیل عقلی ونقلی سے باطل نہ کہنا بلکہ اس کو برقرار رکھنا پھر کہنا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ہر زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے نہایت گستاخانہ تشبیہ ہے جس میں تاویل غیر مسموع ہے پھر بھی فاضل مناظر کوئی تاویل رکھتے ہوں تو بیان کریں مگر خدا کے لیے یہ تاویل نہ ہو کہ فلاسفہ بیدین بھی ایسا ہی کہتے ہیں

کہنا یہ کہنا جائز ہے یا یہ کہ یہ تھانوی صاحب نہیں کہتے بلکہ زید کہتا ہے یا یہ کہ اطلاق لفظ میں بحث ہے اس پے کہ اس کو تحریف کہتے ہیں۔

مخاطب مناظرے سبحن السبوح والکوکبۃ الشہابیہ کی عبارت سے معلوم کرنا ہے کیا یہ مطلب ہے کہ عقیدہ امکان کذب کے سبب سے اگر اسمعیل دہلوی صاحب کافر نہ تھے تو آپ جو چاہو گستاخی کرو منہ بھر دربار رسالت کو برا بھلا کہو اور اسلام کو نہیں نہ تھے پانے یا یہ دکھانا ہے کہ اس کے اقوال کو کفر بتا کر اس کو کافر فرمایا لہذا جو کفر چاہو کرو مگر کوئی کافر نہ کہے اگر یہی مطلب ہے تو یہ خود آپ کے خلاف ہے آپ کہہ چکے ہیں کہ توہین رسول کفر اور اس کا مرتکب کافر ہے اور اگر حضرت فاضل بریلوی پر اعتراض ہے کہ اسمعیل کی کفریات کے سبب اس کو کافر کیوں نہ کہا اور تھانوی صاحب کو کیوں کافر کہا تو اس کو سمجھ لیجیے کہ کفریات اسمعیل صاحب التزاماً نہیں ہیں بلکہ بطور لزوم ان پر عائد ہوتے ہیں اور لزوم کفر فقہا کے نزدیک کفر ہے اگرچہ متکلمین التزام کفر کے بغیر اکفار سے کف لسان فرماتے ہیں۔ اسی لیے ابتدائے رسالہ مذکورہ یوں ہے بلاشبہ وہابیہ مذکورین اور ان کے پیشوائے مسطور پر بوجوہ کثیرہ قطعاً یقیناً کفر لازم اور حسب تصریحات جماہیر فقہائے کرام اصحاب فتاویٰ اکابر واعلام علیہم رحمۃ اللہ الملک المنعام ان پر حکم کفر ثابت و قائم۔

دیکھیے صاف حکم فقہی لکھا گیا ہے اور وہ بھی لزوم کفر کی بنا پر سبحن السبوح کی پیش کردہ عبارت میں ہے کہ اریب ان تابع و متبوع پر ایک گروہ علما کے مذہب پر بوجوہ کثیرہ کفر لازم۔ دیکھیے وہی لزوم کفر کی بحث ہے۔ الکوکبۃ الشہابیہ کی پیش پیش کردہ عبارت میں ہے وہابیہ اور اسمعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام و اصحاب فتوے اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر۔

دیکھیے وہی لزوم کفر کی بحث ہے اور وہی کفر فقہی کا تذکرہ ہے۔ سبحن السبوح کی آپ کی پیش کردہ عبارت میں ہے کہ لزوم و التزام میں فرق ہے۔

مثلاً دہلوی نے صراط مستقیم صفحہ ۸۶ میں کہا "وصرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از
معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ و خر
خود است۔ یعنی بزرگوں بلکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آنے
گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے (ضمیمہ)

یا تقویۃ الایمان نولکشوری صفحہ ۱۴ میں کہا۔ یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا
چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

یا اسی تقویۃ الایمان میں اس امر کے ثبوت میں کہ جو کوئی انبیا و اولیا کو پکارے وہ مشرک
ہے صفحہ ۲۹ میں کہا۔ یعنی اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ
کچھ فائدہ و نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ
ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجیے۔

اسی دعوے کے ثبوت میں صفحہ ۱۹ میں کہا۔ ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے
ہم کو پیدا کیا تو ہمکو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا
کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے
دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ انبیا علیہم السلام و اولیائے کرام کے لیے کہنا کہ ان کا خیال گائے
گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہو وہ چمار سے بھی ذلیل ہیں ناکارے ہیں
چوہڑے چمار معاذ اللہ ہیں۔ یہ کسی پکے مسلمان کی زبان سے نہیں نکل سکتے ہیں اور
اس کو سنکر قلوب اہل اسلام کو کسقدر صدمہ پہنچتا ہے مگر اخلاص فی العبادت اور
قدرت باریتعالی کو وہ بیان کرتا ہے اگرچہ ایسے لفظوں سے جس سے گستاخی دربار
رسالت اس پہ لازم آتی ہے لہذا اکمال احتیاط مذہب متکلمین پر کف لسان ہی مناسب
ہے اور تھانوی خاص علم غیب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میں بحث کرتا ہے۔ اور علم
کل غیب کو باطل مانکر علم بعض مانتا ہے اور کہتا ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے
ایسا علم غیب تو ہر زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی

حاصل ہے تو اس کا کفر التزامی ہے جس سے کفر دنیا بھی شک کرنا بھی
کفر ہے جیسا کہ درمختار سے گزرا اور شفا شریف سے بھی آگے نقل کریں گے
فاضل مناظر نے اگر عبارات فاضل بریلوی مدظلہ سے انکی احتیاط پر روشنی
ڈالی ہے تو یہ ہمارے خلاف نہیں وہ خود اپنی ان عبارات سے اپنی شان
احتیاط بیان فرماتے ہیں (تمہید ایمان صفحہ ۴۴ و ۴۵ ملاحظہ ہو)

مسلمانو! یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنھیں چھپے
ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے (اور ان
دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی سنہ ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے جب المعتمد المستند
چھپی) ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رسول کے خوف کو سامنے رکھ کر
انصاف کرو یہ عبارتیں نہ فقط ان مفتریوں کا افترا ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف
صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں
کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب
سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نکل
سکی کہ یہ آخر بندہ خدا وہی تو ہے جو ان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت
دیکر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ
کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے
اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ بندۂ
خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت (جب تک اسکی ان دشناموں پر
اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دیکر
بھی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا جب
کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہو گئی جب ان سے جائداد کی کوئی شرکت نہ تھی
اب پیدا ہوئی۔ حاش للہ مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت و عداوت
خدا و رسول ہے جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ

و رسول کی جناب میں ان کی دشنامیں نہ دیکھی سنی تھیں اس وقت تک گروہ کی تکفیر کا پاس لازم تھا نہایت احتیاط سے کام لیا حتی کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً اُن کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام دہی رب العلمین و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے کہ من شك في عذابه وكفره فقد كفر جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہل اسلام کا ایمان بچانا ضرور تھا لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا وذلك جزاء الظلمين ○

یہ جو فرمایا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے یہ اشارہ مضامین سابقہ کی طرف ہے دیکھیے تمہید ایمان صفحہ ۲۰

ثالثاً اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اُن میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اُسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفا شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاوی خیریہ وغیرہا میں ہے اجمع المسلمون ان شاتمه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر ومن شك في عذابه وكفره كفر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اُس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مجمع الانہر و درمختار میں ہے واللفظ له الكافر بسب نبي من الانبياء لا تقبل توبته مطلقا ومن شك في عذابه وكفره كفر جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اُس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اُس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ الحمد للہ یہ نفیس مسئلہ کا روشن و گرانبہا جزئیہ ہے جس میں ان بدگویوں کے کفر پر اجماع تمام امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔

اگر انصاف پسندی سے کام لیا جائے تو مناظرہ اسی پر ختم ہو گیا کہ ایسے ایسے مشاط

یہ حضرات بھی عبارت حفظ الایمان کو صریح توہین حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سمجھتے ہیں۔ اور اگر مخاطب مناظر کی یہ مراد ہے کہ تکفیر اہل لا الہ الا اللہ سے فاضل بریلوی نے منع کیا ہے تو اس کا جواب بھی فاضل بریلوی مدظلہ کی زبان سے سن لیجئے فرماتے ہیں۔ تمہید ایمان صفحہ ۲۱ و ۲۲

"مسلمانوں کے دشمن اسلام کے عدو عوام کو چھلنے اور خدائے واحد قہار کا دین بدلنے کے لئے چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں مکر اول اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے۔ حدیث میں فرمایا مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا جنت میں جائیگا۔ پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہو سکتا ہے مسلمانو ذرا ہوشیار خبردار۔ اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے آدمی کا بیٹا اگر اُسے گالیاں دے جوتیاں مارے کچھ کرے اُس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا۔ یونہی جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو ستری گالیاں دے اُس کا اسلام نہیں بدل سکتا اس مکر کا جواب ایک تو اسی آیۂ کریمہ الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ میں گزرا کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ نرے ادعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا۔ اسلام اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بیشک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا جسے قرآن عظیم رد فرما رہا ہے۔ حضور تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ یہ گنوار کہتے ہیں ہم ایمان لائے تم فرما دو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع الاسلام ہوئے ایمان ابھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا اور فرماتا ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ منافقین جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور یقیناً خدا کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ بیشک تم ضرور اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ منافق

ضرور جھوٹے ہیں۔ دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی کیسی کیسی تاکیدوں سے کلمہ گوئی کیسی کیسی قسموں سے مؤکد ہرگز موجب اسلام نہ ہوئی اور اللہ واحد قہار نے اُن کے جھوٹے کذاب ہونے کی گواہی دی تو مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ کا یہ مطلب گھڑنا صراحۃً قرآن عظیم کا رد کرنا ہے۔ ہاں جو کلمہ پڑھتا اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو ہم اُسے مسلمان جانیں گے جب تک اُس سے کوئی کلمہ کوئی حرکت کوئی نشانی منافی اسلام صادر ہو۔ بعد صدور منافی ہرگز کلمہ گوئی کام نہ دے گی۔

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بیشک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔ ابن جریر و طبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اُس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں۔ وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے گستاخی نہ کی اور بیشک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کرکے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کلمہ گو ہو کافر ہو جاتا ہے۔"

اور اگر یہ دکھانا ہے کہ فاضل بریلوی نے وہابی کے اہل قبلہ ہونے کے سبب تکفیر نہیں کی ہے تو اس کی حقیقت بھی انھیں سے سن لیجیے۔ تمہید ایمان صفحہ ۲۸، ۲۹ و ۳۰

شرح فقہ اکبر میں ہے فی المواقف لا یکفر اهل القبلة الا فیما فیه انکار ما علم
مجیئه بالضرورة او المجمع علیه کاستحلال المحرمات اه ولا یخفی ان
المراد بقول علمائنا لا یجوز تکفیر اهل القبلة بذنب لیس مجرد التوجه
الی القبلة فان الغلاة من الروافض الذین یدعون ان جبریل علیه
الصلاة والسلام غلط فی الوحی فان الله تعالی ارسله الی علی رضی الله
تعالی عنه وبعضهم قالوا انه اله وان صلوا الی القبلة لیسوا مؤمنین
وهذا هو المراد بقوله صلی الله تعالی علیه وسلم من صلی صلاتنا واستقبل
قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم اه مختصرا یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر
نہ کہا جائے گا مگر جب ضروریات دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے
حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علما جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث
اہل قبلہ کی تکفیر روا نہیں اس سے نرا قبلہ کو منہ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو بکتے ہیں
کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی میں دھوکا ہوا اللہ تعالی نے انھیں مولی علی
کرم اللہ تعالی وجہہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولی علی کو خدا کہتے ہیں یہ لوگ اگرچہ
قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی یہی مراد ہے جس میں فرمایا
جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان
ہے یعنی جبکہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے
شرح فقہ اکبر میں ہے ثم اعلم ان المراد باهل القبلة الذین اتفقوا علی ما هو من ضروریات الدین
کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله تعالی بالکلیات والجزئیات و
ما اشبه ذلک من المسائل المهمات فمن واظب طول عمره علی الطاعات
والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفی الحشر او نفی علمه سبحانه بالجزئیات
لا یکون من اهل القبلة وان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبلة
عند اهل السنة انه لا یکفر ما لم یوجد شیء من امارات الکفر و
علاماته ولم یصدر عنه شیء من موجباته یعنی جان لو کہ اہل قبلہ

مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین میں موافق ہیں جیسے عالم کا حادث ہونا اجسام
کا حشر ہونا اللہ تعالیٰ کا علم تمام کلیات و جزئیات کو محیط ہونا اور جو مسئلے انکی
مانند ہیں تو جو تمام ضروریات دینیہ میں موافق ہیں جیسے عالم کا حادث ہونا اجسام
کا حشر ہونا اللہ تعالیٰ کا علم تمام کلیات و جزئیات کو محیط ہونا اور جو مسئلے
انکی مانند ہیں تو جو تمام عمر طاعتوں عبادتوں میں رہے اور اس کے ساتھ یہ اعتقاد
رکھتا ہو کہ عالم قدیم ہے یا حشر نہ ہوگا یا اللہ تعالیٰ جزئیات کو نہیں جانتا وہ اہل قبلہ
سے نہیں اور اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ میں کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے
کہ اُسے کافر نہ کہیں گے جب تک اس میں کفر کی کوئی علامت و نشانی نہ پائی جائے
اور کوئی بات موجب کفر اُس سے صادر نہ ہو۔ امام اجل سیدی عبد العزیز بن احمد
بن محمد بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ تحقیق شرح اصول حسامی میں فرماتے ہیں ان
غلا فیہ ای فی ہواہ حتی وجب اکفارہ بہ لا یعتبر خلافہ ووفاقہ
ایضا لعدم دخولہ فی مسمی الامۃ المشہود لہا بالعصمۃ وان صلی الی القبلۃ
واعتقد نفسہ مسلما لان الامۃ لیست عبارۃ عن المصلین الی القبلۃ
بل عن المؤمنین وھو کافر وان کان لا یدری انہ کافر یعنی بدمذہب اگر
اپنی بدمذہبی میں غالی ہو جس کے سبب اُسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اُس کی
مخالفت موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو اُمت
کے لیے آئی ہے اور وہ اُمت ہی سے نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے
آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو اسلیے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام
نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگرچہ اپنی جان کو کافر نہ جانے
رد المحتار میں ہے لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان
کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح التحریر
یعنی ضروریات اسلام سے کسی چیز میں خلاف کرنے والا بالاجماع کافر ہے اگرچہ
اہل قبلہ سے ہو اور عمر بھر طاعات میں بسر کرے جیسا کہ شرح تحریر امام ابن الہمام میں

فرمایا۔ کتب عقائد و فقہ و اصول ان تصریحات سے مالامال ہیں"۔
غرض کہ فاضل بریلوی مدظلہ جیسا کہ خود تصریح فرماتے ہیں دیوبندی کی تکفیر کلامی سے کف لسان فرماتے ہیں اور تکفیر فقہی کی تصریحات دکھاسکتے ہیں اور تھانوی صاحب کو وہ کافر کلامی جانتے ہیں تو عبارات پیش کردہ فاضل مناظر کے لیے کسی طرح مفید نہیں۔
اور اگر یہ بھی مسئلۂ تاویل کی تائید میں مخاطب مناظر نے پیش کیا ہے تو لزوم و التزام تاویل نہیں ہے نیز تاویل کے متعلق بھی فاضل بریلوی مدظلہ جو کچھ تحریر ہیں سُن لیجیے۔ تمہید ایمان صفحہ ۳۷ و ۳۸۔
ضروری تنبیہ۔ احتمال وہ معتبر ہے جسکی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سُنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے یعنی قضا دو ہیں مبرم و معلق جیسے قرآن عظیم میں فرمایا اَلَآ اِنَّ یَاۡتِیَ اللّٰہُ ای امر اللہ۔ عمرو کہے میں رسول اللہ ہوں اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنے مراد ہیں خدا ہی نے اُس کی روح بدن میں بھیجی۔ ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں۔ شفا شریف میں ہے ادعاؤہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل صریح لفظ میں تاویل کا دعوے نہیں سُنا جاتا۔ شرح شفائے قاری میں ہے ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے
نسیم الریاض میں ہے لا یلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا۔ اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔ فتاوے خلاصہ و فصول عمادیہ و جامع الفصولین و فتاوے ہندیہ وغیرہا میں ہے واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنے یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ یہ تاویل نہ سُنی جائے گی۔ فاحفظ"

اور آپ لوگ کس مونھ سے تاویل کی آڑ اختیار کرتے ہیں جبکہ امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۱۷ میں کہتے ہیں۔

اور یہ بات محض بیجا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے کہ معما اور پہیلی بولنے کی اور بہت جگہ ہیں کچھ اللہ کی جناب میں ضرور نہیں کوئی شخص اپنے بادشاہ سے یا اپنے باپ سے ٹھٹھا نہیں کرتا اور جگت نہیں بولتا اس کام کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور بادشاہ۔

خود تھانوی صاحب خالق ورازق کا اطلاق بتاویل بھی جائز نہیں رکھتے تو آپ لوگ تاویل کا دم کیوں بھرتے ہیں۔ جب آپ کو الکوکبۃ الشہابیہ و سبحٰن السبوح کی عبارتیں واضح ہو گئیں تو بہار شریعت کا مسئلہ سمجھنا کیا دشوار ہے کہ اسی بہار شریعت میں جہاں دہلوی کی تکفیر سے سکوت ہے اسی میں تھانوی صاحب کی تکفیر مذکور ہے اور فرق وہی لزوم والتزام کا ہے۔

فاضل مناظر نے اس امر کے ثبوت میں کہ توہین وتعظیم کا مدار عرف عام پر نہیں ہے خامہ فرسائی کی ہے لہذا اجمالاً اس بحث کو بھی سنتے چلیے۔

بحث عرف عام

قبل اس کے کہ اس بحث میں کچھ عرض کروں مجھے رشیدیہ مطبع مصطفائی صفحہ ۹ کا یہ جملہ یاد پڑتا ہے کہ ینبغی ان یکون المناظران متماثلین بان لا یکون احدھما فی غایۃ العلو والکمال والاخر فی نھایۃ الدناءۃ والنقصان درحقیقت اسی شوق کمی نے اس بحث کے تذکرہ پر مجھے مجبور کیا ورنہ مسئلہ اجلی بدیہیات سے ہے۔

فاضل مناظر نے عرف عام میں لفظ عام سے عوام سمجھا اور بار بار عوام اہل اسلام کو گالیاں دینے لگے چنانچہ آپ عرف عام کو فتویٰ عوام الناس سے تعبیر کر رہے ہیں حالانکہ عرف عام کا دوسرا مطلب ہو جو روشن ہے مگر عناد وتعصب سمجھنے نہیں دیتا بات یہ ہے کہ ہر الفاظ کے ایک معنی لغوی ہوتے ہیں پھر کبھی وہ دوسرے سلسلوں میں

[illegible] نہیں ہوتا [illegible] ہو [illegible]

[illegible] مسئلہ [illegible] اسی [illegible] ہے [illegible]

ہوا [illegible] اصطلاح [illegible] ہے [illegible]

فی الشرع فیکون منقولا شرعیا [illegible] والصوم [illegible] الاصل [illegible]

مطلق الامساك [illegible] الشرع الی الارکان المخصوصة والامساك

المخصوص مع النیة [illegible] الشرع وهو اما العرف العام [illegible]

کالدابة [illegible] اصل [illegible] کل ما یدب علی الارض [illegible] العرف

الی ذوات القوائم الاربع من الخیل والبغال والحمیر والعرف الخاص

[illegible] اصطلاح [illegible] اصطلاح النحاة او شارع علیه السلام [illegible]

[illegible] معنی [illegible] ہوا [illegible] معنی معروف ہو گئے [illegible] اسی معنی [illegible]

[illegible] کہ [illegible] عبادت نہیں ہے [illegible] ہے کہ لغت میں صوم کا معنی امساک ہے

[illegible] ثابت ہوا [illegible] امساک مخصوص جو شرع [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] عبادت نہیں ہے [illegible] کہ [illegible]

[illegible] اصطلاح شرع [illegible] ہوا کہ اس [illegible] صاحب کی [illegible]

[illegible] ہوگا۔

[illegible] معنی [illegible] کے [illegible] عام ہوگا کہ [illegible] کہہ سکتے ہیں

[illegible] گستاخی ہے۔

[illegible] صاحب اکرم [illegible] اللہ [illegible] کہتے تھے جس سے

[illegible] ہے [illegible] گستاخی ہے اکرم [illegible]

[illegible] شرع [illegible] معنی [illegible] عرف [illegible]

[illegible] معنی [illegible] فرمایا [illegible]

[illegible] عادات الناس [illegible] الله [illegible] ابی یوسف [illegible]

[illegible] علیه [illegible] ہو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قال لها [illegible]
[illegible] قال لها [illegible] سلام عليك فقالت [illegible]
[illegible]
[illegible] السائل سلام عليك [illegible]

بدّ دماور او الظهر وبلاد لا یعرفون هذا اللفظ شتما ولا کانوا یسرون لا یحنث یعنی کسی مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو مجھ کو گالی دے گی یا برائی کے ساتھ یاد کرے گی تو تجھ پر طلاق ہے اس کے بعد عورت سے مرد نے کہا کہ تیری ماں سلام علیک تھی پس عورت نے کہا کہ تیری ماں سلام علیک تھی تو اگر یہ واقعہ رے یا کسی ایسے مقام میں گزرا جہاں سلام علیک لوگ سائل کو کہتے ہیں تو وہاں طلاق واقع ہوگی اور جہاں لوگوں کا یہ عرف عام نہیں ہے اور اس کو گالی یا برائی سے ذکر کرنا نہیں سمجھتے وہاں طلاق واقع نہ ہوگی ۔ دیکھیے توہین کا فیصلہ عرف عام پر ہوتا ہے ۔

اسی عالمگیری کے اسی صفحہ میں ہے رجل قال لامرأتہ ان قذفتک فانت طالق ثم قال لھا یا ابنۃ الزانیۃ تطلق لان ھذا فی العرف یعد قذفا لھا وان کان فی الحقیقۃ قذفا لامھا کذا فی فتاوی قاضیخان یعنی کسی مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تجھکو تہمت لگاؤں تو تجھکو طلاق ہے پھر کہا کہ اے زانیہ کی لڑکی اس کو طلاق ہو جائے گی اس لیے کہ عرف میں یہ تہمت ہے اگرچہ حقیقت میں ماں کو تہمت ہوتی ہے ایسا ہی فتاوے قاضیخاں میں ہے ۔ دیکھیے توہین کا فیصلہ عرف عام کیا جاتا ہے اور حقیقت کا اعتبار نہیں ہوتا ۔

کیا ان روشن ثبوتوں کے بعد بھی فاضل مناظر عرف عام پر جو دلیل شرعی ہے مضحکہ اڑائیں گے اور کیا کوئی مثال دیں گے کہ مرد نے کہا کہ اگر تو میری برائی کرے تو تجھ پر طلاق اور پھر عورت کہے کہ تو گدھا حرامی ہے تو علمائے اسلام نے فرمایا ہو کہ مولویوں سے پوچھو کہ یہ گالی ہے یا نہیں جیسا کہیں ویسا کرو ۔

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ مخالف مناظر سے کوئی لکھوا لے اگر سکے کہ آپ گدھے نہیں ہیں الخ ۔ وہ گدھا ہونے کی نفی کرتا ہے مگر اپنی توہین سمجھیں گے جب اس کو کہ مولویوں سے فتوی لیں (شمسہ)

۲ آپ نے مولویوں کی خوب قدر کی کہ گالی گلوچ کا فیصلہ ان کے ہاتھ میں دیا حالانکہ آج تک یہ پیشہ رو صدیوں کے پاس رہا ۔

اگر کہیں مخاطب ساظر توہین و تعظیم کو مولویوں کے فیصلہ پر ڈالدیں تو آئے دن لڑائی جھگڑے
میں ایک مولوی صاحب کی حاجت پڑے جو بتایا کریں کہ یہ گالی ہے اور اس کا جواب یوں
وہ گالی ہے ورنہ تعظیم ہے۔ ایسی مضحکہ خیز بات پر زور دینا عناد کے سوا کیا ہے کہ میں جو
کہوں اُس کو نہ مانیے گا۔ خواہ مخواہ اسی بات کا آپ کو اقرار کرنا پڑے۔

جن کتب سے عرف عام کا حجت ہونا بیان کیا ہے وہ حنفی کی معتبر کتابیں ہیں۔ اب
آپ اُن دلیلوں کی حقیقت ملاحظہ فرمائیے جو مخاطب ساظر نے عرف عام کی حجت رہنے
پر پیش کی ہیں۔ پہلی دلیل امام غزالی شافعی المذہب کی عبارت ہے جس کا حاصل یہ ہے
کہ حقیقت کفر و ایمان اور ان کے ذاتیات اور اسرار اور وہ جو ملکوتی اسرار وہ لوگ
کیا جانیں جو مسئلہ نجاست وغیرہ کو جانتے ہیں ان اسرار کی حقیقت قلوب صافیہ پر
منکشف ہوتی ہیں نہ کہ دنیا داروں پر جنہوں نے اپنی خواہشوں کو خدا بنا رکھا ہے اور درہم
وغیرہ اُن کی شریعت ہے رعونت سے بھرے ہیں پیٹ اور تاویلیں گڑھتے ہیں تا کہ اپنی
عزت میں خلل نہ پڑے۔ بادشاہوں کو معبود بناتے ہیں رئیسوں کے خدمتی بنے رہتے
ہیں۔ اپنے دلوں کو ذکر الٰہی سے دور رکھا ہے وغیرہ وغیرہ

میں پوچھتا ہوں کہ عرف عام کا حجت ہونا اور یہ دلیل ویسی ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ
بھائی اگر کوئی تیری کنی بسولی چھین لے تو تو دودھ کس سے دوہیگا۔

بھلا اسرار ملکوتی اور معرفت و حقیقت کی کونسی بحث ہے جو یہ عبارت پیش کی ہے اور
غور کیجیے تو یہ دنیا دار مولویوں کی شکایت ہے جو نجاست وغیرہ کے مسائل تو جانتے ہیں
مگر شکی ہے اُن کے قلوب عظمت دربار الوہیت و سرکار رسالت سے بالکل خالی ہیں
اور رئیسوں کی خاطر سے ان پر حملے کرتے ہیں اور اپنی مولویت کا بھرم رکھنے کو تاویلیں
گڑھتے ہیں اور نہیں ڈرتے کہ دربار حضرت الوہیت و سرکار ابد قرار حضور محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ادنیٰ گستاخی سے ایمان کا ظرف
جلتا ہے۔ فقط شاہدت ما قال الامام۔

دوسری دلیل امام شعرانی شافعی المذہب کی عبارت ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ

مسلمانوں کو کافر نہ کہنا چاہیے یہ نہایت سخت جرأت ہے یہ بالکل حق ہے مگر کیا عرف عام کا حجت نہ ہونا اس سے نکلا یا یہ ثابت ہو گیا کہ حضور کی توہین اسلام ہے فاضل مناظر کچھ تو پڑھے لکھوں کی باتیں کہا کریں۔

تیسری دلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ امام احمد سرخسی نے "تکفیر اہل قبلہ بسبب گناہ کے رُد کا ہے اس کو عرف عام کے حجت نہ ہونے میں پیش کرنا مولویصاحب کی سماوت کا مقتضی ہے کہ کچھ کہدو کہنے کو ہو گا کہ مولویصاحب کہتے تھے اگرچہ اصلاً عاے دلیل کو تعلق نہ ہو (ضمیمہ)

اس کے متعلق پہلے بہت کچھ عرض کر چکا ہوں اور شرح مواقف صفحہ ۶۲۲ مطبوعہ نولکشور کی عبارت حاضر ہے ولا یکفر احد من اهل القبلة الا بما فيه نفي الصانع القادر العالم او شرك او انكار النبوة او انكار ما علم مجيئه عليه الصلوٰة والسلام ضرورة او انكار المجمع عليه كاستحلال المحرمات یعنی اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنی چاہیے اُس وقت جب تک کہ ضروریات دین کا منکر نہیں ورنہ قبلہ کی طرف موںھ کرنا کام نہ آئیگا اور توہین دربار رسالت کا کفر ہونا فاضل مخاطب نے بھی اتفاق سے اس کو مان لیا ہے قرآن کریم میں فرمایا ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من آمن بالله وملٓئكة الآیہ۔ اب اس امر پر کافی روشنی پڑ گئی کہ توہین و تعظیم کا مدار عرف عام پر ہے اور مخاطب مناظر نے اس کے خلاف کچھ نہیں ثابت کیا۔

مجھ سے فاضل مناظر نے اس کے بعد دو سوال کیے ہیں ایک یہ اجماع عقائد میں معتبر ہے یا نہیں اور اجماع سے انکار کرنے والوں کو کیا کہتے ہو۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر شرح مواقف کی عبارت پیش کر کے اُس کا ترجمہ کر دوں۔ ابھی مواقف سے آپ سُن چکے کہ مجمع علیہ کا انکار کفر ہے۔ اُسی کے ماتحت اُسی صفحہ میں اُسی کی شرح میں فرماتے ہیں فان كان ذلك المجمع عليه مما علم ضرورة من الدين فذاك ظاهر داخل فيما تقدم ذكره والا فان كان اجماعا ظنيا فلا كفر بمخالفته وان كان قطعيا ففيه خلاف یعنی امر مجمع علیہ ضروریات دین سے ہے تو اُس کے انکار کا

کفر ہونا ظاہر ہے ورنہ اگر اجماع ظنی ہے تو اُسکی مخالفت کفر نہیں ہے اور قطعی ہے
تو اس میں اختلاف ہے۔ فاضل مناظر نے ایک مرتبہ پھر شرح مواقف کی عبارت پر
پلٹا کھایا اور بتایا کہ سونے والوں سے ادھو پھوا اور مرتاض سے جوگی سنیاسی اور مریض
سے سلمان یہود۔ نصاریٰ وغیرہ مراد ہیں۔ ہمکو اس میں کوئی بحث نہیں ہے اسلیے
کہ فلاسفہ بیدین کا وہ قول ہے اور بیدینوں سے کوئی امر غیر مشتبہ نہیں ہے۔
مخاطب مناظر اب عبارت حفظ الایمان کی کاسہ لیسی پھر کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔
حفظ الایمان میں مولوی اشرفعلی صاحب نے زید یعنی مخاطب سے یہ دریافت کیا ہو
کہ اگر بقول زید ایسا علم غیب **مختصات** نبی میں سے ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ
اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں
حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وغیرہ سب ہی کو ہے۔
اس عبارت میں لفظ مختصات اپنے جی سے بڑھایا ہے جس کا حفظ الایمان میں کہیں
پتا نہیں۔ آگے کہتے ہیں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس مقولہ کو مولوی اشرفعلی صاحب کی
طرف منسوب کرنا کسقدر انصاف سے بعید ہے۔
مسلمانو! خدارا انصاف خود آپ ہی کہتے ہیں کہ مولوی اشرفعلی صاحب نے کہا اور خود
اس کو بعید از انصاف کہتے ہیں۔ آگے کہتے ہیں مولویصاحب تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اے
مخاطب تو نے اپنے خیال میں جو علم غیب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تجویز
کیا ہے یہ تیرا مفروضہ علم تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کی منقصت کرتا ہے
وہ کون مفروضہ علم ہے وہی علم بعض غیب بواسطہ جو عقیدہ حقہ ہے جس کو بقول مولویصاحب
تھانوی صاحب بھی مانتے ہیں۔ اُس کو تھانوی صاحب کیا کہتے ہیں اس کو مولویصاحب
کی زبان سے سنیے۔ ایسا علم تو ہر لڑکے اور ہر مجنون وغیرہ کو حاصل ہے۔
دیکھیے صاف صاف چوپایوں کے علم غیب کا دعویٰ ہو رہا ہے اور صاف وصریح علم نبی
کریم علیہ التحیۃ کو علوم مجانین وبہائم سے تشبیہ دی جا رہی ہے ایسی صریح گستاخی کو
جو ٹھنڈے دل سے سنے اُس کے ایمان کو کیا کہیے۔ آپ اس تشبیہ کا کیا جواب ہے

الو، بھینس اور سور کے علم غیب کا کیا ثبوت شرعی ہے جس کے سبب جمیع بہائم وحیوانات کے لیے علم غیب کا دعوی کیا گیا ہے۔

مجھے یہ دکھانا ہے کہ مولوی صاحب مناظر جانتے ہیں کہ یہ گندی تشبیہ تھانوی صاحب برتے رہے ہیں مگر آہ کہ عظمت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ فاضل مناظر نے حسام الحرمین یعنی مجموعہ فتاوی علمائے مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہما اللہ شرفا و تعظیما کے متعلق بھی کچھ فرمایا ہے اس مبحث کو غور سے سنیئے کہ بحمد اللہ تعالیٰ اسی بحث میں مناظرہ کا خاتمہ ہو گیا ہے اور نصرت اہل سنت وجماعت کا پھریرا اڑ رہا ہے۔

مخاطب مناظر کہتے ہیں کہ علمائے حرمین نے جو کچھ جواب دیا وہ سوال کا جواب ہے جیسا ان سے سوال کیا گیا ویسا ہی جواب دیا اور چونکہ سوال میں قطع برید سے کام لیا گیا ہے لہذا یہ جواب حق ہے مگر تکفیر تھانوی صاحب اس سے نہیں نکلتی بلکہ جو سوال کی عبارت جس پر تکفیر کی گئی ہے کہیگا اس پر حکم کفر دیا جائے گا۔ الحمد للہ کہ مناظرہ دو لفظوں میں ختم ہو گیا۔ ایک یہ کہ سوال کو دیکھیں کہ آخر کونسی عبارت نقل کی گئی ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ عبارت بعینہ حفظ الایمان کی ہے یا نہیں جہاں یہ دونوں طے ہو گئیں تھانوی صاحب کی تکفیر کا فتوی حق ہو جائیگا۔

اب پہلے سوال کی عبارت دیکھیے جس کو مخاطب مناظر نے خود نقل کرایا ہے اس

فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں سے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں اس نے ایک چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے اور اسکی ملعون عبارت یہ ہے آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

اس عبارت حسام الحرمین میں دو باتیں ہیں۔ ایک وہ امر جو عبارت حفظ الایمان سے فاضل بریلوی مدظلہ نے سمجھا اور دوسری اسکی عبارت آپ کے سامنے حفظ الایمان حاضر ہے بتایئے کہ نقل عبارت حفظ الایمان کی پوری اور صحیح عبارت ہے یا نہیں؟ (عبارت حفظ الایمان سے اس عبارت کو ملایا)

الحمدللہ کہ یہ روشن ہوگیا کہ عبارت حفظ الایمان پوری پوری صحیح صحیح نقل کی ہے اور حضرت فاضل بریلوی مدظلہ نے اس عبارت کا ماحصل جو لکھا ہے وہ بالفرض کفرض المحالات العقلیہ صحیح نہیں لیکن فاضل مناظر بتائیں کہ اگر ان سے کوئی کہے کہ زید خدا کے دو ہونے کی تصریح کرتا ہے چنانچہ اسکی عبارت یہ ہی کہ سوا خدا کے کسی کو نہ پوجو تو زید پر کیا حکم ہے اسوقت کیا جواب دیجئے گا۔ کیا کہیے گا کہ زید کافر ہے۔ یا کہیے گا کہ اے بیوقوف خدا کے سوا کسی کو نہ پوجو اس سے خدا کا دو ہونا کیسے نکلا۔ تو اب انصاف فرمایئے بتایئے کہ جب حفظ الایمان کی عبارت نقل کر دی گئی تو اس کا نتیجہ سائل نے جو سمجھا ہے اگر غلط ہوتا تو علمائے کرام یوں جواب دیتے کہ تو خود عبارت کو نہیں سمجھا مگر یہ جواب نہ دیا بلکہ یہی فرمایا کہ تھانوی کافر ہے اور جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے کافر ہے۔

اب فاضل مناظر سچ سچ کہیں کہ انکے اقرار کے مطابق تھانوی صاحب پر تکفیر کا فتوے علمائے حرمین محترمین کا کتنا ٹھیک اور درست ہے اور بیشک تھانوی کافر ہے اور بیشک اسکی عبارت کا وہی مطلب ہے جو حضرت فاضل بریلوی مدظلہ نے سمجھا ورنہ فتوے تکفیر کیوں دیا جاتا۔

فاضل مناظر اب حفظ الایمان کی انوکھی عبارت کو علمائے حرمین طیبین کے سمجھنے کے خلاف معما بناتے ہیں اور باوجود دکیہ عرف عام کو نہیں مانتے مگر حاضرین جلسہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا

یہ قول مولوی اشرفعلی صاحب کا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی علم تھا جو ہر صبی و مجنون و جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں ہاں یہ تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ حضور کو علم کل تو ہے نہیں اور علم بعض سے انکار نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم ہر زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ

وپے سائم وحیوانات کو حاصل ہے۔ فاضل مناظر کہتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر بقول زید صحیح ہو نا مانا جائے یہ ہرگز صحیح نہیں۔ کیوں صاحب اور کیا کہہ رہے ہے جو یہ سمجھو نہیں یعنی حضور کے لیے علم بواسطہ ماننا اور وہ بھی بعض چیزوں کا سمجھ نہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ من ہذہ الھفوات۔

رہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم بعض بواسطہ ما نگر یہ کون کہتا ہو کہ ایسا علم پاگل چوپائے کو ہے اسے ... ضروری ہے)

الحمد للہ کہ یہ روشن ہو گیا کہ یہ گندی تشبیہ اشرف علی صاحب تھانوی اختیار کرتے ہیں اور بیشک اس میں حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے۔

فاضل مناظر نے اس کے بعد حسام الحرمین پر دوسرا اعتراض مجمع تقریر بڑھانے کے لیے کیا ہے اور بتایا ہے کہ تحذیر الناس کی مختلف جگہ کی عبارتیں ایک ساتھ نقل کی گئی ہیں ہم کہتے ہیں کہ حبک الشیٔ یعمی ویصم دیوبندیوں کی محبت نے آپ کو دیدہ و دانستہ حق نہ ماننے پر مجبور کر دیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ عبارتیں مختلف جگہوں کی ہیں مگر ہر عبارت مستقل کفر ہے۔

حضور کے زمانہ میں دوسرا نبی ہونے کو جائز بتانا علیحدہ کفر ہے اور بعد زمانہ نبوی دوسرا نبی ہونے کو جائز قرار دینا دوسرا کفر اور عقیدہ ختم نبوت زمانی کو نا قابل مدح اور خیال عوام بتانا تیسرا کفر ہے۔ نہیں کہ ان مختلف عبارتوں کو ملا کر ایک کفر تجویز کیا گیا ہے۔ برخلاف اسکے آپ اپنی المہند اٹھائیے جس کا دوسرا نام التصدیقات ہے اور دکھا دیجئے کہ تھانوی صاحب کی اصل عبارت بے کم و کاست نقل کی گئی ہے یا اپنی طرف سے کفر پر پردہ ڈالنے کے لیے دوسرے لفظوں میں عبارت کو ظاہر کیا ہے اسی سے دیانتداری اور بے دیانتی کا پتہ چل جائے گا پھر بھی علمائے حرمین طیبین کی عبارتوں کا خلاصہ لکھا جس میں کیا بددیانتی کی گئی۔ نیز محقق طور پر معلوم ہوا کہ یہ عبارتیں منگڑھت ہیں اور اگر فیصلہ کا مدار اسی پر رکھا جائے تو ہم تیار ہیں کہ بریلی چلیے ہم اصل فتاوے علمائے حرمین طیبین کی زیارت کرادیں اور اسی طرح آپ مہند کے مضامین کی تصدیق کرادیں جو کامیاب ہو وہ حق کہتا ہے

اگر میں المسند کی حقیقت لکھوں تو بڑا طول ہو مگر ایسی مختصر بات لکھ دی گئی ہے جس کے
بعد اب کسی امر کی حاجت نہ رہی۔

(۹) اب اگر اشرف علی صاحب جب ایسی تشبیہ دینے والے کو کافر کہتے ہیں تو خود کیسے اس
سوال کا جواب دیں گے۔ یہ ایک مسلم بات ہے حفظ الایمان کی عبارت ملاحظہ ہو وہ گندی
تشبیہ دیتے ہیں اور اس تشبیہ کو کفر بتا کر اپنے کفر پر مہر کر رہے ہیں اور آپ کے
اس خیال کا رد ہو گیا کہ یہ تشبیہ کفر نہیں ہے۔

(۱۰) ناقل صاحب نے آخر میں نشر الطیب سے چند عبارتیں نقل کی ہیں جن میں نعت نبی کریم علیہ
التحیۃ والتسلیم ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ اگر یہ مطلب ہے کہ ایسا
نعت لکھنے والا گستاخ کیسے ہو سکتا ہے تو حفظ الایمان کی عبارت موجود ہے اور اگر یہ مراد ہے
کہ انہی کے بعد اسلام پر بڑا احسان ہو گیا لہذا رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے
علم کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دیں اور اللهم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی
کہہ کر قابل تسلیم بنائیں۔ دیکھیے الامداد۔ اور یہ خدا سے زیادہ تھانوی صاحب سے
ڈرتے تو اس میں کوئی خرابی نہ ہوتا کہیں۔ دیکھیے الامداد۔ یہ سب ان کے لیے [illegible]
میں تو آپ کو یہ دکھانا کہ نشر الطیب کو اب تھانوی صاحب بھی [illegible] سمجھتے ہیں
استدلال کی کونسا شدول ہے جس کے رد کی جانب ایسی توجہ کی جائے۔

میں تو اب یہ چاہتا ہوں کہ حسب وعدہ آپ کے سامنے حضرت سرکار اعظم محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نقشہ کھینچوں تاکہ نفس بحث سمجھنے میں آپ کو آسانی ہو۔
شفاء شریف صفحہ ۲۱۳ پر ہے قد تقدم من الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ ما یجب
من الحقوق للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یتعین له من بر و تعظیم و توقیر
و اکرام و بحسب هذا حرم الله تعالی اذاه فی کتابه واجمعت الامة علی
قتل منتقصه علیه الصلوة والسلام من المسلمین و سابه و قال الله
تعالی ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والآخرة واعد
لهم عذابا مهینا و قال والذین یؤذون رسول الله لهم عذاب الیم

وقال تعالی وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ الآیہ وقال تعالی فی تحریم التعریض لہ یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا الآیہ یعنی پہلے قرآن کریم اور حدیث شریف اور اجماع امت سے بیان کیا جا چکا ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ہم پر کیا حقوق ہیں اور حضور کی کتنی تعظیم و توقیر ہم کو کرنی چاہیے۔ یہی عظمت بڑھانے کے لیے اللہ تعالی نے حضور کو تکلیف دینے کی حرمت بیان فرمائی اور تمام امت کا اجماع کہ جو حضور کی شان کو کم کرکے دکھائے اور جو گستاخی کرے وہ قتل کیا جائے اللہ تعالی فرماتا ہے بیشک جو لوگ تکلیف دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ کی پھٹکار ہے ان پر دنیا و آخرت میں اور مہیا کیا ہے اللہ نے انکے لیے ذلیل عذاب اور فرمایا کہ جو لوگ ایذا دیتے ہیں رسول اللہ کو انکے لیے دکھ دینے والا عذاب ہے اور فرمایا نہیں جائز تم کو کہ اذیت دو رسول اللہ کو اور نہ یہ کہ حضور کے بعد ازواج مطہرات سے نکاح کرو اور حضور پر کلمۂ تعریض کو حرام فرمانے کے لیے فرمایا کہ اے ایمان والو راعنا مت کہو۔

صفحہ ۳۲ میں فرمایا الباب الاول فی بیان ما ہو فی حقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سب او نقص من تعریض او نص یعنی پہلا باب اس بیان میں ہے کہ کن باتوں سے حضور کی گستاخی یا شان کی کمی ہوتی ہے خواہ بطور تعریض ہو یا صراحۃً ہو۔ پھر فرمایا ان جمیع من سب النبی صلے اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او دینہ او نسبہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہہ بشیء علی طریق السب لہ او الازراء علیہ او التصغیر لشانہ او الغض منہ او العیب لہ فہو ساب لہ والحکم فیہ حکم الساب یقتل کما نبینہ انشاء اللہ تعالی ولا نستثنی فصلا من فصول ہذا الباب علی ہذا القصد ولا نمتری فیہ تصریحا کان او تلویحا وکذلک من لعنہ او دعا علیہ او تمنی مضرۃ لہ او نسب الیہ ما لا یلیق بمنصبہ علی طریق الذم او عبث فی جہتہ العزیزۃ بسخف من الکلام وہجر ومنکر من القول وزور او عیرہ

شئی مهاجری من المهنة والبلاء علیه او غمصه ببعض العوارض البشریة الجائزة والمعهودة لدیه وهذا کله اجماع من العلماء وائمة الفتوی من لدن الصحابة رضوان الله علیهم الی هلم جرا یعنی ہر وہ شخص جس نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی گستاخی کی یا عیب لگایا یا ذات پاک یا دین و نسب شریف یا کسی خصلت میں نقصان کی نسبت کی یا تعریض کیا یا حضور کو کسی چیز سے گستاخانہ تشبیہ دی یا شان اقدس کو چھوٹا کرنے یا تعریض یا عیب کسی لیے نبی تشبیہ دی تو وہ ساب ہے سب کرنیوالا ہے گستاخ ہے اُس کا حکم گستاخ کا حکم ہے وہ قتل کیا جائے جس کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم بیان کریں گے۔ ہم کسی صورت کا اس میں استثنا نہیں کرتے اور نہ ایسے کے کفر میں شک کرتے ہیں خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً ہو اور اسی طرح جس نے سرکار میں لعن طعن کیا یا بددعا کی یا نقصان کی تمنا کی یا ایسی چیز حضور کی طرف منسوب کی جو آپ کے منصب عظیم کے لائق نہیں برائی کے طور پر یا فضول گوئی کی کلام سخیف یا ناگوار بات سے یا عیب لگایا حضور کی محنت و بلا کا ذکر کرکے یا بعض عوارض بشریہ جائزہ سے طعن کیا یہ سب گستاخ ہیں اور اس سب پر اجماع ہے صحابہ کرام کے زمانہ سے لیکر آج تک۔

پھر اسی صفحہ میں فرمایا اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی صلی الله علیه وسلم یقتل وممن قال ذالك مالك بن انس واللیث واحمد واسحق وهو مذهب الشافعی قال القاضی ابو الفضل رضی الله عنه وهو مقتضی قول ابی بکر الصدیق رضی الله عنه ولا تقبل توبة عند هولاء وبمثله قال ابوحنیفة واصحابه والثوری واهل الکوفة والاوزاعی یعنی گستاخ دربار رسالت کا قتل کیا جانا امام مالک ولیث وامام احمد و اسحق وامام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا مذہب ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کا بھی یہی مقتضیٰ ہے اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب اور امام ثوری اور علمائے کوفہ اور اوزاعی کا بھی یہی ارشاد ہے غرض ائمہ اربعہ وغیرہم کا

اقدس تب ہے کہ گستاخ دربار رسالت قتل کیا جائے۔ پھر صفحہ ۲۳۳ میں فرمایا اجمع العلماء
ان شاتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المتنقص لہ کافر والوعید جار علیہ
بعذاب اللہ لہ وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شک فی کفرہ وعذابہ
فقد کفر یعنی علما کا اجماع ہے کہ دربار نبوت کا گستاخ کم کرنے والا شان اقدس کا
کافر ہے اور عذاب الٰہی کی وعید اس پر جاری ہے اس کا حکم امت کے نزدیک قتل
ہے اور جو شخص اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ اسی صفحہ
میں فرمایا من سبہ اوشتمہ اوعابہ اوتنقصہ فانہ یقتل وحکمہ عند الامۃ
القتل کالزندیق وقد فرض اللہ توقیرہ وبرہ جس نے دربار نبی کریم علیہ التحیۃ
والتسلیم میں گستاخی کی یا برا بھلا کہا یا عیب لگایا یا شان اقدس کم کیا وہ قتل کیا جائے
اور اس کا حکم امت کے نزدیک قتل ہے مثل زندیق کے۔

اسی صفحہ میں فرمایا من قال ان رداء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروی زر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسخ اراد بہ عیبہ قتل یعنی جس نے حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چادر شریف یا گریبان کو بطور برائی کے میلی کہا تو قتل
کیا جائے۔

اسی صفحہ میں فرمایا وافتی ابو الحسن القابسی فیمن قال فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الجمال یتیم ابی طالب بالقتل یعنی امام ابو الحسن قابسی نے اس شخص کے قتل کا فتویٰ
دیا جس نے حضور کو اونٹ کے سوار ابو طالب کے یتیم کہا۔

صفحہ ۲۳۴ میں فرمایا وافتی فقہاء الاندلس بقتل ابن حاتم المتفقہ الطلیطلی
وصلبہ بما شہد علیہ بہ من استخفافہ بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتسمیتہ
ایاہ اثناء مناظرتہ بالیتیم وختن حیدر یعنی فقہائے اندلس نے ابن حاتم
کے قتل اور سولی کا اس لیے فتویٰ دیا کہ اس نے اثنائے مناظرہ میں حضور کو یتیم
اور حیدر کے خسر کہا تھا۔

اسی صفحہ میں فرمایا وافتی فقہاء القیروان واصحاب سحنون بقتل ابراہیم

الفزاری وکان شاعرا متفننا فی کثیر من العلوم وکان ممن یحضر مجلس
القاضی ابی العباس بن طالب للمناظرۃ فرفعت علیہ امور منکرۃ من ھذا
الباب فی الاستہزاء باللہ وانبیائہ ونبینا علیہ الصلوۃ والسلام فاحضر لہ
القاضی یحیی بن عمر وغیرہ من الفقہاء وامر بقتلہ وصلبہ فطعن بالسکین
وصلب منکسا ثم انزل واحرق بالنار [illegible] اصحاب [illegible] رحمہ
نے ایک بڑے پڑھے لکھے عالم ابراہیم فزاری کے قتل کا فتوی دیا جو قاضی ابو العباس
بن طالب کے یہاں مناظرہ کے لیے آیا کرتا تھا، اُس نے [illegible]
وانبیاے کرام و سید الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وسلم کے ساتھ استہزا کیا تھا۔
قاضی ابو العباس نے یحیی بن عمر وغیرہ فقہا کو طلب فرمایا اور اُس فزاری کے قتل اور
سولی کا فتوی دیا تو وہ چھری سے گرا دیا گیا اور الٹا لٹکا دیا گیا پھر اتار کر جلا دیا گیا
صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۳ میں فرمایا من قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھزم یستتاب
فان تاب والا قتل لانہ تنقص اذ لا یجوز ذلک علیہ فی خاصتہ یعنی
جس نے کہا کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو فلاں جنگ میں شکست ہوئی تھی اس سے
کہا جائے گا کہ توبہ کر اگر توبہ نہ کی تو قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ بھی حضور کی شان میں کمی
کرنا ہے کیونکہ حضور کی ذات کی طرف بالخصوص ایسی نسبت جائز نہیں ہے۔ [illegible]
صفحہ ۲۳۳ میں فرمایا الکتاب والسنۃ موجبان ان من قصد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم باذی او نقص معرضا او مصرحا وان قل فقتلہ واجب فھذا الباب کلہ
مما عدہ العلماء سبا او نقصا یجب قتل قائلہ لم یختلف فی ذلک متقدمھم
ولا متاخرھم۔ یعنی قرآن کریم واحادیث نبی رؤف رحیم نے بتا دیا کہ جس نے
قصداً نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اذیت پہنچائی یا شان اقدس میں کمی کی خواہ کنایۃً خواہ صراحۃً
اگرچہ بہت ہی تھوڑی کمی کی تو اُس کا قتل واجب ہے اور اس باب میں جتنی صورتیں بیان
کی گئی ہیں علما نے سب کو سب یا نقص میں شمار کیا ہے اُس کے قائل کا قتل واجب ہے
جس میں اگلوں پچھلوں میں سے کسی کا اختلاف نہیں۔

اسی صفحہ میں فرمایا وکذلک اقول حکم من غمصه او عیّره برعایة الغنم او السهو
والنسیان او السحر او ما اصابه من جرح او هزیمة لبعض جیوشه او اذی
من عدوه او شدة من زمنه او بالمیل الی نسائه فحکم هذا کله لمن قصد
به نقصه القتل۔ یعنی اسی طرح وہ جو سرکار میں گستاخی کرے یا ان کو
بکریاں چرانے یا بھول چوک کی نسبت کرے یا سرکار کو جو زخم پہنچے کہ آپ کے فلاں لشکر
نے ہزیمت کی یا دشمن سے آپ کو اذیت پہنچی یا ملال تکلیف آپ کو اپنی
بیبیوں کی طرف بست متوجہ تھے تو اس کا بھی حکم وہی جیسا ہے جس سے قصد گستاخی
کمال ہی قتل کیا جائے۔

صفحہ ۲۰۳ میں فرمایا تقدم الکلام فی قتل القاصد لسبه علیه الصلوة والسلام
والازدراء به وغمصه بای وجه کان من ممکن او محال فهذا وجه بین
لا اشکال فیه الوجه الثانی لاحق به فی البیان والجلاء وهو ان یکون
القائل لما قال فی جهته صلی الله علیه وسلم غیر قاصد للسب والازراء
ولا معتقد له ولکنه تکلم فی جهته صلی الله علیه وسلم بکلمة الکفر من لعنه
او سبه او تکذیبه او اضافة ما لا یجوز علیه او نفی ما یجب له مما هو فی حقه
علیه الصلوة والسلام نقیصة مثل ان ینسب الیه اتیان کبیرة او
مداهنة فی تبلیغ الرسالة او فی حکم بین الناس او یغض من مرتبته او
شرف نسبه او وفور علمه او زهده او یکذب بما اشتهر من امور اخبر بها
علیه الصلوة والسلام وتواتر الخبر بها عن قصد لرد خبره او یاتی بسفه من
القول وقبیح من الکلام ونوع من السب فی جهته وان ظهر بدلیل حاله انه
لم یتعمد ذمه ولم یقصد سبه اما لجهالة حملته علی ما قاله او لضجر او سکر
اضطره الیه او قلة مراقبة وضبط للسانه وعجرفة وتهور فی کلامه فحکم
هذا الوجه حکم الوجه الاول القتل دون تلعثم اذ لا یعذر احد فی
الکفر بالجهالة ولا بدعوی زلل اللسان ولا بشیء مما ذکرناه اذا کان عقله

دوسرا مسئلہ یعنی جو قصداً گستاخی دربار رسالت کرے یا کسی عیب یا نقص کی صورت سے شان گھٹائے اس کو پہلے بیان کر دیا ہے۔ اب دوسری صورت یہ ہے جو مثل پہلی صورت کے روشن ہے کہ حضور کے بارے میں کہنے والا گستاخی کا ارادہ نہ کرے نہ اس کا معتقد ہو مگر حضور کے بارے میں کفر کا کلمہ بولا یا گستاخی یا تکذیب یا ایسا امر کی نسبت یا جو شان عالی کے لیے ضروری ہو اس کی نفی یا کسی بات کو جس میں شان اعلیٰ گھٹتی ہو منسوب کرے جناب رسالت کی نسبت کرے یا مرتبہ عالیہ سے گھٹائے یا نسب پاک پر طعن کرے یا حضور کے علوم کثیرہ کو گھٹائے یا اس پر طعن کرے یا فرمان متواتر کو جھٹلائے یا سرکار میں کوئی بیہودگی کی بات کہہ دے کوئی بری بات کہے جو اس دربار کی گستاخی ہے اگرچہ برائی کا قصد نہ کرے اور اس کے حال سے ظاہر ہو کہ اس کا معتقد نہیں ہے بلکہ نادانی سے کہہ دیا ہے یا جھگڑا میں کہہ دیا ہو یا نشے میں تھا یا غور نہیں کیا یا زبان نہ روک سکا یا بیباکی سے زبان سے نکل گیا تو اس صورت کا حکم بھی یہی پہلی صورت کا حکم ہے کہ قتل کیا جائے بلا توقف اس لیے کہ کفر میں جہالت یا زبان پھسلنے یا کسی کسی مذکورہ عذروں میں کوئی عذر نہیں سنا جائے گا اگر کہنے والا پاگل نہیں ہو گیا ہے۔

اسی صفحہ میں ہے وافتی ابو الحسن القابسی فیمن شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سکرہ یقتل لانہ یظن بہ انہ یعتقد ہذا او یفعلہ فی صحوہ۔ ترجمہ نشے میں گستاخی دربار رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جو کرے اس کے قتل پر حضرت ابو الحسن قابسی نے فتوی دیا کہ گمان ہے کہ اس کا کہنے والا معتقد اس کا ہے اور ہوش میں بھی ایسا ہی کرتا ہے۔

مسلمانو! یہ چند عبارتیں ہیں جو شفا شریف سے نقل کی گئی ہیں اور بکثرت کتب مطول بھری ہوئی ہیں ان ارشادات ائمہ نے چند فوائد عطا فرمائے۔

پہلا فائدہ۔ دربار دربار ابد قرار حضور احمد مختار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان نازک ہے اور ادنیٰ ادنیٰ بے ادبی کی کتنی بڑی پکڑ ہے کہ توبہ تک قبول نہیں

اور [illegible] ہے [illegible] پار ہو گا

[illegible] اعتقاد [illegible] وہابیت [illegible]

ست [illegible] ذکر کا اظہار نہیں [illegible] کہ گنگا [illegible]

[illegible] بھی [illegible] رسول نہیں ہے

تیسرا فائدہ [illegible] کا بیان ہو گیا جو صحبت کے معنی ماں بہن [illegible]

سمجھے ہے [illegible] دیکھیں کہ جناب شریف کو [illegible]

[illegible] چیزوں سے تشبیہ دینا مقصود ہے کثرت علم ہی کی دکھانا یہ سب [illegible] جس کو

ائمہ کرام لفظ سب فرما رہے ہیں

اللہ اللہ یہاں ان کو کیا کہوں جو لفظ سب کی آڑ میں [illegible] چیزوں سے تشبیہ [illegible]

سمجھے ہے۔ اور اسلامی غیرت تو کہاں ہے۔ اور [illegible] عصبیت تو کہاں ہی۔ [illegible]

آقا کی پر عظمت عصمت دیکھو کہ آج تم پر کیسے حملے ہو رہے ہیں۔ خدا کی قسم ہماری ماں

بہنوں کو گالی دو اجازت ہے مگر ہمارے آقا کے خاک پا کو سگ [illegible] کرانا بھی ہم

جس کو تم و قسمتی سے سب نہیں سمجھتے۔

فان ابی و والدتی و عرضی لعرض محمد منکم وقاء

ہماری اور ہمارے باپ دادا کی عزت سپر ہے تمہارے مقابل عزت و جلالت سرکار محمد

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔

[illegible] سرکار جس کی چادر شریف کو [illegible] کی طرف شکست کی نسبت

[illegible] جسکو [illegible] جس کو علی کے [illegible] کر و جسکی شان

[illegible] کی طرف کبری کے چرانے کی نسبت نہ کرو جسکی کی شان سے [illegible]

[illegible] اونٹ [illegible] جہاں [illegible] کی بیان ہو جسکی سرکار [illegible]

[illegible] جسکی طرف گمان ہو کر [illegible] ہی [illegible] کتا ہو گا آہ کہ [illegible]

[illegible] علم کل تو نہیں ہے اور علم [illegible]

[illegible] بلکہ ہر صبی و مجنون و [illegible]

بہائم وحیوانات کو حاصل ہے۔ اے مسلمانوں تمھے ایمان تو شہادت دے کہ حضور کا علم
کم پایا جاتا ہے یا نہیں اور حضور کے علم کو پاگلوں چوپایوں کے علم سے تشبیہ دیجاتی
ہے یا نہیں ؟

کیا پاگل چوپائے بُری چیزیں نہیں ہیں کیا یہ صریح توہین دربار رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی نہیں ہے۔ کیا لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ اللھم صل علی
سیدنا ونبینا ومولانا اشرفعلی کو قابل تسلی بتانا اور زبان کی مجبوریوں کا بیان کرنا
کام آئیگا ؟

ای خوف خدا آ۔ ای شرم وحیا آ۔

کیا ان گستاخیوں کی حضور کو خبر نہ ہوگی؟ کیا اس سے طبع نازک کو صدمہ و اذیت نہ پہنچی
ہے ای گستاخ کیا قیامت نہ آئے گی؟ کیا خدا کا سامنا نہ ہوگا؟ کیا حضور محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منہ نہ دکھانا ہوگا؟ یاد رکھو کہ دکھ دینے والے عذاب کی تم کو
بشارت ہے۔

ای آسمان کے چلنے والے تارو اور ای زمین کے پامال ذرو گواہ رہو کہ ہمکو تھانوی
صاحب سے دنیا کا کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ ہماری جائداد و مال پر انھوں نے کوئی
حملہ نہیں کیا مگر آہ کہ انھوں نے ہمارے آقا کی گستاخی کی اور خدا کی قسم اس کا وہ
صدمہ ہے کہ ہمارے ایمانی قلب کو تسکین نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے سوا کوئی امر
اُنکی مخالفت کا سبب نہیں ہے بغض خبیث قلب میں اگر یہ شک ہو کہ ہم تھانوی صاحب
کی مخالفت سے اپنی شہرت چاہتے ہیں تو ای خدا اس کے جھوٹ ہونے پر تجھکو گواہ
کرتا ہوں اور انتقام تیرے سپرد کرتا ہوں کہ تو ہی آخری آسرا اور سب کا منتہی ہے
لہذا بجائے اس کے کہ تصریحات اُن کے فوائد کثیرہ بیان کروں مناسب ہے
کہ جس طرح مخاطب مناظرے کے لفظ لفظ کا رد کیا ہے اسی طرح حالات بھاگلپور کا بھی
کچھ نقشہ کھینچوں جس کو غلط صورت میں فریادی بنکر فاضل مناظر نے بیان کیا ہے۔
بھاگلپور اور اس کے اطراف میں خدام سلسلہ عالیہ اشرفیہ بہت ہیں جنکو اعلحضرت قبلہ

علاوہ محبت کے ہے اور کم کسی میں کچھ نہیں رہ سے سیرا واں جانا ہوتا ہے
بھاگلپوری بکثرت مرید ہیں اور اہل شہر بھاگلپور وغیرہ کا بھی یہی حال ہے
میلاد شریف بہت بیان فرماتے ہیں اور فرماتے رہتے ہیں کہ یہی
کہات ہے چنانچہ جب تشریف لیجاتے ہیں بکثرت میلاد شریف کی مجالس
ہوتی ہیں۔ جب پہلے سنا تھا کہ مولوی نصرت حسین صاحب فاتح میلاد شریف
مجلس کے مخالف ہیں اس سے سخت صدمہ ہوتا تھا کہ یہ شخص خاندان اشرفی کا
کہلایا جاتا ہو وہ ایسی باتیں کہے کرتا ہے چنانچہ مولانا ناظر صاحب سے اور ان سے
ان مسائل میں بمقام بختیارپور مناظرہ بھی ہوا جس میں رئیس بختیارپور مولوی ... صاحب
صاحب سے بہت کام آئے۔

اعلیٰحضرت قبلہ اور میں نے وہ فتاوے بھی دیکھے جو مولوی نصرت حسین صاحب کے
ہیں اور جن میں میلاد شریف و قیام کو بدعت سیئہ لکھا ہے اور جو بمقام بھاگلپور
اب تک محفوظ ہے پھر سنا گیا کہ بہشتی زیور، تقویۃ الایمان کی مولوی نصرت حسین صاحب
اشاعت کر رہے ہیں اور اپنے راجپوری مریدوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کو بھی
پڑھواتے ہیں۔ ان حالات کو سنکر برابر صدمہ ہوتا تھا۔ چند سال ہوئے کہ اعلیٰحضرت
قبلہ کا اور میرا جانا بھاگلپور کو ہوا وہاں بعض معتقد اصحاب نے شکایت کی کہ مولوی
محمد علی صاحب مونگیری نے خیرات و حسنات کو اس طرح مٹایا ہے کہ اب بزرگوں کا
نام لیوا اس شہر میں کچھ دنوں کے بعد نظر نہ آئے گا لہذا اعتقاد حقہ و مسائل صحیحہ پر
روشنی ڈالی جائے۔ چنانچہ اس عنوان پر بکثرت تقریریں ہوئیں
اعتقاد حقہ کے سلسلہ میں عقائد خبیثہ وہابیہ دیوبندیہ مثلاً امکان کذب باری تعالی
یعنی اللہ تعالی کا امکان جھوٹا ہے اور امکان نظیر یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم جیسے ... ہو سکتے ہیں اور توہین وغیرہ کا بھی رد کیا گیا وہابیہ دیابنہ
کی بات ... عام مسلمانوں نے نفرت کی۔ بعض مریدان مولوی صاحب
کہاں ہوا کہ دیوبندی ... مرتضی حسن صاحب چاندپوری کو دعوت دے کے بلایا

ست آگئے ہیں لہذا یہ رد اُن پر عائد ہوتا ہے چنانچہ وہ لوگ مونگیر سے اور وہاں سے
پھر مولوی عبد اللطیف صاحب کا میرے نام لائے کہ کیا آپ مولوی غنیمت حسین
صاحب کو وہابی کہتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ میں اُن کو وہابی نہیں کہتا ہاں عقائد وہابیہ
وہابیہ کا رد کرتا ہوں اگر اس سے سنی مولوی غنیمت حسین صاحب کو وہابی کہتا ہے
تو ہم بھی سمجھ گئے کہ مولوی غنیمت حسین صاحب شاید ان عقائد کے معتقد ہیں۔ دیکھیے
مولوی غنیمت حسین صاحب کے حالات گزشتہ معلوم ہونے پر بھی سب سے چشم پوشی
کی گئی۔ اس کے بعد مولوی مونگیری مع مولوی غنیمت حسین صاحب وغیرہ بغرض مناظرہ
بھاگل پور آئے مگر باوجود وعدہ و مقام مناظرہ یعنی مسجد لطیفہ باغ میں بتاریخ معین نہ آئے
جس سے اہل سنت کی حقانیت کا پرچم اُڑنے لگا۔

اس ذلت کے مٹانے کو راجپور میں جلسہ مولوی غنیمت حسین صاحب نے کیا جس میں
اعلیٰحضرت قبلہ کو بازاری فحش گالیاں دیں اور کھلم کھلا شریعت پر مضحکہ اڑایا تھوا وغیرہ
کہا جس پر قاسم وجاہت خدام وغیرہ بھی گواہ ہیں۔ مجھ پر الزام قائم کیا گیا کہ وہ
مجمع وعظ میں نعت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ضرور بیان کرتا ہے اس پر بھی کوئی اثر
نہیں لیا گیا۔ جب میں بھاگل پور سے نکلتے گیا تو ایک اشتہار راجپور سے چھپا کہ اعلیٰحضرت
پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ میں دیکھ کر خوش ہوتا تھا اور حضرت قبلہ مدظلہ نے ساری گالیاں
مجھے اس لیے دی جاتی ہیں کہ میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کی پاسداری
کرتا ہوں اور حضور کی توہین نہیں سن سکتا ہوں۔

میری عدم موجودگی میں مولوی غنیمت حسین صاحب مناظرہ کر کر مناظرہ کرلو اہل سنت
سے سکتے تھا اور میری شخصیت پر حملے بذریعہ اشتہارات ہوتے رہے اس
مرتبہ جب میں گیا اور مناظرے کی گفتگو تحریری شروع ہوئی تو پہلے حملے کے آخیر میں
جب کہا گیا کہ تحقیق مسئلہ علم غیب پر بحث ہو تو انکار کر دیا۔ چیلنج دیا گیا کہ مناظرہ
کرلو مگر اس نے لکھا گیا کہ ہم کو جہاں بلاؤ ہم آنے کو تیار ہیں مگر وہ بلایاں دیا کہتا ہے
مسلمانوں کو اپنی حقانیت پر اطمینان ہو گیا۔ مقابل مناظرے نے جس پر عاجزی ظاہر کی

وہاں بھی تحریر میں عاجزی پر رجسٹری کر دی تھی۔ نور چشم نے لکھا کہ آپ کے تحریر
مناظرہ کرنے کو تیار ہوں اور یہ تحریر بذریعہ حکیم سید شاہ دائم الدین صاحب بھیجی گئی مگر
یہ بھی نامنظور ہوئی

مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری و عبدالشکور صاحب لکھنوی کو بلا کر جلسہ کیا اُن لوگوں نے
اعمال و عقائد خبیثہ دیوبندیہ کی خوب خوب تائید کی۔ لکھنوی صاحب نے تو یہاں تک کہا
کہ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جھوٹ بول چکا ہے والعیاذ باللہ
تعالیٰ منہ۔ اس کو بہتیرے مسلمانوں نے اپنے کان سے سنکر بیان کیا۔ اور کلمات توہین
کو سب نے برقرار رکھا اور مجھے جو گالیاں دیں وہ تو طبیعت ثانیہ کا مقتضیٰ تھیں۔

مجھے مسلمانوں نے پوچھا کہ تھانوی صاحب کافر ہیں یا نہیں میں نے جواب نہایت بے
تحریر کر دیا اور جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین
تو بیٹھ بعد معلوم ہو جانے کے ظالموں کے ساتھ اور لا تجد قوما یؤمنون باللہ و
الیوم الآخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم الآیہ
جس کا ماحصل یہ کہ وہ قوم جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے ہرگز ایسوں
سے محبت نہ کرے گی جنھوں نے اللہ و رسول سے ہٹ باندھی ہے اگرچہ اُنکے باپ
بیٹے۔ بھائی۔ بیوی۔ شوہر برادری کے ہوں ہم نے ترک محبت و تعلقات کو لکھ دیا
یہ امر شرعی تھا جس پر سوال کے بعد سکوت حرام تھا۔ خواہ مولوی غنیمت حسین صاحب
کے موافق ہو یا مخالف ہو۔

چونکہ ان مناظروں کے سلسلہ میں بہت سے مریدان مولوی صاحب کے تمہاری تائب ہوئے
اور داخل سلسلۂ عالیہ اشرفیہ ہوئے لہذا ایک وہابی کو مرید کرا کے مولوی غنیمت حسین
نے اُس کا شجرہ واپس کر دیا اور یوں دل کا بخار نکالا گیا۔ اصغر علی رامپوری کو ہمیشہ
ہو کہ اعلیٰحضرت قبلہ نے اسکو بھی از حد بہکایا بالآخر مولوی غنیمت حسین مرید ہو یا بلا طلب بیعت
اُسے اور اب لوگوں کو معلوم ہے کہ کون فریب سا تھ لائے ایک اقرار نامہ لائے ہیں
میں وہ پارٹی بنا ہیں حالانکہ مولوی غنیمت حسین صاحب خوب جانتے ہیں کہ

کارروائی ہے اور سب کے سب اہلسنت وجماعت کے تعلقات سے علیحدہ ہیں جواب دونوں پر ہمت علی صاحب نگرپوری کی تقریر وتحریر سے روشن ہو چکا ہے کیا یہ فریب ہمت علی واصغر علی صاحبان ہی پر عائد ہے یا اُس پر بھی جو مولوی مگر جان بوجھکر اس میں شریک ہے۔

اس کے بعد مناظرہ شروع ہوا تو حافظ صاحب تھانوی صاحب اور گستاخی دربار رسالت کی تائید مولوی عظمت حسین صاحب نے کی جس کی تکفیر ناقابل شک وتردد ہے ان حالات کو سنکر آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ اعلیحضرت نے علم شریعت سے ایک رتی علیحدگی کی اور مولوی عظمت حسین صاحب نے طرح طرح سے سگے کیے اور اب بھی ان کو ان حلقوں کی اجازت ہے بشرطیکہ اپنے عقائد خبیثہ سے توبہ کرکے اشرفی خاندان سے کہلائے جانے کے بعد مذہب میں فتنہ قائم نہ کریں جس کے سبب گھر گھر میں بھی تصادم کرادیا۔

اور مخاطب مناظر کا یہ کہنا محض غلط ہے کہ میں نے دیوبندیوں کی تکفیر سے نہیں روکا جس کا غلط ہونا اسی مناظرے سے بھی ظاہر ہے۔

ان حالات کے ہوتے میں اپنے خدا سے فریاد کرتا ہوں کہ اے مقلب القلوب اور اے مالکِ کل تو ہمارے خاندان پر رحم کر اور اُن کی نگاہوں میں حرمت وعزت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑھا کہ وہ تیرے پیارے کے گستاخوں کو نجس سمجھیں صدقہ اپنے محبوب کا صدقہ غوث الثقلین سلطان بغداد کا صدقہ غوث العالم کچھوچھوی آقا کا

تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار   نہ ہو تجھ سے مایوس امیدوار

باقی رہا عورتوں کا بدن، شعبدوں کی تشان بازاری باتوں سے جواب کی ہم سے امید رکھیے یہاں تک تو آپ کے لفظ لفظ کا رد تھا اور چونکہ آپ اپنی تحریر میں بیکار باتوں سے پر کرکے عجیب چال چلے ہیں جس کو بعض احباب نے تاریخی لقب البلقی مناظرہ دیا ہے اسی لیے ہم کو بھی آپ کی ترتیب کا لحاظ کرنا پڑا جس کے سبب تقریر تصنیف کی صورت اختیار کی لہذا اُس کو بھی تحریب بیان کا لقب تاریخی دیجیے

اور نہایت غور سے سنیے کہ اب آپ اگر کچھ کہیں گے تو ہم بھی جواب دیں گے [illegible]
سوا رسالہ نویسی کے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوگا یا آپ نے کچھ کہا اور ہم نے جواب
نہ دیا کہ آپ بھاگ گئے یا اپنی اس خانقاہ کو سہ دری وجیہ الدین صاحب [illegible]
تو اس سے بھی کوئی نتیجہ آپ کو حاصل نہ ہوگا۔ اور یہ بھی یاد رکھیے کہ آپ کی جانب
سے کوئی آپ کے موافق لکھ دے یا کہدے تو اس سے بھی آپ کو تسلی [illegible] کی
نظر میں بال برابر نفع نہ پہنچے گا ہاں سبکی سمجھائے اور مجھ سے پوچھیے نہ تھانوی
صاحب کی شخصیت کا اتنا لحاظ کیجیے جو وہ کے حق ہے نہ میری ایسی عداوت [illegible]
میں کہوں گا سے نہ مانیے چاہے آفتاب سے زیادہ روشن حق ہو اور عبارت [illegible]
میں اگر تاویل آپ کر سکتے ہوں کیجیے جب دیکھیے کہ کوئی تاویل نہیں ہے تو عظمت حضور
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لحاظ کیجیے اور گستاخ رسول سے [illegible]
لہذا میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ عبارت حفظ الایمان جس کو ابتدائی تحریر میں
لکھا ہے وہ کتاب سامنے موجود ہے اس کو دیکھیے۔ اس کو آپ اتفاق سے مان [illegible]
ہیں کہ توہین ہے اور یہ بالا صالت کفر اور اس کا مرتکب کافر ہے اس کو آپ مان ہی چکے ہیں کہ
علم غیب رسول کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دینا گستاخی و توہین ہے۔
یہ بھی آپ مانتے ہیں کہ اس عبارت میں تشبیہ مذکور ہے اب آپ یہ کہتے ہیں کہ تشبیہ [illegible]
نہ دی ہے۔ ہم کہتے ہیں تھانوی صاحب ہی نے دی کہ آپ جیسے یا سمجھائیے اور میں [illegible]
سے پوچھتا ہوں کہ تشبیہ مذکور کس نے دی ہے (سب سے پوچھا جائے)
الحمد للہ کہ سب جانتے ہیں کہ یہ تشبیہ تھانوی صاحب نے دی ہے بس ختم ہو گیا اور [illegible]
یہاں کہ تشبیہ مذکور تھانوی صاحب نے دی اور یہ تشبیہ توہین ہے اور توہین کا
مرتکب توہین کا کافر ہے لہذا تھانوی صاحب کافر ہیں۔
اب بھی آپ کو اپنے اقرار سے باوجود ذمہ داری کے مکرنے کا حوصلہ ہو تو اس کا بھی [illegible]
جواب دیجیے ہم آپ کے سامنے چند عبارتیں پیش کرتے ہیں بتائیے کہ ان میں [illegible]
یا نہیں اگر نہیں تو آپ بھی ایسا لکھ دیجیے چھاپ کر اشاعت کیجیے اور اگر توہین ہے تو

عبارت حفظ الایمان اور ان عبارتوں میں فرق دکھا دیجیے۔

سوال۔ زید کہتا ہے اللہ تعالیٰ معبود ہے اس کا یہ عقیدہ کیسا ہے۔

الجواب۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر معبودیت کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد معبود کل ہے یعنی جس کی ہر شخص عبادت کرتا ہو یہ تو بداہۃً باطل ہے اور اگر معبود بعض مراد ہے کہ کوئی شخص جس کو پوجتا ہو تو اس میں اللہ کی کیا تخصیص ہے ایسا معبود تو ہر بت اور پتھر اور پیڑ پیپل اور مہادیو کا سنگ بھی ہے ان میں اور اللہ میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

سوال۔ زید کہتا ہے اللہ تعالیٰ مبدء فیاض ہے

الجواب۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر مبدئیت فیض کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد کل شیٔ کی مبدئیت فیض ہے یا بعض کی ہر چیز کا مبدء فیاض ہونا باطل ہے کہ خود اللہ تعالیٰ شیٔ ہے اور اپنی ذات کا مبدء نہیں ہے اور اگر مبدئیت بلکہ بعض اشیاء کی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے ایسا مبدء ہونا تو ہر زید و عمر بلکہ ہر بڑھئی اور لوہار بلکہ ہر کمہار کو حاصل ہے کیونکہ کسی نہ کسی کام کی ابتدا ان سے پہلے ان سے ہوئی ہے سب سے پہلے جہاز فلاں نے بنایا سب سے پہلے اینٹ فلاں نے ایجاد کی تو اللہ اور بڑھئی وغیرہ میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے

سوال۔ زید کہتا ہے صاحب تخت و تاج برطانیہ شہنشاہ ہے زید کا یہ کہنا کیسا ہے

الجواب۔ صاحب تخت و تاج برطانیہ کی ذات پر شہنشاہ ہونے کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد کل زمین کی شہنشاہی ہے یا بعض کی۔ کل زمین کی شہنشاہی بداہۃً باطل ہے اور اگر بعض زمین مراد ہے تو اس میں صاحب تخت و تاج برطانیہ کی کیا خصوصیت ہے ایسا شہنشاہ ہونا تو ہر نواب و تعلقہ دار بلکہ ہر زمیندار کو بلکہ ہر مہتر سے چمار کو حاصل ہے۔ پس صاحب تاج و تخت برطانیہ اور مہتر سے چمار میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

سوال۔ زید کہتا ہے کہ لکھنؤ کے کلکٹر صاحب بااختیار ہیں یہ کہنا کیسا ہے۔

الجواب۔ کلکٹر لکھنؤ کی ذات پر با اختیار ہونے کا حکم کیا جائے اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب وہ امر ہے کہ اس سے مراد اختیار کل زمین پر ہے یا بعض زمین پر کل زمین پر بادشاہ باطل ہے اور بعض زمین پر با اختیار ہونے میں کلکٹر صاحب لکھنؤ کی کیا تخصیص ہے ایسا با اختیار ہونا ہر چمار سوتار کو حاصل ہے کیونکہ ہر شخص اپنے گھر کا مختار ہے تو کلکٹر صاحب لکھنؤ اور چمار میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

یہ چند عبارتیں ہیں اگر ان عبارات میں تشبیہ دینے والا زید ہے یا تشبیہ میں تنقیص نہیں ہے یا عبارت شرح واقف نے جائز کر دیا ہے بہرحال اگر ایسی عبارت توہین نہیں ہے تو آپ بھی ایسا لکھ دیجیے اور اگر توہین ہے تو شرم کہ کلکٹر صاحب کی توہین ہے۔ بادشاہ برطانیہ کی توہین سے حرج ہو گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے گستاخی میں حرج نہیں ہے۔ لعنۃ اللہ علی اعداء رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم

ہم سب حاضرین سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے اس سوال کا مطالبہ کریں اور دیکھیں کہ مولوی نعمت حسین صاحب کیا جواب دیتے ہیں۔ اگر ہمارے مخاطب مناظر اس سے اڑان گھائیاں کھائیں تو خود سمجھ لیں کہ گستاخی کی مگر مولویت کا بھرم رکھنے کو انھیں توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ فالی اللہ المشتکی وصلے اللہ تعالے علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

دوسرے روز مولوی عبد الشکور صاحب لکھنوی ایڈیٹر النجم نے تقریر شروع کی

مولوی عبد الشکور صاحب کی تقریر

(۱۳) ربیع الاول مقام درگاہ شریف بسم اللہ الرحمن الرحیم (دن) سے شروع ہو بجکر (ث)

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل

فلا ہادی له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له ونشهد ان سیدنا
ومولانا محمدا عبده ورسوله صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین
وسلم۔ اما بعد کل تقریباً چار گھنٹہ مجھے ایک طومار کے سننے کا موقع ملا جو جناب
مولانا احمد اشرف صاحب کی اُس تقریر کا بقیہ تھا جو جناب مکرم مولانا سید فضیلت حسین
صاحب کی تین تقریر کے جواب سے موسوم کیا گیا ہے۔

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑا کہ اس طومار میں جناب مولنا فضیلت حسین صاحب کے
ایک حرف کا بھی جواب نہیں ہے[1]۔ دونوں کی تقریریں کوئی نسبت ہی نہیں کیا بلحاظ
متانت وتہذیب اور کیا بلحاظ رزانت استدلالات وحسن ترتیب

این الثریا من الثری واین المخدوم من المسعی این الثمین من العاطل
واین الحق من الباطل۔

میں نے جہاں تک غور کیا کل کی تقریریں اور نیز اس سے پہلے جو دو دن تقریریں ہوئی
تھی اس میں صرف تین باتیں پائیں۔

اول کچھ الفاظ سب و دشنام کے ہیں اور سب و دشنام بھی سوقیانہ جن میں سے
بعض پر شریعت قادسہ غیبت کا بھی حکم لگاتی ہے۔

---

[1] [illegible] حضرت قبلہ مولانا سید احمد اشرف صاحب مدظلہ کی نسبت فرمائی گئی اس وقت مولوی فضیلت حسین صاحب کے ایک حرف کا بھی جواب نہیں [illegible] مولانا احمد اشرف صاحب مدظلہ کی تقریر [illegible] اور [illegible] مولوی فضیلت حسین صاحب کی تقریر [illegible] ایک ایک [illegible] جمع عام [illegible] جہاں حاضرین حضرت مولانا مولوی سید شاہ احمد اشرف صاحب مدظلہ کی تقریر [illegible] حضرت مولانا کی تقریریں مولوی فضیلت حسین صاحب کے ایک حرف کا بھی جواب [illegible] روایات وآیات [illegible] کوئی [illegible] مولوی [illegible] صاحب کے [illegible]

[2] [illegible] حضرت مولانا شاہ احمد اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی تقریریں [illegible] کا [illegible] اور تمام [illegible] ہو جائیں گے۔

میں ؎ نے جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی خدمت میں ایک عریضہ بذریعہ ایک طالب علم
تحریر کے گزارش کی بھی کہ کیا اچھا ہوتا کہ آپ حضرت مسند الوقت مولانا [illegible]
رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ زجر الشبان والشیبہ کا جواب ارقام فرماتے [illegible]
آپ ؎ عزیز صاحب کی خدمت میں عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں اور یہ التماس ہے کہ سب
دشنام کے عوض سب و دشنام دیں نہ مجھ سے ہو سکتا ہے نہ میں اس کو اپنے لیے پسند
کرتا ہوں ؎

ملکنا فکان العفو منا سجیۃ ۔۔۔ ولما ملکتم سال بالدم ابطح

عفونا وانتم فی سبہم کرامنا ۔۔۔ فکل اناء بالذی فیہ ینضح

یعنی جب ہمارا وقت آیا اور ہم کو قابو ملا تو ہم نے معاف کیا اور جب تم کو قابو ملا تھا تو تم
نے زمین کو خون سے لالہ زار بنا دیا تھا ہم نے معاف کیا حالانکہ تم نے ہمارے بزرگ
دین کو گالیاں دیں۔ ہر ظرف سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ لیکن اس
معاف کرنے کے بعد بھی بطور خیر خواہی اتنا آگاہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ
آپ کی کل کی تقریر میں کس کس کی شان میں گستاخی ہوئی۔ اس فہرست میں ایک

؎ آپ یہاں سے مولوی عبدالشکور صاحب نے راہ فرار اختیار کی اور مسئلۂ زیر بحث کو چھوڑ کر [illegible] اس وقت کا تماشہ [illegible] اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مأۃ حاضرہ [illegible] کا کیا ذکر تھا [illegible] وقت کا [illegible] سے جا کر [illegible] آپ فضول باتیں کر رہے ہیں۔ آپ نے اگر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت [illegible] کی خدمت میں عرض کیا تھا تو آپ کی جہالت تھی۔ آپ کو [illegible] کیا حق کہ آپ ایک امام وقت کو [illegible]

؎ آپ [illegible] مسلم نہیں جب تو آپ نے جرات کی۔
اعلیٰ حضرت [illegible] ایک [illegible] آپ [illegible]
[illegible] آپ کا [illegible] ہے

؎ [illegible] صاحب [illegible] اعلیٰ حضرت [illegible] صاحب کی [illegible]
[illegible] سب و دشنام کا [illegible] ہے

؎ [illegible] اعلیٰ حضرت [illegible] دشنام [illegible]
[illegible]

ہیں جو امام نور مجسم فداہ ابی و امی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی شعر ہے ۱؎

اللہ اکبر هل ینکر فضائل من — صارت فضائله کالشمس [illegible]

وانه حافظ للاسلام عالمه — سارت فتاواه في آفاقه [illegible]

اور ذکر تو ہیں اس بنا پر فرمائی کہ شاید جناب مولانا غیث حسین صاحب نے پہ شعر شہید مجسم خدا اور ارم الخ اپنی تقریر میں لاعلی وجہ الجزم ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان سے تو بڑا ئی گی ہم اس وقت چھوٹے ۲؎ گے اور اسی سلسلہ میں کچھ ذکر حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی کیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ حضرت شیخ ان سے کچھ اختلاف عالمانہ کسی وقت میں رکھتے تھے مگر یہ اختلاف ایک ساعت کی تقاریر سے زیادہ نہیں جو امام ابن جوزی کو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی جناب میں تھا۔ حضرت اُستاد زرگوار صدی اُن کو بھی امام اجل فرماتے ہیں اور ان کو بھی مقبول بارگاہ کہتے ہیں اور یہاں تو وہ بات بھی نہیں۔

اخبار الاخیار کے آخر میں حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا رجوع اس اختلاف سے خود بیان فرمادیا ہے اور حضرت امام ربانی کے مکتوبات میں کئی مکتوب بہ ملا عبد الحق محدث کے عنوان سے موجود ہیں وہ مکتوب خود اُن کی آپس کی صفائی اور اخوت ایمانی کی گواہی دے رہے ہیں۔ حضرت امام ربانی اور یہ فرمائیں کہ ع من چہ پروائے مصطفیٰ دارم

۱؎ وہم تھا افترا ہے بلکہ یہ اعلیٰحضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب مدظلہ العالی کی تقریر کا لفظ فرماکر لکھنوی صاحب کو ان کی اس فضلیت کی داد دیں۔ لکھنوی صاحب کسی بحث کا جواب دینے کے بجائے افترا سازی اور [illegible] کے درپے ہیں اور فضیلت سے چہرہ فروغ گر [illegible] ۲؎ مولوی غیث حسین صاحب نے لاعلی وجہ الجزم کہا تھا کہ اعلیٰحضرت مدظلہ نے آپ کی وجہ الجزم فرمایا انھوں نے یہی تو یہی فرمایا کہ جیسا چاہو [illegible] یہ تو بالکل سچ ہے [illegible] وجہ الجزم قرار دے لینا آپ کے اصول کی خوبی ہے۔ علاوہ بریں تو یہی تو ہین کیا [illegible] اولیا اور مقربین بارگاہ کی تو ہین و تذلیل کرنے یہ آپ کے اشرف علی اور ان کے امت کی بپ ہمیشہ کی رسم ہو گئی ہے اسی وجہ سے تو جنگ تو [illegible] کو تو یہی ہو جائے گی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ [illegible] آپ کو تو بہ سے عار ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حاشا و کلا ایک ناممکن سی بات ہے[1] جناب کرم مولانا غنیمت حسین صاحب کا اس تحریر
کے ذریعہ سے آپ کا امتحان مقصود تھا[2] جو حاصل ہوگیا حضرت[3] امام ربانی کی شان عالی
وہ ہے کہ جس نے اُن کے مکتوبات کی زیارت کی ہے وہ جانتا ہے۔

حضرت ابو الحسن خرقانی اُن کے امام الطریقہ تھے جب سلطان غزنوی ان کی قدم بوسی
کو حاضر ہوئے اور پہلے یہ چاہا تھا کہ حضرت شیخ ابو الحسن حاضر دربار ہوں اور اس
آیت کا پیغام بھی تھا کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور حضرت
شیخ ابو الحسن خرقانی نے یہ جواب دیا تھا کہ میں ابھی اطیعوا اللہ سے فارغ نہیں ہوا
اور اطیعوا الرسول تک نہیں پہنچا اولی الامر تو اس کے بھی بعد ہے۔ امام ربانی اپنے
مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ ہمارے امام الطریقہ اُس وقت حالت سکر میں تھے ورنہ وہ
ایسا نہ فرماتے کیونکہ اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول دُو چیزیں نہیں ہیں۔ ایک ہی چیز ہے
جس کے دو نام ہیں جیسا کہ عباراتنا شتی وحسنک واحد

جناب مولوی اختر فضل صاحب سے عناد کی وجہ تو یہ فرمائی گئی کہ وہ توہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کرتے ہیں جنکی حقیقت عنقریب ظاہر ہو گی کہ وہ توہین کرتے ہیں یا اون کے
کفر حضرت امام ربانی سے عناد کی وجہ کیا ہے مگر میں عرض کیے دیتا ہوں

---

[1] اگر یہ ناممکن ہے تو مولوی غنیمت حسین صاحب نے ایک ناممکن بات حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی
نسبت کر کے اون پر افترا کیا اور اون کی توہین کے مرتکب ہوئے [2] یہ خوب امتحان ہے کہ اولیاء پر جھوٹی
[illegible] لگا کر ان کو [illegible] کو اپنی ناک کاٹ ڈالنا کیا عقلمندی ہے۔ مگر یہ معلوم ہوا کہ مولوی غنیمت حسین صاحب ایسے
استاد ہیں کہ جھوٹے ہیں کہ امتحان بھی لیتے ہیں تو اپنے بزرگوں پر بہتان لگا کر۔ واہ لکھنوی جی کہاں آپ کے مولوی غنیمت حسین
صاحب کی خوب معرکی۔ ناظرین یہ لحاظ فرمائیں کہ لکھنوی صاحب کس قدر بحث سے بے تعلق ہیں اور دور بھاگتے ہیں
[3] مجدد صاحب کے تذکرہ میں وقت گزارتے ہیں کہیں شیخ سعدی اور ابن جوزی کا ذکر لے بیٹھتے ہیں کہیں حضرت شیخ
عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے در پے ہو جاتے ہیں مگر بحث طلب کا نام نہیں آنے دیتے [4]
خواہش مجدد صاحب کے مکتوبات ہی نقل کرنے شروع کئے وہ بیکار [illegible] کچھ کہا کر۔ پھر تمام مکتوبات ہی [illegible]
[illegible]۔ جو مخالف کو بولنے کی فرصت ہی نہ ملتی کہیے یہ [illegible]! رحم الاتفاق

کہ اسکی وجہ تو بہت بڑی ہے اور وہ یہ کہ حضرت امام ربانی تاج فاروقی سر پر رکھے ہوئے عمری ہاتھ میں لیے ہوئے قلعہ بدعت کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر اسطرح خاک کے برابر کر گئے کہ اب کسی کے بنائے بن نہیں سکتا۔

مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ خدائیتعالی متشبثان زمان مارا توفیق خیر دہد کہ ازیں [illegible] باز آیند کہ بدعت دو قسم ست حسنہ و سیئہ بدعت ونیہ را ہیچ یاد کردہ [illegible] از حسن در وے یافتہ شود شبہا زے باید کہ کسی بدعت را بال و پر نکند و دراز دل باید کہ قلعہ بدعت را از پا در آرد و کما قال ایک اور مکتوب شریف میں جسکا عنوان خلاصہ یہ ہے کہ مقصد ورائے اتباع شریعت نیست فرماتے ہیں اصل الفاظ بعض بعض محفوظ نہیں اسلئے حاصل ترجمہ عرض کرتا ہوں۔ خدا تعالی نے برسوں ابر کرامت کی بارش میرے اوپر کی جہانتک میرا حوصلہ پہنچتا تھا عطا فرمایا احباب آخر جمعی جو حالت تاب کی ہے وہ یہ ہے کہ مقصد ورائے اتباع شریعت نیست بعض لوگ میرے احباب یا اصحاب کو کہتے ہیں کہ تم میں کشف و کرامت نہیں ہے داس کا جواب یہ نہیں دیتے کہ ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ صاحبان کشف و کرامت کو اُن کی دولت مبارک رہے اور اس مسکین کو اتباع سنت کے وہ تلخ گھونٹ گوارا ہیں جنکو دو [illegible] اور احلی من العسل سمجھتا ہے۔

هنيئا لارباب النعيم نعيمها وللعاشق المسكين ما يتجرع

یا اللہ تیری نعمت کا بڑا شکر ہے کہ تو نے ان میری دونوں آنکھوں کو حضرت مجدد کی نعلین مبارک کی زیارت سے مشرف فرمایا جو آج بھڑانچ میں مولانا ابو محمد صاحب مرحوم کے گھر میں موجود ہیں۔[لہ]

لہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ لکھنوی صاحب ابھی تک بعض نظریات میں وقت کھو رہا اور امر مجوزہ کی طرف شروع ہی نہیں کیا اور آئندہ بھی یہی رنگ ہے۔ مباحث میں ذرا نہیں سنتے بات ٹالنے کی آپ کی [illegible] اسلئے [illegible] برکہ لگ اور نیچے چلے جاتے ہیں۔ ایسا مناظرہ کیا مشکل ہے اہل بحث کے پاس نہیں آتے کہیں [illegible] اور مولانا مسکین محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ [illegible] کسی بحث کا تذکرہ ہے یہ آپکا مناظرہ ہے۔ [illegible]

دوسری بات۔ عربی عبارات کی غلطیاں صرفی ، نحوی ، لغوی ، ہر قسم کی اور ایسی کہ فصول اکبری اور ہدایت النحو کا پڑھنے والا بھی نہیں کر سکتا اور ہرگز نہیں کر سکتا۔ اپنی پیاری اور ایمانی زبان کو اس طرح بگڑتے ہوئے دیکھکر برداشت کرنا بڑا کام تھا مگر میں خاموشی سے سنتا رہا جب تک آیت قرآنی غلط نہیں پڑھی گئی اس پر البتہ مجھکو جرأت بولنے کی ہوئی اُن اغلاط کو میں نہ بیان کرتا لیکن خدا جانتا ہے کہ خیر خواہانہ گزارش ہے۔ مقام سلطانپور میں بھی میں نے اپنے عزیز دوست کو نصیحت کی تھی کہ ؎

تعلم اذا ما کنت لست بعالم — فما العلم الا عند اهل التعلم

تعلم فان العلم ازین للفتی — من الحلة الحسناء عند التکلم

حاصل مطلب دونوں شعروں کا آپ لوگوں کے کہنے سے بیان کرتا ہوں کہ اے برادر علم حاصل کر جبکہ تیرے پاس علم نہیں ہے کیونکہ علم انہیں کے پاس رہتا ہے جو اُس کے حاصل کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔

اے برادر علم حاصل کر کہ علم بولنے کے وقت مرد کے لیے عمدہ لباس سے بھی زیادہ زینت کی چیز ہے۔

مجھے امید تھی کہ میرے عزیز مخاطب ہونہار نوجوان میری اس مخلصانہ نصیحت پر عمل کر کے اپنی استعداد کو ترقی دیں گے مگر افسوس ایک زمانہ کے بعد آج اُن کی استعداد پہلے سے بھی گھٹی ہوئی پاتا ہوں پھر عرض کرتا ہوں ؎

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند — جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

ملہ خود بڑی غلطیاں ملاحظہ فرمائیں حضرت محدث صاحب کی توہین اور اُن کی شان میں گستاخانہ کلمات جو [illegible]

اب دو چار اغلاط بطور نمونہ عرض کرتا ہوں شافعی بفتح فا بار بار تلفظ کیا گیا۔ خزائن بکسر
ئین بار بار تلفظ کیا گیا۔ غرور بضم ضاد بار بار بولا گیا۔ تراجم الفواد بفتح فا کے ضم کہا گیا
جمع غیر منصرف پڑھا گیا۔ مرضیٰ کو مرضا پڑھا گیا۔ میرے عزیز کو فصول اکبری دیکھنی چاہیے
کہ فعیل کی جمع کن کن وزن پر آتی ہے اور پھر خاص مریض کی جمع کس وزن پر مستعمل ہے
کیونکہ جمع تکسیر کے اوزان زیادہ تر سماع سے تعلق رکھتے ہیں۔ مریض کی جمع مرضیٰ ہو جیسے
قتیل کی جمع قتلیٰ۔ جہالت بکسر جیم بولا گیا اور جمال کا ترجمہ اونٹ کا سرا استعمال کیا گیا
اور اصطلاحاتِ فنون کے اغلاط کا کیا ذکر۔ قطبی کا نام بار بار لیا گیا۔ افسوس اظہار ہو مشک
خوالوں کے سامنے +

مفہوم اور مصداق کا فرق بتلایا گیا لیکن میں جزماً حکم لگاتا ہوں کہ اگر میں اپنے عزیز مخاطب
سے پوچھوں اور صرف اتنا دریافت کروں کہ مفہوم نبی سے مراد آپ کی مفہوم طبعی
ہے یا مفہوم عقلی یا مفہوم منطقی تو نہ بتلا سکیں گے تو پھر اس کا ذکر ہی کیوں کیا۔

اور یہ بھی جوش میں کہہ گئے کہ مفہوم کی توہین سے توہین نہیں ہوتی مصداق کی توہین
سے توہین ہوتی ہے حالانکہ معاملہ معکوس ہے۔ مفہوم کی توہین سے جمیع مصادیق
کی توہین ہو گئی جس نے مفہوم نبی کی توہین کی اس نے جمیع انبیا کی توہین کی۔ خیر یہ تو ایک
معمولی بات ہے اصول کا بھی ایک مسئلہ آگیا گو اس کو آپ نے اس عنوان سے نہیں
ذکر کیا۔ اس عنوان سے آپ اس کو سمجھیں گے مگر ہے وہ مسئلہ تخصیص الکتاب
بالسنۃ کا ہے اگر اس کی تفسیر کروں تو کیا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

سلطان پور ہی میں میں نے جب حدیث کی قسمیں باعتبار تعداد رواۃ کے عزیز مخاطب سے
پوچھیں تو وہ نہ بتا سکے اور جبکہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں لفظ رسول پر الف
لام لگا گیا تو مجھے ساری کیفیت معلوم ہو چکی تھی اور یہی حالت مجھے کل ڈرایا جاتا تھا
کہ آپ کے لیے میں ہوں ع ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ اپنے عزیز نوجوان کے اس
کہنے پر ہنسی آگئی جیسا کہ ہمارے سید و مولیٰ علی مرتضیٰ فرماتے ہیں۔

لہ یہ مکتوب [illegible] کا پانچواں مجموعہ ۱۲ لہ ناطقہ سب جھوٹ ہے ڈسنے والا کا قصور ۱۲

لقد قال مصطفیٰ کما قال یعنی سے سعار تمہارے خطا نے مجھے چھپا دیا تم نے کب دیکھا
کہ بنی ہاشم کو کسی نے تلوار سے ڈرایا ہو اور میں عرض کرتا ہوں کہ بنی ہاشم کو تلوار سے
ڈرایا جانا حضرت ممدوح کے بے مثل تھا کوئی نا ممکن بات نہ تھی
اور اہل حق کا برہان سے ڈرایا جانا نا ممکن ہے لہذا یہ اوس سے زیادہ ہنسی کی بات
ہے۔ اب دوسری بات کو میں اس مخلصانہ کلمہ پر ختم کرتا ہوں کہ امام بخاری اپنی کتاب
سو نصاب کے کتاب العلم میں فرماتے ہیں قال عمر تفقہوا قبل ان تسودوا و قال ابو
عبد اللہ و بعد ان تسودوا .... یعنی حضرت امیر المومنین
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبل اس کے کہ سردار بنائے جاؤ علم
حاصل کرو اور امام بخاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ بعد سردار
بنانے کے علم حاصل نہ کرو بلکہ بعد سردار بننے کے بھی علم حاصل کرو۔ کل ہمارے مکرم
جناب مولانا خیرت حسین صاحب کی نسبت یہ ہتک کلمہ کہا گیا تھا کہ وہ جناب مولانا
احمد اشرف صاحب کے مساوی نہ تھے اس لیے یہ خرابی مناظرہ میں پیش آئی
بایں حالت ایسے کلمات انانیت ہمارے عزیز نوجوان کو پسند کرتے ہیں تو آئیں مگر
ہم تو یہی کہیں گے انہ سفساف القول غبس عند الطاهر بن من المبراز والبول
تیسری بات۔ پہلے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ آپ کو تو جناب مولوی اشرف علی صاحب
سے یہ عناد کی وجہ ہے کہ وہ توہین کرتے ہیں اور مجھے جناب مولانا احمد اشرف صاحب سے
اختلاف کی وجہ کیا ہے وہ بھی سن لیجئے۔

سلطان پور میں میں نے نماز و جماعت کی کوشش کی اور بفضلہ تعالیٰ مساجد آباد ہوئے
جس میں جناب موصوف نے میری کوشش رائگاں کرنے کی سعی فرمائی۔ میں نہیں کہتا
کہ نماز کی عداوت میں بلکہ لا لحب علی بل لبغض معاویہ سہی بٹرا لگی اور ناچارہ
میں نماز کی جو شمع بس ڈیڑھ بجے کی جرگہ اثر خداوند تعالیٰ و قوی نے یہ دکھلایا کہ جامع مسجد
ان آبادہ باوجہ وسعت نمازیوں کے لئے ناکافی ہوگی اور کورٹ آف وارڈس سے
اسکی توسیع کی منظوری ہوگئی وہ بھی اور نئی مسجد بھی بنانا ابھی پڑے گی مگر جناب احمد اشرف صاحب

اس کوشش پر جو کچھ کرم فرمایا وہ سب عالم الغیب والشہادہ کے سامنے ہے ایک میرے پاس لکھنؤ پہنچے اور اُنھوں نے کہا کہ جناب مولوی احمد اشرف صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں ایک نہایت قبیح الزام لگایا ہے اور آپ کو بھی وہابی کہتے ہیں چلیے جانے والوں میں سب سے پہلے شخص جناب مقصود علی شاہ صاحب تھے جو جناب موصوف سے ارادت اور عقیدت بھی رکھتے ہیں ان سب لوگوں کو میں نے یہ جواب دیا کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں ایسا کہنا عیب کہ جناب مولوی احمد اشرف صاحب سے آپ لوگوں نے نقل کیا سخت توہین ہے مگر چونکہ مجھکو بھی اُنھوں نے کچھ کلمات سے نوازا ہے لہذا ایسے وقت میں میرا جانا حضرت مولی المسلمین امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی تعلیم کے خلاف ہوگا جب ایک پہلوان نے روی انور پر تھوکا تو باوجودیکہ آپ اس کو زمین پر گرا چکے تھے الگ ہو گئے اور فرمایا کہ ہم لوگ ایسا کام نہیں کرنا چاہتے جس میں خدا کے ساتھ نفس کی بھی شرکت ہو ۵

از علی آموز اخلاص عمل   شیر حق را داں مطہر از دغل

مگر آخر بعض عزیزوں نے یہ کہکر کہ خیر یہ سب کچھ تو ہوا مگر نماز کے لیے جو کوشش آپ نے کی ہے وہ نماز جاتی ہے میرے دل میں ایسا جوش پیدا کر دیا کہ میرا خدا جو علیم بذات الصدور ہے خوب واقف ہے کہ میں بیخود ہو کر بہڑائچ پہنچا اور یہ کہتا ہوا پہنچا کہ میں وہابی بنایا جاؤں یا کوئی کافر بنایا جائے باشد مگر نماز جائے اس پر کیسے صبر کیا جائے ۵

من و او گر فنا شویم چہ باک   غرض اندر میاں سلامت دوست

جناب مولانا سے شیخ وارث حسین صاحب کو بھیجکر میں نے اول مضامین منقولہ کی تصدیق چاہی اور در صورت صدق مباحثہ کا بھی پیغام دیا جناب ممدوح نے جو کچھ جناب شیخ وارث حسین صاحب سے گفت و شنید کی وہ ایک اشتہار کی صورت میں چھپا ہوا موجود ہے باقی رہا وہ الزام جو حضرت سید الرسل ہادی الی اقوم السبل صلی اللہ علیہ

وسلم کی جناب اقدس پر جناب مولوی احمد اشرف صاحب نے لگایا وہ تنا
بڑا الزام ہے کہ ایک نبی کے لئے اُس سے بڑا جرم کوئی ہو نہیں سکتا نعوذ
عن امام الانبیاء و سید المرسلین وہ الزام یہ ہے کہ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تو مسلم کو تین وقت کی نماز معاف کر دی نعوذ باللہ
من ذالک ثم نعوذ باللہ من ذالک آپ کا مالک خالق تو حکم دے واقم الصلوٰۃ
بالصلوٰۃ کرے نبی آپ اپنے لوگوں کو نماز کا حکم دیجیے اور آپ کا جیسا مطیع فرمان
ہو طاعت الٰہی میں ملائکہ مقربین سے بھی سابق بلکہ اسبق ہو اس فرمان الٰہی
کے خلاف بجائے امر صلوٰۃ کے عفو صلوٰۃ کرے حاشا فانہ من ھذا نعوذ باللہ
شاید کسی روایت کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ اُس روایت میں ایسا بیان کیا گیا ہے جناب
مولانا کا جیسا ادبی علم ہے عذر بدتر از گناہ کر کے سبکدوش نہیں ہو سکتے ہیں جیسا کہ
بعض لوگوں کی نسبت سلطان پور میں کہہ چکا ہوں کہ علم حدیث سے وہ ایسے اجنبی ہیں
جیسے میں انگلش زبان سے ویسا میں جناب مولانا کی نسبت نہیں کہنا چاہتا مگر یہ ضرور
عرض کرتا ہوں کہ کم از کم حافظ ابن الصلاح کے مقدمہ کو ملاحظہ فرمایئے کہ
ہم جیسے قاصرین کے لیے کسی روایت کے صحیح یا حسن ہونے کا علم دو
باتوں پر موقوف ہے یا وہ روایت احد الصحیحین میں موجود ہو یا کسی محدث
ناقد بصیر غیر متساہل کی صحیح گفتہ ہو اور تیسرا راستہ ایک اور ہے مگر وہ قاصرین کے لیے
بیکار کہ سند حدیث کو دیکھکر رجال کو پرکھکر خود حکم لگا دیں۔ بہر کیف اگر جناب مولانا
اُس روایت کو احد الصحیحین میں دکھلا دیں یا محدث کی صحیح گفتہ ثابت کر دیں یا وہ
ایسی قابلیت رکھتے ہوں کہ سند کے رجال کو پرکھکر کے بتلا دیں تو اُسکے بعد بحث
کیا جاویگا کہ جناب والا محدثین کے اصول مسلمہ کا مخالف و اختلاف ہیں کہ جب
کسی حدیث کے معارض نص ہو تو اُس پر توقف کا حکم دیدیا جاویگا عمل نہ کیا جاویگا
نظیر ہے تعارض کے وقت شرح عقائد نسفی میں اُس حدیث کو جس میں انبیاء علیہم السلام
کی تعداد بیان کی گئی ہے یہ لکھکر متروک و غیر صحیح قرار دیا ہے کہ یہ روایت اُس

[illegible]

(آی)ت قرآنی کے معارض ہے جس میں خدا نے فرمایا کہ اے نبی کریم ہم نے آپ کو تمام انبیاء کا علم نہیں دیا وہ یہ ہے منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک لہذا اب خود آپ ہی غور فرماویں کہ آیا اس روایت کا بغیر سوچے سمجھے بیان کر دینا ہمارے حق میں تو ضرور ہی کیا حضرت پر ایک عبد باغی ہونے کا الزام نہ قائم ہوا اگر یہ قائم ہوا ہو اور قائم ہوا ضرور تو جتنی عبارتیں فتاوی کی کل جناب مولوی احمد رضا صاحب کی کتابوں سے پڑھ پڑھ کر ہمارے عزیز نے سنائیں کہ توہین کرنے والا حضرت کا کافر مرتد واجب القتل اُسکی توبہ بھی مقبول نہیں وہ سب آپ پر منطبق ہوگئی یا نہیں اور اگر اس عبارت سے یہ الزام حضرت بہترین انبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت قائم ہوتا ہو تو میں خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ مجھے سمجھا دیا جائے۔

شاید کہا جاوے کہ جس محدث نے اس کو اس کتاب میں لکھا وہ بھی میرے ساتھ اس الزام میں شریک ہوگا تو میں کہونگا حاشا وکلا . . . .

. . . . بعض محدثین کی غایت جمع احادیث سے یہ تھی کہ وہ روایت صحیحہ اُس میں لکھیں معمول بہا تو

سا(۱) گستاخوں اور بیدینوں کا [illegible] حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عبد باغی ہونے کا الزام [illegible] اگر [illegible] میں ہو [illegible] ثابت کرتا ہے۔ [illegible] اس کی [illegible] کہ [illegible] گستاخ [illegible] شیخ [illegible] عبد [illegible] ائمہ کرام نے اسکی جا بجا تصریح فرمائی امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں [illegible] صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ کان یخص من شاء بما شاء من الاحکام امام سیوطی نے خصائص کبری میں ایک باب وضع فرمایا باب اختصاصہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ یخص من شاء بما شاء من الاحکام [illegible] نبی کریم علیہ [illegible] تسلیم [illegible] جس حکم کے ساتھ چاہیں خاص فرما دیں۔ اس مرتبہ کو دیکھ [illegible] کمال عبادت حضور کو عبد باغی کہنا کمال عناد و ضلالت ہے۔ جب احکام حضور کے [illegible] ہیں [illegible] کیا کسی گستاخ کی [illegible] لعنۃ اللہ علی اعداء حبیبہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حدیث مذکور بسند ثقات [illegible] مسند امام احمد بن حنبل [illegible] [illegible] امام بخاری کے استاذ ہیں۔

ہمارے امام فقیہ العراق امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اہل سنت و جماعت کی پہچان یہ بتائیں کہ ان تفضل الشیخین و تحب الختنین و تمسح علی الخفین و تصلی خلف بر و فاجر[1] یعنی اہل سنت و جماعت کی پہچان یہ ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو افضل امت سمجھو اور حضرت عثمان و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے محبت کرو اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھو اور ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو ہر نیک و بد مسلم کے پیچھے اگر کہا جاوے کہ جماعت تو ہم کرتے ہیں مگر علیحدہ کر لیتے ہیں تو پھر عرض کرونگا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

جماعت[2] حاضرہ مسلمین کو چھوڑ کر دوسری جماعت کے انعقاد کا فتویٰ کتب معتبرہ فقہ سے ملنا تو ممکن نہیں کیونکہ قرآن عظیم اس فعل کو ناپسندیدہ ظاہر فرما رہا ہے۔ نماز خوف کا موقع قرآن شریف میں نکالکر دیکھیے ایسے نازک وقت میں جبکہ جان کی بازی لگی ہو تنہا نماز پڑھنا درکنار اسکی اجازت نہ دی کہ علیحدہ یا یکے بعد دیگرے دو تین جماعتیں کر لو نماز کے اندر فعل کثیر بھی جائز کر دیا۔ نماز خوف کے اندر انحراف عن القبلہ نماز خوف کے اندر طلب موضوع کو جائز کیا۔ امام متبوع تھا حکم فرمایا گیا کہ آدھی نماز پڑھکر مقتدیوں کے انتظار میں بیٹھا رہے یہ سب کچھ ہوا مگر نہ ترک جماعت کی اجازت ملی اور نہ یکے بعد دیگرے جماعت کرنے کی۔

جناب من دعویٰ محبت میں سچا وہی ہے جو اتباع سنت میں پورا اترے جا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں الا ان ولی محمد من اطاع محمدا وان بعدت لحمتہ وان عدو محمد من عصاہ وان قربت لحمتہ یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ حضرت محمد کا محب دوست وہ ہے جو آپ کی

---

[1] [illegible] اگر کسی [illegible] [illegible]

[2] [illegible] قرآن کریم [illegible] کا حکم [illegible] حضور نے [illegible] کا حکم [illegible] اب [illegible] یہاں بھی [illegible] ۔

[3] اور جماعت [illegible] کو نہ چھوڑ کر [illegible] کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم [illegible] اور گمان [illegible]۔

فرماں برداری کرے حکم پر عمل کرے اگرچہ اُس کا گوشت دور ہو یعنی اُسکو نسبی علاقہ حضور سے نہ ہو اور عدو و دشمن آں جناب کا وہ ہے جو آپ کے حکم پر عمل نہ کرے اگرچہ اُس کا گوشت قریب ہو یعنی اُن کے ساتھ کچھ نسبی علاقہ رکھتا ہو۔ حضرت سعدی اُستاد بزرگوار فرماتے ہیں ایسے مدعیوں کی نسبت ؎

ایں مدعیاں در طلبش بیخبر انند — کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد
اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز — کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

خود ہمارے فاضل مخاطب جناب مولوی سید محمد صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حق سبحانہ و تعالیٰ کے درمیان میں حضرت جبریل امین علیہ و علی جمیع الملائکۃ السلام العدو کو کٹنا فرمایا اور ایک دوسرا بار اپنے اوپر یہ لیا کہ اس کی بات کو کل جھٹلا کر فمن اظلم ممن کتم ... کا مصداق اپنے کو بنا لیا اور یہ بھی لکھ دیا کہ اسکی شہادت نیرلی حالانکہ اس مجمع میں گواہ خود موجود ہیں کیا یہ توہین حضور کی اور حضرت جبریل کی نہیں ہے حضرت جبریل کی توہین کوئی معمولی چیز نہ سمجھیے گا قال اللہ تبارک و تعالیٰ من کان عدوا الخ کٹنا کیا معنی رکھتا ہے اور کن دو شخصوں کے درمیان میں ہوتا ہے جسکو کٹنا کہا گیا اُسکی اور حاشیتین جناب باری عز اسمہ و جناب رسول کریم کی سب کی توہین ہوئی۔

میں سمجھتا ہوں کہ آج دنیا میں کوئی ایسا نہ نکلے گا کہ جس کے سامنے اس مضمون کا فتویٰ لکھکر بھیجا جاوے اور اس کے قائل ...

دیکھیے اہل حق سے عناد کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا قال حکیم الامۃ قدس سرہ ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

دوسری بات غلط واقعات کا رد در رد اس دلیری کے ساتھ بیان کرنا کہ حضرت خواجہ شیرازی کا شعر یاد آگیا ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

ہمارا ایک نظر ... ہوگی کرشا ... محمد لطیف صاحب کو پیش آیا اور انہوں نے ... تقریب ...

[illegible]

انہیں میں نے ... سے عرض کیا کہ ؎

کسی نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

ان کا جناب مولانا احمد اشرف صاحب سے اور کوئی وجہ مجھے اختلاف کی نہیں تھی سوا اس کے کہ وہ جناب خود اس امر کے متعلق سخت سے سخت کلمات ارشاد فرمانے ... واللہ الذی لا الہ الا ھو ہرگز نہیں ان سے اختلاف نہ کرتا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت رب العزت جل جلالہ کی شان میں ایسی صریح گستاخیاں دیکھکر کیسے ضبط کیا جاوے ؎

سن کر ... [illegible] ہر عالم کو ... [illegible]

شاہ ... میرے سامنے مجھ پر الزام ارشاد کیا گیا کہ آپ نے ... میں اپنے وعظ میں یہ بیان کیا کہ معاذ اللہ خداوند عالم ایک مرتبہ حضرت نوح کے زمانہ میں

[illegible]

صداقت پول کھلتا ہے پھر ہوسکے تو کہا جائے اور اسی طرح کی باتیں ایک جاہل پر [illegible]
وہ آمادہ کا لگا۔

جناب ان پر جناب تحریری شہادت آگئی اور آپ کے [illegible] جناب مولانا احمد شریف کی
حاضری و [illegible] کی تحریری موجود ہے۔ ماسٹر [illegible] صاحب مرحوم [illegible]
جب اس پا جیرہ [illegible] تھا اور [illegible] لوگ [illegible] آئے [illegible]
کی وہ چٹھی مکمل ہوئی چٹھی جو اس وقت یہاں موجود ہے جناب مولانا احمد شریف صاحب
کے نام کی اور جناب مولانا احمد شریف صاحب کا جواب [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible]
جماعت سے [illegible] کر گئے اور ان تمام مراحل طے ہونے کے بعد [illegible]
چیلنج ان کو اور ان کے تابعین کو دیا اور اس کے بعد وہ [illegible] جناب مولانا احمد شریف
صاحب کو یہ تحریری دعوت کہ اگر مناظرہ میں آپ نہیں آنا چاہتے [illegible]
[illegible] کہ شہر [illegible] کے کسی مقام پر آپ کے [illegible]
کے [illegible] ہم [illegible] اپنی جماعت کے حاضر ہوں اور خاموشی سے سن کر [illegible]
آپ ہماری جماعت میں آئیے اور خاموشی سے سن کر چلے جائیے جس فریق کے ساتھ حق کی
طاقت ہوگی وہ دوسرے کو کھینچ لیگا۔

قدرت خدا تعالیٰ کا تماشا دیکھئے اس کا جواب جو جناب مولانا احمد شریف [illegible]
کو عطا فرمایا [illegible] حاضرین کو [illegible]
[illegible] جناب [illegible]
اور مولانا عبد الشکور صاحب [illegible] صاحب نے [illegible]
مگر جناب مولوی احمد [illegible] مناظرہ سے [illegible] کی۔
[illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

اور جاتا طرح سے بیچ فریقین کو ہوا ۔ اگر جناب مولوی احمد اشرف صاحب کی طرف
گاؤ وہ نہیں ہوتے ۔ جناب مولوی احمد اشرف کی عاجزی اور مغلوبیت [illegible]
ظاہر ہو گئی اور معلوم ہوا کر اُن کے پاس سوائے گالی بکنے اور غلط بیانی کے کچھ
نقد دہ ۔ اگست سنہ [illegible] بھاگل پور مطبع شاہپور ۔ کان [illegible] کرامت علی [illegible]
پہلے دستخط جناب شاہ فتح عالم صاحب کا وہ نشیمن لطیفہ ابھی پڑھی ۔ دستخط جب
چاہیں نقل شائع مسل کی جاوے ۔

اور بعد ہو گالی اور بھی نقل ملاحظہ ہے قال ۔ [illegible] پوچھو کہ [illegible] میں بیہودگی اور غلط
قلم تم کے تھے یا نہیں ۔ کہے گا ہاں ۔ پوچھو کہ پہلے کی طرح کوئی بھی تمہارا پریشان حال
تھا یا نہیں ۔ کہے گا نہیں ۔ پوچھو چیلنج مناظرہ تم کو دیا جاتا تھا یا نہیں ۔ کہے گا ہاں
پوچھو پھر تم سامنے گئے تھے یا نہیں ۔ کہے گا نہیں ۔ پوچھو کہ اشتہار [illegible]
[illegible] اتفاق وہ تھا کہ [illegible] یا نہیں ۔ کہے گا ہاں ۔ پوچھو کہ [illegible]
[illegible] تم کو کوئی پوچھتا بھی تھا یا نہیں ۔ کہے گا نہیں ۔ پوچھو کہ قلم لے ایک [illegible]
[illegible] اور جو تمہارا اشتہار [illegible]
[illegible] چھپا تھا یا نہیں ۔ کہے گا ہاں ۔ پھر پوچھو کہ کس اشتہار کے
[illegible] تھا یا نہیں ۔ کہے گا ہاں
[illegible] کے ساتھ بھاگے تھے یا نہیں ۔ کہے گا ہاں ۔ پوچھو [illegible]
[illegible] تھا یا نہیں ۔ کہے گا ہاں ۔ پھر پوچھو کہ [illegible]
[illegible] کیا ہے یا نہیں ۔ کہے گا نہیں [illegible]
[illegible] لعنۃ اللہ علی الکاذبین
اب اس [illegible] جناب مولانا احمد اشرف صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پر حضرت [illegible] نے اس قدر ایسا کر دیا اگر بعد والوں میں سے [illegible] پر پہنچ جاتے
تو حضرت ان باتوں کا ذکر نہ کرتا ایسی ایسی باتیں بہت سے لیے [illegible] سے

[illegible] و سلم جزاک اللہ [illegible] جواب جج کی [illegible] مطلب اصل سمجھ جانا
ان تینوں امور کے عرض کرنے کے بعد اب میں آپ کی توجہ اس بحث کی جانب
مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس میں اصل جواب کا حصہ کس قدر ہے اور اس بحث کے متعلق پہنچنی
[illegible] علماء جو کلمات سخت کہا کہ انہیں جس کے نتیجہ میں کہ تمام عالم [illegible] زبان
سے نکل آئے گے [illegible] العزیز ایسا فیصلہ کن ہوں گے کہ مجھے امید ہے کہ حضرت
مخدوم العالم رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے تمام حاضرین بلا چون و چرا اس کو تسلیم
کر لیں گے

اصل بحث یہ تھی کہ جناب مولانا اشرف علی صاحب نے اپنے ایک مختصر سے رسالہ میں
چند عبارات تحریر کیں [illegible] کا ذکر کیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ جو ان کے کفر میں شک
کرے وہ بھی کافر۔ اور اپنے مریدوں کو لکھ دیا تھا کہ شک کرنے والوں کے ساتھ نشست
برخاست [illegible] ترک کر دو [illegible]
[illegible] کہ ہر شخص آمادہ بحث پر آمادہ ہو گیا۔ [illegible] اسی وقت جناب مولانا اشرف علی
صاحب سے انکی اس مختصر تحریر کی بنا پر ان علمائے کرام کے کفر کا ثبوت مانگا گیا
اور جناب ممدوح نے مولانا اشرف علی صاحب کی [illegible] سے اس بحث کو شروع کیا۔
بات اس پر ختم ہو جاتی ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب نے توہین حضور کی کی یا نہیں اگر
کی تو ان کے ساتھ ہم بھی [illegible] کفر کی [illegible] ماننے کے لیے تیار ہیں بلکہ ان سے زیادہ
[illegible] کی توہین حق کا اظہار [illegible]

جناب مولانا [illegible] جو [illegible] اس کی عبارت سے توہین کے ثابت ہونے پر
[illegible] جناب مولانا [illegible] حسین صاحب کو تسلیم۔ اب مولانا [illegible] صاحب نے
[illegible] کی توہین کرنے والے کا [illegible] قبول [illegible] اور

اور اس کے متعلق عبارات کا پڑھنا سراوقت گزاری ہے اگر اور لفظ سے تعبیر کیا جاوے تو میں اُس کے استعمال کے لیے تیار ہوں۔

تلخیص ۔ حفظ الایمان کی عبارت میں پڑھتا ہوں صفحہ ۸ کے آخر سے شروع ہو کر صفحہ ۹ میں ختم ہوتی ہے ۔ وہو ہذا

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہونگا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اسکی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔

اب آپ ملاحظہ فرمائیے کہ کسقدر صاف عبارت ہے اس کی گنجائش بھی تو نہیں کہ کوئی شخص کسی طرح تحریف کرنے کے بعد بھی اس عبارت سے توہین کا مضمون نکال سکے۔ اصل بات ایک اور ہے میں آپ کی طرف یہ خیال نہیں کرتا کہ آپ دیدہ و دانستہ غلط مطلب اس عبارت کا بیان کر رہے ہیں بلکہ میرا حسن ظن یہ کہ آپ اس عبارت کا مطلب سمجھے نہیں ۔ وکم من عائب قولا صحیحا وآفتہ من الفہم السقیم الخ وجہ نہ سمجھنے کی یہی ہے کہ اصل مسئلہ علم غیب سرے سے آپ کو معلوم ہی نہیں کہ

ملہ ہی دار نفس مسئلہ پر گفتگو وقت گزاری ہی تو ہے شرم شرم شرم ۱۲

ملہ محض دعوی ہی دعوی کرتے رہوگے دلیل ہی ہو لیت ۱۲

کیا مسئلہ ہے اور کس چیز کا اثبات اور کس کی نفی ہے اور غالباً آپ کے نہ سمجھنے کی وجہ
سے عوام میں بھی غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ کمالات نبوت میں علم غیبیات داخل ہے یا نہیں اور علم سے مراد
یہاں علم کے معنی لغوی ہیں یا علم کے معنی شرعی۔ انھیں دونوں باتوں کے واضح ہو جانے پر
انشاءاللہ آپ خود کہہ دیں گے کہ اس میں توہین حضور کی نہیں ہے اور بیشک شرح مواقف کا
مضمون بھی یہی ہے اور حضرت کتاب کا بھی یہی مطلب ہے۔

سنیے علم کے معنی لغت میں جاننا خواہ کسی چیز کا جاننا ہو۔ گھڑی بنانا اگر کوئی جان لے لغت
کے اعتبار سے علم کہیں گے۔ کپڑے بننا اگر کوئی جان لے علم کہیں گے وغیرہ ذالک
اور اصطلاح شریعت میں علم صرف شرائع ربانیہ جاننے کو کہتے ہیں۔ و نعم ما قیل گر نہ علم
از آں بہتر ست۔ یعنی جو علم کہ بارگاہ الٰہی میں رسائی اور تقرب[1] کا ذریعہ نہ ہے اس سے
تو جہل ہی اچھا ہے۔ پھر اب غیب اور شہادت دونوں میں دو قسم کی چیزیں ہیں بعض
وہ ہیں جو بارگاہ الٰہی میں تقرب کا ذریعہ ہیں جیسے نماز، روزہ کا علم وغیرہ وغیرہ اور
بعض وہ ہیں جو بارگاہ الٰہی میں تقرب کا ذریعہ نہیں ہیں جیسے ریل چلانے تار دینے کا علم
وغیرہ وغیرہ۔ علمائے مسلمین کا اس پر اجماع ہے کہ حضور انور سید الانبیاء والمرسلین
اس علم میں جس کو شریعت علم کہتی ہے اس علم میں جو بارگاہ الٰہی میں تقرب کا ذریعہ ہے
خواہ شاہد علم ہو یا غائب خدا کی تمام مخلوق سے سابق اور سابق ہیں اور یہی مطلب ہے
حدیث شریف علمت علم الاولین والآخرین کا کہ جتنے علوم بمعنی شرعی اولین کو ملے
یا آخرین کو ملیں سب میرے پیارے مالک نے میری ذات میں شامل کر دیے ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

باقی رہا دوسری قسم کا علم جسکو شریعت ہماری علم نہیں کہتی بارگاہ الٰہی میں تقرب کا ذریعہ نہیں

---

[1] رسائی و تقرب کا مطلب تقریبی طور پر ہے حالانکہ دونوں میں بڑا فرق ہے فرق جو کہ جہالت سے کھلا ہوا ہی ہے۔

وہ مثل خس و خاشاک کے ہیں۔ بارگاہ نبی کریم وہاب کی یہ خس و خاشاک کی کہاں رسائی اور اسی طرف اشارہ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ سے فرمایا قرآن نے وما ینبغی لہ سے بکمہ ایت کرتا ہے (کہ لائق نہیں ہے) کہ اس خس و خاشاک سے پاک رکھنے کا ہر سلیمان وعدہ دار ہے۔ ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ ہم نے اپنے نبی کو علم شعر نہیں دیا اور علم شعر ان کے مرتبہ کے لائق بھی نہیں ہے یہ ہی اصل حقیقت اس مسئلہ کی۔

اب مولانا اشرفعلی صاحب کا فرمانا یہ ہے کہ امور سائل تو علم غیب کو کمالات نبوت سمجھتا ہے حالانکہ کمالات نبوت صرف علم شرعی ہے لا غیر۔ اور امور سائل اگر تو اس علم غیب کو خاصۂ نبوت اور کمالات میں شمار کریگا تو نبی کی توہین و تنقیص ہوگی کہ وہ علم تو بھی اور مجنون بہائم میں پایا جاتا ہے۔ ایمان و انصاف بتلاتا ہے کہ اس عبارت کے لکھتے وقت مولانا اشرفعلی صاحب کا دل عظمت اور جلالت حضور سے منہ تھا کہ وہ ان چیزوں کو حضور کے لیے ثابت کرنا پسند نہیں کرتے جس میں مومن کیا بھی و مجنون سب شامل ہیں۔ جناب میں نے بھی جناب مولانا احمد رضا خان صاحب اور آپ کے کثیر التعداد کے جو سائل مجھکو ملے بغور پڑھا ہے لقد طفنا الحاکم میں نے سوائے توہین کے عظمت جلالت کا شائبہ نہیں پایا۔ ذکر ہم نے بھی اس جگہ کا طواف کیا ہے جس کو تم نے عالم الکان و الکون وغیرہ وغیرہ الفاظ تو بیشک وہ ہم پر ڈالتے ہیں کہ جس میں تعظیم کی جاری ہے مگر قرآن اس تعظیم کو تعظیم نہیں قرار دیتا تو پھر حسبنا کتاب اللہ کے قائل رضی اللہ عنہ کی جوتیوں کے غلام کب اس کو تعظیم کر سکتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

بزرگوار سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی جو ہمیں یہ کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ مقصد یہ کہ عقیدے قرآن وحدیث کے مطابق ہو جاویں کیونکہ قرآن حدیث کا ترجمہ ہے۔

سامنے نہیں مگر عارف حکیم است وہ صاف کرتے کہ علم غیب کیا علم شاہد بھی بغیر نبوی انبیا علیہم السلام میں نہ تھا ان کے اشعار عرض کرتا ہوں۔ گلستاں میں ہے ؎

صحیح ارشاد کر یکے پرسید الخ

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم   گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

کیوں اب حضرت سعدی بھی علم ماکان و مایکون کے منکر ٹھہرے وہ بھی شاید شعر کے حرفی ترجمے سے نہ بچیں۔

اب شرح مواقف کی عبارت کا حال سنیے۔ عزیزو طلباء علماء کے کلام کا سمجھنا علم کا محتاج ہے۔ کاش اگر آپ صرف اتنا ہی غور کر لیتے کہ علماء کی عبارت میں اقرار کا مطلب ہے اور عقیدہ کا اور نہیں ہے تو کبھی آپ یہ نہ فرماتے کہ علامہ نے فلاسفہ کا قول نقل کیا اُن کا اپنا قول نہیں اور اگر تکلیف اُٹھا کر سیاق وسباق کو دیکھ لیتے تو پھر اُن کے اور مجھ کا فرق معلوم نہ ہونے سے کچھ فرق معلوم ہوتا۔ سنیے علامہ جیسے مواقف میں جو مباحث کی نسبت کے لیے ہر مقصد اول تعریف نبی کو قرار دیتے ہیں (مرصد اول کا عنوان) اور اس میں وہ بتلاتے ہیں ایک فلاسفہ کا اور ایک اہل حق کا اب اُن کی عبارت سنیے مرصد اول کے مقصد اول۔ المقصد الاول فی معنی النبی الی انہ قال۔

اما الفلاسفۃ فقالوا ھو الذی اجتمع فیہ خواص ثلث یمتاز بہا عن غیرہ احدھا ان لہ الامور المغیبۃ بصفاء ان یکون لہ اطلاع علی المغیبات الکائنۃ والماضیۃ والآتیۃ ۔

ترجمہ۔ فلاسفہ کہا کہ نبی وہ ہے جس میں تین بھی خاصے ہوں جن میں ایک یہ کہ اُس کو اطلاع حاصل ہو غیب کی [illegible] وہ فلاسفہ [illegible]

[illegible]
ان ... کوئی کام نہیں کرتا۔

ولا يستنكر هذا الاطلاع لأن النفوس
الإنسانية مجردة في ذاتها عن المادة
غير حالة فيها بل هي لامكانية ولها
نسبة في التجرد الى المجردات العقلية
والنفوس السماوية المنتقشة بصور ما
يحدث في هذا العالم العنصري الكائن
والفاسد لكونها مبادي له فقد يتصل
النفس الناطقة بها اي بتلك الجواهر
[illegible] وينجذب اليه بواسطة
[illegible] ما فيه من صور
الحوادث [illegible]
[illegible] ما المستعد [illegible] فيها
[illegible] فيها نقوش
تنعكس منها الى الاولى ما يقابلها و
[illegible] اي يحمل على جواز ما قلناه
[illegible] عطش قوية يحمل والمرئية
[illegible] النفوس اي [illegible] النفوس
[illegible] النفوس [illegible]
[illegible] في الزيادة والنقصان [illegible]
[illegible] النفوس القدسية التي [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور عالم کون و فساد میں جو کچھ کہ ہیں سب [illegible]
[illegible] بیان کرسکتے ہیں [illegible]
[illegible] فرماتے ہیں کہ دیکھو [illegible]
ہیں سب ان مجردات سے اتصال [illegible]
سب ہی مشترک ہیں اور ان کی طرف کھنچتے ہیں نفوس
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

النفس وقد یوجد ذالک فیمن قلت شواغلہ — نہ رکھتی ہو کبھی یہ بات ان لوگوں کے واسطے

البدنیۃ بانواع المجاهدات والریاضات — بھی ہوتی ہے جن کے بدنی مشاغل طرح طرح کے مجاہدے

لانقطاع النفس عن الاشتغال بالبدن — اور ریاضت سے کم ہو گئے ہوں اور نفس کا تعلق بدن سے

واستعمال آلاتہ او منقطع بما احساسا — اور اس کے آلات کے استعمال سے منقطع ہو گیا ہو

ظاهرۃ فان ھؤلاء قد یطلعون — کیونکہ یہ لوگ بھی کبھی غیب کی باتوں پر مطلع ہو جاتے ہیں

ویخبرون عنها حکما یشهد بہ — اور ان کی خبر دیتے ہیں جس پر شہادت دیتا ہے

التسامع والتجارب بحیث لا یبقی — لوگوں کا سننا اور تجربہ اس طرح کہ

فیہ شبهۃ — اس میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا

حاشیہ نمبر ۳۰

لغیب اللہ جناب مولوی عبد الشکور صاحب سے شروع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کل میں شرح مواقف کی توضیح کر رہا تھا کہ اذان مبارک کانوں میں آئی۔ لہذا آج میں وہیں سے پھر تقریر شروع کرتا ہوں۔ اس کے بعد علامہ فرماتے ہیں قلت ما ذکرتموہ وهو یدل علی ان الاطلاع علی جمیع المغیبات لا یجب للنبی اتفاقا منا ومنکم ولهذا قال سید الانبیاء لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء والبعض ای الاطلاع علی البعض لا یختص بالنبی کما اقررتموہ حیث جوزتموہ للمرتاضین والمرضی والنائمین فلا یتمیز بہ النبی عن غیرہ۔ (ترجمہ) ہم کہتے ہیں کہ اس کا ماحصل جو تم نے بیان کیا اس کا مردود ہونا کئی طرفوں سے ہے کیونکہ غیب کی تمام باتوں پر مطلع ہو سکنا نبی کے لیے واجب نہیں اس میں ہمارا اور تمہارا دونوں کا اتفاق ہے اسی واسطے حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں غیب جانتا

اگر نبی جانتا غیب کو تو البتہ بہت حاصل کر لیتا خیر کو اور نہ پہنچتی مجھ کو برائی اور خود
نبی غیب کی بعض باتوں پر مطلع ہونا اس کے ساتھ نبی ہی کے ساتھ مخصوص نہیں [illegible]
تم نے اس کا اقرار کیا اس وجہ سے کہ تم نے غیب کی بعض باتوں پر مطلع ہونے کو ریاضت
کرنے والوں یعنی محنت کرنے والوں اور بیماروں اور سونے والوں کے لیے جائز
رکھا ہے پس بعض مغیبات سے کوئی امتیاز نبی کو غیر نبی سے حاصل نہیں ہو سکتا

توضیح۔ میں نے علامہ کی عبارت شروع سے اس وقت تک جو نقل کرائی اور
اس کا ترجمہ بھی بیان کیا اس سے تمام سننے والوں کو حسب ذیل امور معلوم ہوئے

اول۔ فلاسفہ اور اہل حق یعنی اہل سنت وجماعت کے درمیان میں یہ اختلاف ہوا
کہ آیا علم مغیبات خاصہ نبوت ہے یا نہیں۔

دوسری بات۔ علامہ نے فلاسفہ کے دلائل نقل کر کے اس کا رد کیا اس طرح کہ جمیع مغیبات
کا علم تو تمہارے اور ہمارے اتفاق سے نبی کے لیے ضروری نہیں اب جھگڑا جو کچھ
ہے وہ بعض مغیبات میں ہے آیا وہ نبی کے لیے ضروری ہے یا وہ بھی نہیں آیا بعض
مغیبات کا علم خاصہ نبوت ہے یا وہ بھی نہیں اس کا فیصلہ علامہ یوں کرتے ہیں
کہ اے فلاسفہ ابھی تو تم نے اقرار کیا کہ علم بعض مغیبات کا بیمار اور محنت کرنے والے
اور سونے والوں کو بھی ہو سکتا ہے اور جو چیز اراذل اور اعالی میں پائی جائے وہ
نبی اور غیر نبی میں وجہ امتیاز نہیں بن سکتی لہذا علامہ نے اہل حق کا مذہب بیان
کر دیا اور خود فلاسفہ کے اقرار سے ثابت کر دیا اور علامہ نے اس مقام پر اس
پیر کسی کی نصیحت پر عمل کیا۔ **رباعی**

خواہی کہ شود خصم تو ساکت بسخن ۔۔۔ مہجور نگار قول پیر ابن کہن
چوں باز سخن تو او نگردد ملزم ۔۔۔ از راہ مسلمانی او را ملزم کن

یعنی اقرار اللہ کی لفظ علامہ کی بابت اور نفی ساکت [illegible] کی طرف ظاہر کر رہی ہے
مطلب نہیں ہے جیسا کہ جناب مولانا اشرف علی صاحب کی ایک تقریر میں [illegible]
اہل حق کا مذہب نہیں ہے بلکہ فلاسفہ کا قول ہے [illegible]

[illegible] نہ ہوتا تو پہلے اقرار علم کے ادعا متصور ہوتا۔ اقرار [illegible] کے معنی [illegible] سے اقرار
کیا اور ادعا عیب کے معنی قسم سے دعویٰ کیا۔ علامہ نے فرمایا کہ اقرار [illegible] سے
صاف ظاہر ہو گیا کہ علامہ کا اقرار ہے نہ کہ دعویٰ۔ اقرار اور دعوے کا فرق اگر
[illegible] دیکھنا میسر نہ ہو تو آج کسی قانون داں وکیل سے ہی پوچھا جا سکتا ہے۔

[illegible] علامہ کی اس عبارت سراسر واضح ہیں ایک آیۂ قرآنی کا بھی ذکر کیا ہے
حضور پرنور سردار انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیۂ قرآنی کی فرمانبرداری کر کے فرمایا
میں غیب جانتا ہوتا تو بہت بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھکو کوئی برائی نہ پہنچتی اس
سے علم غیب کہ جن لوگوں نے اپنے مصالح کا آلہ بنا رکھا ہے اس آیت کا یوں جواب
[illegible] فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلائیاں ... اور برائی سے آپ کی
ذات مقدس پاک ہے برائی کا پہنچنا ہی نہیں۔ لہذا علم غیب آپ کے لیے ثابت ہو گیا
اور آیت بجائے نفی کے اثبات بن گئی۔ جواب اس کا یہ ہے اول تو تمام علما کے
ان کی تعلیم پر پانی پھرتا ہے کہ آج تک اس آیت سے نفی علم غیب کی سمجھے [illegible]
جیسا کہ علامہ کی اس عبارت سے ظاہر ہے۔ دوم [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] جو معلوم ہوا کہ [illegible] اس لیے
[illegible] کرا اپنے [illegible] کی نفی کر کے [illegible] کرے [illegible]
[illegible] اس [illegible] ہے کہ آپ نے خیر اور [illegible]
[illegible] ہے اور اسی لیے آپ [illegible] کے خلاف [illegible]
[illegible] اور اس قسم کی [illegible] آپ کے
[illegible]
[illegible] کا قرون کا [illegible]

[illegible]

علیك بغلان یہ مسرور مراد ہے نہ مسرور دینی اور اخروی کہ جس سے آپ کے اصحاب کرام کی جوتیوں کے غلام بفضلہ تعالیٰ محفوظ ہیں اور دنیا ہی میں ان کو بشارت سنا دی جاتی ہے مرنے کے وقت یا مرنے سے پہلے۔

علامہ کی یہ عبارت کا مطلب اگرچہ واضح ہو چکا مگر میں اپنے فاضل مخاطب کے فہم شریف پر واضح کرنے کے لیے اور شواہد بھی ذکر کرتا ہوں پہلے یہ کہ ہمارے فقہائے حنفیہ اکثرہم اللہ بالطائفۃ الحنفیۃ بلکہ ہمارے اصحاب کے طبقہ علیا نے جن کو اجتہاد فی المذہب کا رتبہ حاصل ہے تصریح صریح اس بات کی کی ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت کرے وہ کافر ہے۔

مجتہد فی المذہب اور طبقہ۔ یہ دو لفظیں میری زبان سے نکل گئی ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ میرے مخاطب غالباً نہیں بلکہ یقیناً نہیں بتلا سکتے کہ فقہائے حنفیہ کے کئی طبقے ہیں اور نہیں ممکن کہ ہر ہر طبقے کے دو ایک نام گنا سکیں لہٰذا ایک مرتبہ تو مجتہد مطلق کا ہے جو ہمارے امام اعظم فقیہ العراق حضرت ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے اور ایک درجہ مجتہد منتسب کا ہے جو ہمارے امام اعظم کے اکثر اصحاب کو حاصل ہے اور ایک درجہ مجتہد فی المذہب کا ہے جو اکابر متأخرین کو بھی حاصل ہوا ہے۔

ہمارے فاضل مخاطب یہ بھی نہ جانتے ہوں گے کہ متقدمین کا دور کب ختم ہوا اور متأخرین کا دور کب شروع ہوا اور کون شخص واسطۂ بین المتقدمین والمتأخرین ہے اور باوجود اسی ہمہ دانی بحث و برہان سے [illegible] کے لیے آستینیں چڑھا رہے تھے۔ سنیے۔ علامہ علی الاطلاق محقق ابن ہمام جن کو علامہ ابن عابدین رد المحتار میں لکھتے ہیں ان الکمال ابن الہمام بلغ رتبۃ الاجتہاد بھی صاحب اجتہاد ایسی بے مثل و بے نظیر کتاب فتح القدیر میں لکھتے ہیں جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ [illegible]

[illegible]

وذکر فی المحیط ان بعض الفقہاء قال لا نکفر احدا من اھل البدع وبعضھم یکفر من
بعض اھل البدع وھو من خالف ببدعۃ دلیلا قطعیا وعلیہ اکثر اھل السنۃ
والنقل الاول اثبت نعم ھو فی کلامھم واھل المذاھب یکفرون ... الی قولہ
لیست من کلام الفقہاء الذین ھم المجتھدون بل من غیرھم ولا عبرۃ بغیر
الفقہاء والمنقول عن المجتھدین ما ذکرنا۔ حاصل ترجمہ یہ کہ فتوی تکفیر کے بارے میں
یا ہر فقیہ کا قول معتبر نہیں اس مسئلہ تکفیر میں صرف انہیں فقہا کا قول معتبر ہے جو کسی قسم کا رتبہ
اجتہاد رکھتے ہوں۔

محقق کی اس تصریح کے بعد ان کی کتاب مسایرہ کی عبارت سنیے وذکر الحنفیۃ فی فروعہم
تصریحا ... باعتقاد ان النبی یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالی قل لا یعلم من
الغیب الا اللہ ترجمہ لفظی۔ اور ذکر کیا ہے حنفیہ نے اپنے فروع یعنی فقہ کی کتابوں میں
تصریح کے ساتھ کافر کہنے کے لیے اس عقیدہ کی وجہ سے کہ نبی غیب جانتے ہیں بوجہ منافی
ہونے اس عقیدہ کے قول اللہ تعالی کے کہ کہہ دے کوئی نہیں جانتا کوئی آسمانوں اور زمین
میں غیب کو سوائے اللہ کے آمنا باللہ وکتبہ۔

اب حنفیہ کی لفظ جو اس عبارت میں ہے اس سے مراد وہی فقہائے حنفیہ ہیں

سلہ یہ عجیب مغالطہ دیا ہے در باقی طلب یہ امر ہے کہ صرف فتوائے مجتہدین در بارہ تکفیر معتبر ہے اس کا کیا
مطلب ہے؟ اگر یہ کہ جس امر کے انکار کو یہ حضرات کفر بتائیں اس کا انکار کفر ہے تو [illegible]
[illegible] وجلالت [illegible] صلی ... علیہ الصلوۃ والسلام کا انکار کفر ہے [illegible]
ہے [illegible] اور اگر یہ مطلب ہے کہ کوئی کفریہ کلمہ اس کو کافر سوا مجتہد کے کوئی
نہ کہے تو [illegible] کون مجتہد ہے؟ اور کوئی نہیں [illegible] صوم وصلوۃ کا انکار
[illegible] مسلمان کہہ دیئے ولاحول ولا قوۃ
الا باللہ نعوذ باللہ
سکہ کوئی نہیں جانتا غیب [illegible] کوئی نہیں جانتا اگر [illegible]
[illegible] معتبر ہے۔

درجۂ اجتہاد پر پہنچے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ نکلا کہ تمام اصحاب اجتہاد مذہب حنفی کی اس بات پر متفق ہیں کہ یہ عقیدہ کہ نبی غیب جانتے ہیں قرآن کے خلاف ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔

ہمارے مخالف شاید پوچھیں کہ تمام اصحاب کہاں سے مراد لیے گئے۔ بحر کی عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے کہ جس کا ترجمہ تمام ہو تو ہم عرض کریں گے کہ الحنفیۃ جمع محلی باللام ہے اور حسب اصول فقہ جمع محلی باللام مفید استغراق ہوتی ہے مالم یصرف عنہا صارف۔ علامہ علی قاری عالم بلد امین شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ (فقہ اکبر حنفیوں کے امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتاب ہے) اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم الخ ترجمہ وہی ہے جو اوپر کی عبارت کا ہے علامہ مصنف بحر الرائق شرح کنز الدقائق جو حنفیوں کی جماعت میں محرر المذہب ثانی ابو حنیفۃ الثانی کہے جاتے ہیں اپنی کتاب کے کتاب النکاح میں لکھتے ہیں کہ جو شخص نکاح کا گواہ اللہ و رسول کو قرار دے تو نکاح منعقد نہ ہوگا بلکہ وہ کافر ہو جائے گا۔ اس عقیدہ کی وجہ سے کہ نبی غیب جانتے ہیں اور ایسا لکھا ہے صاحب مختار نے جن کا لقب ہماری جماعت میں طراز المذاہب ہے اور صاحب

لہ الحنفیۃ [illegible] البحر [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible] علیہم السلام [illegible]
[illegible]
[illegible] اللہ و رسول [illegible]
[illegible]
[illegible]

فتاوی قاضی خاں سے وغیرہم۔

ان عبارات تکفیر سے وہ بھی اس تصریح کے بعد کہ تکفیر میں غیر مجتہد کا قول معتبر نہیں

(الفیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) چنانچہ قیل یکفر کے تحت میں طحطاوی میں ہے لعل وجهه انه حلل ما حرمه الله لان الله تعالى لم يحل النكاح الا بشهود الجنس فاذا اعتقد الحل بغير ذلك فقد خالف في شرح الملتقى لانه ادعى ان الرسول يعلم الغيب قال بعض زاد نقلا عن التاتارخانية لا يكفر لان بعض الاشياء تعرض على روح النبي صلى الله عليه وسلم فيعرف بعض الغيب قال الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول اه انتهى یعنی شاید تکفیر کا سبب یہ ہے کہ اس نے اس چیز کو حلال جانا جس کو اللہ تعالی نے حرام فرما دیا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے حلال نہیں کیا نکاح کو مگر اپنے جنس کے گواہوں سے تو اگر بغیر شہود جنس کے نکاح کو حلال جانا تو اس نے صریح مخالفت کی۔ انتہی۔

شرح ملتقی میں ہے کہ وجہ تکفیر یہ ہے کہ اس نے دعوی کیا کہ رسول غیب جانتے ہیں اور تاتارخانیہ میں اس وجہ سے [illegible] کا فر اس وجہ سے نہ ہوگا کیونکہ بعض اشیاء روح پاک حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر پیش کی جاتی ہیں تو آپ بعض غیب کو جانتے پہچانتے ہیں فرمایا اللہ تعالی نے کہ اللہ عالم الغیب ہے تو نہیں مسلط فرماتا اپنے غیب پر کسی کو لیکن اس کو کہ چن لیا یعنی رسول کو ختم ہوا ترجمہ اس سے معلوم ہوا کہ طحطاوی نے کہ فتوی تکفیر قول ضعیف ہے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اسکی وجہ حضور کو غیب داں سمجھنا ہے بلکہ اس وجہ کو ہمارے علمائے حنفیہ نے رد فرمایا ہے۔ رد المحتار میں ہے قوله قيل يكفر لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عالم الغيب قال في التاتارخانية وفي الحجة ذكر في الملتقط انه لا يكفر لان الاشياء تعرض على روح النبي صلى الله عليه وسلم وان الرسل يعرفون بعض الغيب قال الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول اه قلت بل ذكروا في كتب العقائد ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع على بعض المغيبات وردوا على المعتزلة المستدلين بهذه الآية على نفيها بان المراد الاظهار بلا واسطة والمراد من الرسول الملك اي لا يظهر على غيبه بلا واسطة الا الملك اما النبي والاولياء فيظهرهم عليه بواسطة الملك او غيره وقد بسطنا الكلام على هذه المسئلة في رسالتنا المسماة سل الحسام الهندي لنصرة سيدنا خالد النقشبندي فراجعها فان فيها فوائد نفيسة والله تعالى اعلم انتهى یعنی فتوی تکفیر [illegible] وجہ کہ حضور کو غیب داں [illegible] مردود ہے۔ [illegible] تاتارخانیہ و حجہ میں ملتقط سے نقل کیا [illegible] اس وجہ سے [illegible] کہ اشیاء روح نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب جانتے پہچانتے ہیں فرمایا اللہ تعالی نے اللہ عالم الغیب ہے تو نہیں [illegible] اپنے غیب پر کسی کو مگر جس کو پسند فرما لے رسول [illegible] بلکہ علمائے اسلام نے کتب عقائد میں ذکر کیا ہے [illegible] کی کرامتوں سے ہے بعض مغیبات پر اطلاع [illegible] اور معتزلہ [illegible] اس آیت سے [illegible] اولیاء [illegible]

[illegible] صفحہ [illegible]

اب سننے والوں کو معلوم ہو گیا کہ جس چیز کو ایمان کہا جاتا تھا وہ کفر ہے اور جس کو اب بھی نہ معلوم ہوا اس کو مرنے کے بعد معلوم ہو جاوے گا ؎

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ۔ کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور

جناب مولانا احمد رضا خانصاحب اور ان کے اتباع کو اختیار ہے کہ وہ آپ کے رسائل پر عمل کریں اور اس کفر کو اپنا ایمان بنائیں لیکن ہم باللہ الذی لا الہ الا ہو مذہب حنفی کے اجتہاد کے سامنے ان کے قول کو بجوے نمی خریم ؎

تو و طوبیٰ و ما و قامت دوست ۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

انشاء اللہ تعالیٰ میں سامعین کو اپنی تقریر کے اختتام پر مولانا اشرفعلی صاحب کی تحریر منقولہ حفظ الایمان اور شرح مواقف کی تحریر ایک دوسرے کے سامنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۵) غیبدانی کا انکار کرتے ہیں [illegible] کیا اس طرح کہ آیت میں اظہار بلا واسطہ مراد ہے اور رسول سے مراد فرشتہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ نہیں مسلط فرماتا اپنے غیب پر بلا واسطہ لیکن فرشتوں کو لیکن نبی اور اولیا تو ان کو غیب پر مسلط فرماتا ہو بواسطہ فرشتہ وغیرہ کے اور ہم نے جس کو ماکیا ہے کلام کو اس مسئلہ پر اپنے رسالہ میں جس کا نام [illegible] المسند [illegible] انتشبند [illegible] دیکھو اس میں تفصیل فرمائی ہیں اور اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے [illegible] اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ ہمارے صحابہ کرام غیبدانی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے [illegible] ہیں اور کتب عقائد میں بھی یہ مسئلہ ذکر ہے دوسری یہ کہ اولیاء کرام بھی غیب جانتے ہیں تیسری یہ کہ جہاں [illegible] غیب غیر اللہ کو بیان فرمایا ہو وہاں علم غیب بلا واسطہ مراد ہے تو آیۃ کریمہ قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ کوئی نہیں جانتا آسمانوں اور زمینوں میں غیب کو بلا واسطہ سوا اللہ کے [illegible] مذہب [illegible] جماعت [illegible] یہ کہ فتوے تکفیر کی یہ وجہ کہ غیبدانی رسول کو [illegible] معلوم ہوا کہ نکاح میں [illegible] گواہ بنانے سے نکاح [illegible] کافر ہو جانا ایک تو قول ضعیف ہو [illegible] یہ وجہ غلط ہے کہ رسول کو غیبدانی [illegible] رسول ثابت ہو قرآن کریم سے اور [illegible] [illegible] مسئلہ [illegible] ہیں [illegible] مسئلہ ضعیفہ غیر معتبرہ [illegible] کر دیا اور قول [illegible] فتوی [illegible] اجماع [illegible] ایضاً [illegible] اجماع [illegible] علم [illegible] فتویٰ [illegible] [illegible] حیات [illegible] بعد اللہ [illegible] [illegible] مخالفت کر [illegible]

تھا کہ [illegible] اس کے مسئلہ کو اپنی کتاب [illegible] القدس [illegible]

بلکہ برا ء العین دکھلادونگا کہ مولوی اشرفعلی صاحب کا جرم درحقیقت یہ ہے کہ علامہ کے مترجم یا شارح بنگئے ہیں اور نعتہ عشقی پر جان دیتے ہیں اسکے سوا کوئی ان کا جرم نہیں ہے ؎

بجرم عشق توام میکشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

چونکہ جناب مولوی سید محمد صاحب نے مجھ سے آج فرمایا کہ جب تک چار گھنٹے پہلے تمہاری تقریر کی نقل نہ مل جائے میں تمہاری طرح فی الوقت جواب دینے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اس وجہ سے میں انشاء اللہ سامعین کے سامنے اخیر وقت تک بہت سے مفید مبحوث عنہا مسائل پر روشنی ڈال سکونگا۔

ہاں جناب ایک بات قابل پوچھنے کے یہ بھی ہے کہ اشرفعلی صاحب وغیرہ پر آپ کو اس وجہ سے غصہ آیا کہ بقول آپ کے اُنھوں نے توہین کی اور یزید کے کفر کا فتویٰ نہ آپ کے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے دیا نہ آپ نے بلکہ یہی لکھا کہ کافر نہیں کہنا چاہیے کیا یزید کے افعال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ دین الٰہی کی توہین کرنے والے نہیں تھے۔

میلاد خوانی اور شہادت نامہ خوانی جس کو آپ اپنا شرف بتلا چکے ہیں کیا اس میں یہ واقعات آپ نے نہیں دیکھے کہ یزید نے حرم نبوت میں گھوڑے بندھوائے اذان

لہ او بھائی تیرا بُرا ہو کچھ بولو کہ تمہاری تقریر سے پہلے نقل شدہ خصم کی تقریر تم کو ملی تھی یا نہیں کہو ہاں وہی لکھو کہ تمہاری تقریر جو تم مناظرہ کے بعد تمہارے خصم کو ملی اور قبل اس کے کہ وہ مطے تمہارے خصم نے تو تمہارا ادھر رسالہ کرہ یا تھا یا نہیں کہو ہاں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ خود سے مکر اور کے مدد انسان تو تم ہی بچے ہوئے کہ کس سے یاد پڑتا ہے تمہارے خصم کو تمہارے الفاظ کا رد کرنا مقصود لہذا تقریر طلب کی کہ شاید کوئی امر مناظرہ میں چھوٹ رہے مگر چونکہ تم نے تقریر منہ ادھر کی اور تم کو اڑان گھائی لگا تھا لہذا تمہیں خصم کی تقریر کی کیا حاجت تھی اگرچہ پہلے سے تم تک پہنچا دی گئی ہو ۱۲ ۔ لہ کس رسالہ کس کتاب کس پرچہ میں کچھ تو شرماؤ ۱۲

سہ یہ مسلمانوں کے لیے باعث شرم ہے مگر کو اپنا پہلے کہا ہے محض جھوٹ ہو تقریر میں صرف میلاد خوانی کو ذکر ہے ۱۲

موقوف ہوئی۔ اُس مسجد میں جو آخر مساجد انبیا ہے اُس میں اذان موقوف ہوئی یہاں تک کہ اہل ایمان کو اندیشہ پیدا ہوا کہ قبر مبارک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے ادبی کریں۔ اس دغدغے کے پیدا ہوتے ہی ایک جاں نثار کرنے والا اُٹھتا ہے جس کا نام مبارک سیدنا ابو سعید خدری ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور روضۂ مقدسہ کے پاس جاکر قبر شریف کے پاس اس ارادے سے بیٹھتے ہیں کہ اگر کوئی آیا تو پہلے میں اپنی جان نثار کرونگا اور کئی روز بیٹھے ہیں اور اس حالت میں کہ نماز کو نہیں بھولتے فرماتے ہیں کہ روضۂ مقدسہ کے اندر آفتاب کی روشنی نہ جانے کے سبب سے نماز کا وقت نہ معلوم ہوتا تھا الا بهمهمة اسمعها من قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم اخرجہ فی المشکوٰۃ یعنی ایک گنگنانے کی آواز یعنی زمزمہ مقدسہ قبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا اور سمجھ لیتا تھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ انبیا علیہم السلام اس عالم تکلیف سے جانے کے بعد بھی نماز میں مشغول ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الانبیاء احیاء یصلون الخ انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں۔

ایک بات اور یاد آئی محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوی کرنے والے غور سے سنیں کریم سے رخصت ہوتے وقت اس محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کیا کلمہ تھا۔ چلتے چلتے ہمکو وصیت کر گئے کہ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب ماثبت بالسنۃ میں روایت لکھتے ہیں کہ یہی آخری کلمہ تھا جو زبان فیض ترجمان پر جاری ہوا اور اس کلمہ کو بار بار فرماتے ہوئے بلکہ یک حکم الٰہی سے اپنی زبان کو روک لیا یہاں تک کہ لب مبارک سے اسی کلمہ کی

سلہ ابھی یہ کیا کہہ [illegible] امام [illegible] نبی کریم [illegible]
[illegible]

دروازہ جاری تھی۔ اے پیاری نماز آج تیرا مرتبہ ان مدعیان سنت کو معلوم نہیں ورنہ تیرے عاشق وشیدا اس طرح نشانۂ ملامت نہ بنتے۔

افسوس کل جماعت کے متعلق آیۂ قرآنی حدیث نبوی سُنانے کے بعد بھی میری بدنصیب آنکھوں نے یہ منظر دیکھا کہ جناب مولانا سید محمد صاحب ایک گھر کے اندر تنہا نماز پڑھ رہے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج آیت وحدیث کے بعد فقہ حنفی کو بھی اضافہ کیے دیتا ہوں شاید ہمارے عزیز مخاطب کو معلوم ہو اگر انھوں نے شرح وقایہ پڑھی ہوگی تو جماعت کے لیے سنت کا لفظ دیکھا ہوگا اور اسی وجہ سے دھوکا کھایا ہوگا کہ جماعت سنت ہے غلط اور بالکل غلط۔ جماعت کے متعلق متاخرین فقہائے حنفیہ میں دو لفظ رائج ہیں سنت اور واجب۔ مگر وہ فقہا جو مرتبۂ اجتہاد پر پہنچے ہوئے ہیں وہ سب مرتبۂ وجوب کی طرف گئے ہیں دکفی بابن الھمام شاھدا۔ ردالمحتار میں نفیس تاویل سنت کہنے والوں کی کی ہے۔ سنت کے معنی وہاں لغوی ہیں نہ معنی اصطلاحی یعنی طریقۂ دین۔

علامہ بحرالعلوم فرنگی محلی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے رسائل الارکان میں ایک بڑے تعجب کلمہ یالیت شعری۔ یالیت شعری لکھکر فرماتے ہیں کہ جو لوگ جماعت کو سنت کہیں وہ اس کا کیا جواب دے سکیں گے کہ سنت کے تارک پر وعید نہیں ہوتی اور جماعت کے تارک پر آگ سے جلانے کی وعید وارد ہوئی وہ بھی اس اہتمام کے ساتھ رحمۃ للعلمین بنفس مقدس امامت جو خاص منصب اُن کا تھا اُس کو چھوڑ کر تارکان نماز کے گھر میں آگ لگانے کا عزم فرماتے ہیں۔

شیخ عبدالحق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ آگ سے جلانے کی سزا کسی جرم اور کسی گناہ پر وارد نہیں ہوئی۔ صرف دو گناہوں پر ایک ترک جماعت دوسرے خیانت مال غنیمت۔

ك وہ نماز زور زبانی ۱۲ ۲ه سارا معمہ اس کا ہے کہ تمہارے ساتھ کیوں نہ پڑھی ۱۲ ۳ه مطلق سنت ۱۲ ۴ه اس لفظ کو پھر دیکھو ۱۲۔

ترک جماعت کے بعد اپنے آپ کو سنت و جماعت کہنا برعکس نہند نام زنگی کافور نہیں تو اور کیا ہے اگر یہ عذر ہو کہ تو نماز پڑھاتا ہے اس وجہ سے وہ ترک جماعت کرتے ہیں تو میں نے سلطانپور میں عرض کیا تھا اور اب بھی کرتا ہوں کہ امامت کا مجھے شوق نہیں ہے۔ سلطانپور جب آپ ایکدفعہ نوجوانی کی تیزی کے ساتھ بڑھکر امامت کی تھی تو میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے میں ذرہ برابر عذر نہیں کیا یہ بھی واضح رہے کہ گھر میں اگر جماعت سے بھی نماز پڑھیے تو آپ نماز قائم کرنے والے نہیں کہے جائیں گے۔

قرآن کریم میں خداوند عالم نے جہاں اپنے نور پاک کی مثل بیان فرمائی ہے اپنے جاننے والوں کو یہ بھی بتلا دیا ہے کہ اس نور پاک کی تلاش موسی علیہ السلام کی طرح کوہ طور پر نہیں جانا پڑے گا بلکہ فی بیوت الخ یعنی یہ نور پاک تمھیں اُن گھروں میں ملیگا جو بلند بنائے جائیں گے۔

جناب والا اگر آپ گھر کے اندر نماز پڑھیں گے تو اُن انوار سے آپ کی نماز محروم رہیگی اور جو نماز ان انوار سے محروم کردہ نماز جیسی نماز ہے ہر ایمان والا سمجھ سکتا ہے۔ کیا مسجد اللہ سے ابتک آپ کو محبت بھی نہیں جتنی قیس کو لیلیٰ کے مکان سے تھی کہ ایک روز قیس کا گزر ایک ویرانے میں ہوا تو اُس کے در و دیوار کو چومنے لگا اور اس کے خس و خاشاک کو چومنے لگا۔ کسی نے بہت پوچھا تو کہا قصہ کوتاہ منشین لیلیٰ ست۔ بلبل فتادہ خار و خس۔ کیا اسی حالت پر دعوی ہے عشق الٰہی کا اور محبت جناب رسالت پناہی کا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دعوی فقیری کا ایسے دعوے کو قرآن رد کرتا ہے ارشاد

[illegible]

الناس الخ۔ اں جناب تو یزید نے آپ کے نزدیک کوئی توہین نہیں کی صحابہ کرام
کے خون کے دریا بہا دیے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر جب مقام حرا کی
طرف ہوتا تو بہت روتے۔ سبب پوچھا جاتا تو آپ فرماتے کہ یہ پتھر میرے اصحاب
کے خون سے ڈوبیں گے جس واقعہ نے روح مبارک کو پہلے سے اتنا مغموم کر رکھا
تھا اس کے مرتکب کو آپ توہین کرنے والا نہیں کہتے۔ اور جناب مولانا احمد رضا
خانصاحب اپنے اتباع کی مایۂ ناز کتاب الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۶ میں فرماتے ہیں

بالجملہ اس طائفہ تالفہ خصوصاً ان کے پیشوا کا حال مثل یزید پلید علیہ ما علیہ ہے کہ محتاطین
نے اس کی تکفیر سے سکوت پسند کیا۔

دو لطیفے ہیں ایک یہ کہ یزید کافر نہیں دوسرے یہ کہ جو اس کو کافر نہ کہے وہ محتاط ہے
معلوم ہوا کہ جو کافر کہے وہ بے احتیاط ہے نتیجہ یہ کہ شرح عقائد نسفی کے مصنف
جنکی کتاب آج درس نظامی میں ہے وہ بے احتیاط جو فرما رہے ہیں ولعنۃ اللہ علیہ وعلی انصاره
الخ۔ ہم لوگ نہیں سکوت کرتے اس کے بارے میں بلکہ کہتے ہیں کہ خدا کی لعنت
اس پر اور تمام اس کے مدد کرنے والوں اور انصاروں پر۔

جناب والا۔ دعوئ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت معلوم ہو گئی اگر توہین پر
مولوی اشرفعلی صاحب سے عناد ہوتا تو یزید سب سے پہلے اس کا مستحق تھا اور حضرت
امام ربانی مجدد الف ثانی سے عناد کس بات پر ہے۔ واللہ ابھی میرا دل تھمتا

ف۱ واہ رے تمہارا فروغ کہ سب کچھ لکھا مگر مصائب اہل بیت کا ذکر تک نہ کیا اچھا ہوا کہ جن واقعات کو
تم نے ذکر کیا ہے وہ اس درجہ کے ہیں جنکی بنا پر ان کا قطعی ہونا ثابت ہو تو ہاں تو ثبوت ورنہ امر غیر منصوص کی بنا پر تکفیر
سے کیا معنی ۱۲ ف۲ آخر ہر پا ... لکھنؤ کے رہنے والے اسلئے لطیفہ گوئی شروع کر دی ۱۲ ف۳ واہ واہ کیا کہنا
عالم ہے کافر کہنے سے سکوت کریں اور کافر ہونا ایک چیز ہے خوب۔ کہا ... اگر یزید یقیناً کافر ہوتا تو سکوت
کا حکم نہ دیا جاتا ۱۲ ف۴ یہ بھی خوب ہی کوئی کہے کہ مسلمانوں نے خدا کو ایک مانا ہے تو اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ
جو خدا کو ایک کہے وہ مسلمان ہے اگرچہ ضروریات دین کا منکر ہو تو اگر کہا گیا کہ محتاطین نے سکوت فرمایا تو اس کا
یہ مطلب نہیں کہ جو سکوت کرے وہ محتاط ہے اگرچہ ہر قسم کی بے احتیاطی کرتا ہو ۱۲ ف۵ اس سے بھی ... ف۶
... الٹی سمجھ ہے ۱۲

نہیں ہوا۔ ایک عالم اگر آپ کی جوتی کے تسمے پر قربان کر دوں تب کہوں کہ زخم بالا
کن کہ ارزانی ہنوز + اس زبان کو خدا کے سامنے جواب دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے
جس نے اس کلمہ کے ساتھ تکلم کیا کہ جب تک توبہ نہ کی چھوڑے نہ گئے۔ کسی تاریخ کا
حوالہ تو آپ سے پوچھنا بیکار۔ مگر اتنا تو بتلائیے کہ توبہ کرائی کس نے جہانگیر نے جو ان کی
جوتیوں کی خاک کا غلام تھا جو یہ کہتا ہے کہ میں نے تمام عمر کوئی کام ایسا نہیں کیا کہ
جس سے نجات کی امید ہو مگر ایک کلمہ جو شیخ احمد سرہندی نے فرمایا کہ خدا اگر ہمکو
جنت میں لیجائیگا تو بغیر تیرے نہ جائیں گے۔

یہ بھی کسی تقریر سابق میں مولانا احمد اشرف صاحب نے لکھوایا ہے کہ ہم سے تو تکفیر میں
احتیاط کے لیے کہا جاتا ہو مگر حضرت مولانا محمد علی صاحب دامت برکاتہم و مت۔ مرزا
غلام احمد اور اُن کے ماننے والوں کو کیوں کافر کہتے ہیں۔ احتیاط کا جو مطلب خود آپکے
مولانا احمد رضا خانصاحب کی کتابوں سے بیان کر دیا ہے اُسی مطلب نے ان کے اس
اعتراض کو رد کر دیا ہے۔ آپ کو ابھی خبر نہیں کہ مرزا غلام احمد اور ان کے ماننے والوں
کے کیا اعتقاد ہیں کھلم کھلا ختم نبوت کے منکر بلا تاویل[1] اور مرزا غلام احمد کو نبی و رسول[2]
صاحب شریعت رسول کہتے اور کہتے ہیں وغیرہ ذالک من خرافاتہم۔

جناب مولانا اشرف علی صاحب کے کلام سے آپ توہین ثابت کر دیتے اور اُس کے بعد
کافر کہتے تو دنیا میں کوئی آپ کو بے احتیاط کہنے والا نہ کہتا اور سب کہتے کہ خوب کیا
اچھا کیا۔ کل آپ کو معلوم ہو چکا کہ بے انتہا عظمت و جلالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
ظاہر ہو رہی ہے کہ تاویل و تحریف کے بعد بھی اُس کا کوئی دوسرا مطلب نہیں ہو سکتا مگر
اس کا کیا علاج کہ ع گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است +

ایک بات جناب مولانا احمد اشرف صاحب سے پوچھنے کی ہو کہ اُنھوں نے جو فتوے
کا حکم زوجین میں تفریق کرائی یعنی مسلمانوں کو ایک دوسرے سے ترک موالات کا سبق

---

[1] یعمار الکلام ہو یہ الفاظ خصم کی تقریر میں دکھاؤ ۱۲ [2] یہی وہ بھی مثل آپ کے خاتمیت مرتبی کے معتقد اور ختم زمانی کے منکر ہیں ۱۲ [3] یہ کفر ہوا یہ ود شنام الٰہی ۱۲ [4] گستاخی دربارہ رسالت کو بھی مسلمان کہنا اتنا ہی کام

سکھلایا اور اپنے کو ما یفرقون بہ الخ

آیہ کا حاصل یہ ہے کہ خداوند عالم نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو ہاروت وماروت سے جاکر سحر وغیرہ سیکھتے ہیں کہ زوج وزوجہ میں تفریق ڈلوادوں۔ پوچھنا یہ ہے کہ جناب والا اس فتوے پر خود آپ کا بھی عمل ہے یا صرف مریدوں کے لیے ہے اور مرید بھی صرف فتحپور ابراہیم پور وغیرہ کے۔ کیا آپ نے اپنے خاندان میں ان بزرگوں سے جو مولنا اشرفعلی صاحب کو کافر نہیں کہتے اسی فتوے کے موافق ترک موالات وترک نشست و برخاست واکل وشرب وازدواج وغیرہ کا نشانہ بنالیا ہے یا نہیں اگر نہیں بنایا تو آپ کو اور تو کچھ نہیں عرض کرتا صرف اجازت ہو تو وہ بھی بادب تمام کہ بجائے زجر تو قرآن استاد دست قولہ تعالے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم ای علمائے یہود تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور اپنے نفسوں کو فراموش کرتے ہو۔ افسوس نام زہرا بعون ودین یہودی داشتن ۔ قولہ تعالیٰ لما تقولون ما لا تفعلون کبر عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون یعنی اے لوگو کیوں تم ایسی بات کہتے ہو جس کو خود نہیں کرتے خدا کے نزدیک بڑی ناخوشی کی چیز ہے ایسی بات لوگوں سے نہ کہو جس کو خود نہیں کرتے۔ دوسری بات اس فتوے کے متعلق جناب ممدوح سے پوچھنے کی یہ ہے کہ جناب نے اس پر ایک حدیث لکھوائی لا تواکلوھم الخ نہ اس حدیث کے اوپر کا ٹکڑا لکھوایا کہ جس سے معلوم ہوتا کہ ھم کی ضمیر کس طرف پھر رہی ہے اور نہ کتاب منقول عنہ کا نام لکھا یہ دونوں باتیں

سلہ خاندان اشرفی میں کوئی نہ گستاخ دربار رسالت تھا نہ گستاخی کو پسند کرتا تھا سب سنی تھے اور اعلیحضرت قبلہ کے جن سے تعلقات ہیں وہ اب بھی بحمد اللہ تعالیٰ سنی ہیں بلکہ سب اراکین خاندان سنی ہیں باستثنائے چند مثلاً مولوی وحید الدین انھوں نے ابتدار مناظرے دیوبندیوں کی طرفداری کی اور صرف اسلیے کہ مفتی عبد اللطیف کے شاگرد ہیں اپنے استاد کی جانب داری میں دین کی قدر نہ کی یا شاہ محمد شفیع ہیں انھوں نے تو اپنے کو فرقہ متعلق اہل سنت وجماعت کا ابتداسے بنایا مگر آخر الذکر سے شکایت نہیں مذہبی دنیا میں آپ نے کئی کروٹیں بدلیں نیچری - قادیانی - ندوی - اہل قرآن - اہل حدیث - سب کے دسترخوان سے کچھ نہ کچھ چکھا ہے - پھر اہل تصوف کو سامنے ہوئے اور اب صوفیت پسند خاطر شریف ہوئی ہے -

اگر جناب کو اس وقت یاد ہوں تو لکھ دیں کیونکہ علم ذہینہ میں ہوتا ہے نہ کہ سفینہ میں

تیسری بات اس فتوے کے متعلق جناب ممدوح سے پوچھنی ہے کہ جناب مولانا مولوی سید محمد صاحب نے جناب مکرم مولانا عصمت حسین صاحب کو مناظرہ میں آپ کے غیر مساوی ہونے کے سبب خرابی بتلائی ہے تو کیا واقعی آپ علم میں ان سے زیادہ ہیں۔

میں تو دیکھتا ہوں کہ آپ نے اپنے فتوے کے شروع میں جو دو تین سطریں عربی کی لکھی ہیں سوا ان الفاظ کے جو چھپی ہوئی کتابوں میں لکھے ہیں ایک جملہ اپنی طرف سے بڑھایا ہے اور وہ بھی غلط ہو اور اتنا کہنے کے بعد اب میں آپ کے ہاتھ میں دیتا ہوں وہ پڑھ کر بتلا دیں کہ کہاں غلطی ہے اور کیا غلطی ہو۔ اس کے بعد شرح مواقف کی عبارت کی دو تین سطریں پڑھیں اور ترجمہ کریں اور وہ دو تین سطریں پڑھیں اور ترجمہ کریں معلوم ہو جائے گا کہ کون علم میں زیادہ ہے اور کون علم سے بالکل خالی ہے

فاضل مخاطب نے ایک لفظ شطحیات صوفیہ ارشاد فرمایا ہو شاید شطحیات کے معنی ان کو معلوم نہیں ورنہ ایسے سبک لفظ کے لیے جن کے نام سے آج انکی عزت ہوتی ہے خوب قدر دانی کی گئی (حضرت امام ربانی کے نعل کے تسمہ پر تمام عالم کے قربان کرنے کو کہا ہو کہیں ایسا نہ سمجھیے گا کہ تمام عالم میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مجھے کسی سلسلہ کے بزرگوں سے انکار نہیں ہے کل سلاسل اولیاء اللہ کے برحق ہیں اور سب موصل الی اللہ ہیں۔ حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ طرق وصول الی اللہ بقدر انفاس خلائق ست بلکہ بیشتر ازاں۔

کہ لطائف اشرفی کا بھی ثبوت ہم سے مانگا جا رہا ہے۔ غیرت کی بات ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا

ے کیا غضب ہے! آپ سے لطائف اشرفی کا ثبوت نہیں مانگا جاتا بلکہ لطائف سے جن مضامین کو [illegible]
نقل کیا ہے ان کے تواتر کا ثبوت مانگا جاتا ہے جو آپ سے بلکہ آپ کے اخوان سے بھی ممکن [illegible]
[illegible] نہیں کیا [illegible] الفاظ کے [illegible] ورنہ ثبوت دیں [illegible]
پوچھو [illegible] کے قائل آپ کو [illegible]

کہ غیر خاندان کا آدمی آپ سے ثبوت مانگتا اور آپ دیتے۔ چہ جائیکہ آپ خود ایسا کہہ رہے ہیں۔ کتاب[1] بھی حضرت شاہ علی حسین صاحب کی چھپوائی ہوئی ہے جنہیں آپ کے خاندان کے تمام موجودہ ارکان اس کے اباً عن جدٍ راوی ہیں۔ الی صاحبہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مگر آپ سے اس کی کیا شکایت جبکہ سلطانپور سے آپ قرآن کے قرآن ہونے کا بھی ثبوت مانگتے تھے جیسا کہ مباحثہ سلطانپور میں چھپا ہوا ہے جس کو قرآن کے تواتر میں کلام کرنے کی جرأت ہو اُسے لطائف اشرفی کے تواتر کا انکار ہرگز قابل شکایت نہیں ہو سکتا۔

فاضل مخاطب نے کفر کی[2] دو قسمیں لکھائی ہیں۔ کفر کلامی و کفر فقہی۔ اس خانہ ساز تقسیم سے مقصود جناب مولانا احمد رضا خانصاحب کی عبارات مفتنا حنفیہ کی تلبیس ہے مگر ہمارا دین ایسا نہیں کہ جس کے جی میں جو کچھ آئے کہہ لے۔ یہ تقسیم ائمہ معتبرین کے کلام میں سے دکھلانا پڑے گی اور پھر ہم کو تو اس سے بحث بھی نہیں آپ کے اوپر تو فقہا اور متکلمین بلکہ مجتہدین حنفیہ کے کفر کی مہر ہم نے لگا دی ...... الخ

عرف عام

کے معنی میں آپ نے بڑا طول دیا ہے اور وہاں وضع جدید کی بحث بھی چھیڑ دی ہے

[illegible]

جس طرح مرتد ہونے کی توبہ قبول ہونے سے متعلق ہے ضرورت ہے [illegible] کر کے
وقت شائع کیا اسی طرح آپ نے یہ بھی کیا اور مولانا [illegible] صاحب پر الزام
لگایا کہ وہ عربی عالم سے [illegible] حضرت مولانا آپ کو عربی کے کچھ معلوم اور
نہ عام ہے کہ اور مجھے معلوم ہوں کو بتلاتا ہے میں شکایت کرتا ہوں۔

اس کے بعد مولانا سید محمد صاحب نے فرمایا کہ آپ کہتے جائیے۔ چنانچہ پھر تقریر
شروع کر دی گئی دیر تک انتظار کرنے کے بعد باوجود بلوانے کے مولانا احمد اشرف صاحب
تشریف نہیں لائے تو مولانا سید محمد صاحب سے عرض کیا گیا کہ وہ فتویٰ یہ موجود
ہے اور اس میں عربی کی عبارت پڑھ کے آپ بتلاویں کہ کونسی غلطی ہے اور غلطی ایسی
ہے کہ [illegible] پڑھنے والا بھی ایسی غلطی نہیں کر سکتا اور مولانا غلطی کو ثابت کر دوں گا۔
جناب مولانا سید محمد صاحب نے کہا کہ آپ لکھ دیجئے میں نہیں پڑھوں گا افسوس ہے
پھر ہمارے بعض احباب نے اصرار کیا تو جناب مولانا احمد اشرف صاحب کی خدمت
میں گزارش کیا تھا کہ آپ اپنا عالم ہونا یا کسی مرتد کا خفی ہونا ثابت فرماویں اس کے بعد
اپنا [illegible] مسلمانوں کو سناویں اور [illegible] جس کی یادداشت میں چند گالیوں کا مجموعہ
لا جس کو بحیثیت [illegible] زیادہ ہونے کے خلعت فاخرہ سمجھ کر اپنے سر پر رکھتا ہوں

[illegible] کہ شود ناک تیغت سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

جس طرح جناب مولانا سید محمد صاحب نے اپنی تقریر کے خاتمے پر اپنی تقریر کا خلاصہ
اور کچھ وعظ مسلمانوں کو ہمارے طرف سے [illegible] فرمائی تھی اسی طرح
میں بھی اپنی تقریر کا خلاصہ مسلمانوں کو سنانا چاہتا ہوں اور اپنے مالک جل شانہٗ
سے دعا کرتا ہوں کہ اس خلاصہ میں ایسے کلمات جامعہ میری زبان سے ادا کرا دے
جو اہل حق کی ترجیح کے لیے کافی وافی ہوں۔

[illegible]

عبارت حفظ الایمان صفحہ ۶

اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی — ای الاطلاع علی الغیوب کلا بالبعض
کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو — ای بالنبی کما اقر شعبہ حیث جوز تحقق
بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم — لہ ناصبین وللوضی والشامحین
کے لیے بھی حاصل ہے۔ — فلا یختص بہ النبی من غیرہ۔

حضرت مولانا مولوی سید محمد صاحب شاہ گنجی مدظلہ نے مولوی عبدالشکور کے جواب میں تقریر فرمائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

امابعد حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ میں نے مسئلہ پر کس قدر جم کر بحث کی اور مولوی عصمت حسین صاحب کی تقریر کے ہر ہر جملہ اور ایک ایک بات کا جواب دیا بلکہ کہیں کہیں ایک ایک بات کے متعدد پہلوؤں سے کئی کئی جواب دیے گئے ہیں۔ آپکی تقریر کے درپے رہا۔ الحمد للہ اس کا بطلان میں نے خوب واضح کر دیا۔ پھر مولوی عبدالشکور صاحب نے میرے جواب میں تقریر شروع کی لیکن جناب مصنف کی تقریر آپ صاحبوں نے سنی ہے کیسی عجیب تقریر ہے کہ بے ڈھنگ سلسل ہے اور میرے بزرگوں کو گالیاں دی گئیں۔ طرح طرح کے الزام واتہام۔ اپنی غلطیاں۔ پھر مولوی صاحب کا موضوع بحث رہا۔ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مجلس مناظرہ کی مجلس ہی نہیں ہے بلکہ دل کے بخار نکالنے اور ہماری غلطیاں پیدا کرنے کے لیے یہ وقت وقف کر دیا گیا ہے۔ حاضرین بھی اس تقریر سے سخت پریشان ہوئے اور میرے کانوں نے ویسی آوازیں سنیں جس سے معلوم ہوتا تھا

سلہ حضرت نے کہا کہ [illegible]

سرزد ہوں گے۔ اشاعت وقت اور سب کچھ نہایت ناگوار رہا۔ بجز ان چند اصحاب کے جن پر وہ گالیاں شکر و حمد کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ اور وہ اس سے حظ اٹھاتے تھے۔ وہ مولوی صاحب کے مخلصین ہیں۔ ان کا شوق ہی مجلس میں پہنچا تھا۔ باقی عام مجلس بہت مکدر تھا اور اکثر حضرات اٹھ گئے لیکن اہلحدیث نے صبر و استقلال اور ہمارے ضبط کو بھی ملاحظہ فرمایا کہ ہم کس سکون و اطمینان کے ساتھ وہ گالیاں سنتے رہے اور جو فریق گالیوں کی برداشت نہیں کر سکتے تھے اور بیتاب ہوئے جاتے تھے ان کو ہم نے کس کوشش کے ساتھ سنبھالے رکھا۔

مولوی صاحب نے سلطانپور۔ بہرائچ شریف۔ نانپارہ وغیرہ کی طویل داستانیں شروع کیں اور ان کے ضمن میں ہماری طرف بہت بے اصل اور غلط الزام لگائے گئے اور خلاف واقعہ باتیں کہی گئیں۔ یہ جلسہ تو اس مسئلہ پر کلام کیلئے تھا جس پر پہلے بحثیں ہو رہی ہیں لیکن مولوی عبد الشکور صاحب کا جوش غضب و اشتعال طبیعت صبر نہ کر سکتا تھا اور وہ ہم کو برا کہتے کہتے نہ تھکتے تھے اور ہمیں گالیاں دینے سے ان کی طبیعت سیر نہ ہوتی تھی۔ اخیر وقت میں بحث کے متعلق کچھ فرمایا لیکن اس کے ضمن میں بھی وہی انداز جاری رہا۔

پرسوں کا جلسہ اس طرح تمام ہوا۔ کل کے جلسہ میں مولوی صاحب نے جو تقریر فرمائی ہے اس میں بھی برابر میری ذات پر حملے جاری رہے۔ اس سے تو یہی بہتر تھا کہ مولوی صاحب مجھ سے دو چار روز خالی گالیاں دینے ہی کے لیے مانگ لیتے۔ میرے ساتھ دوسرے تو نہ ملال ہوتے۔ جو مسئلہ کا فیصلہ سننے کے لیے دور دور سے آتے ہیں۔ اور یہ بات سننے والوں کو کوفت اور ملال ہوتا ہے۔ خارج از بحث باتوں میں مولوی صاحب کے گھنٹے صرف ہو گئے سب و شتم کے طومار لگا دیے اور درحقیقت وہ یہ نہ کرتے تو کیا کرتے انھوں نے خود فرمایا کہ برتن سے وہی نکلتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ مسئلہ کے متعلق مولوی عبد الشکور صاحب کے پاس دلائل کا ذخیرہ ہوتا تو انھیں ان لغویات کی فرصت نہ ملتی۔ مگر اس سامان سے ان کا اسٹاک خالی تھا۔ تب ہی ان کی وہ تمام جد وجہد اور سعی

ورسمل اور صنعت تو لطف دکھانا چاہتا ہوں۔ انھوں نے اس مسئلہ کے متعلق فرمائی ہے۔ انھوں نے میرے علم و لیاقت پر بھی حملے کیے اور الفاظ کے اغلاط کا اثر ان کو میری طرف نسبت کیا ہے۔ تعجب و خود بھی ایسے منسوب ہے۔ مجھے کوئی فضل و کمال کا دعویٰ نہیں ہے۔ بقول اُن کے فصول اکبری بھی نہیں آتی لیکن اُن کی زبان سے ایسی دعوے ہمہ دانی کے ہوں غلط الفاظ نکلے ہیں۔ رشاشے مناظرہ میں عرفت کو عرفت (ر کے زبر سے) اور ثمد او کو ثمد او (ت کے کسرہ سے) اور اصل اصیل (ص کے کسرہ سے) اور نصاب کو نُصاب (ن کے ضمہ سے) اور تعجب کو (ج کے ضمہ سے) پڑھا۔ اور اُفتقمن الفقه السقیم میں سقیم کو مرفوع پڑھ کر فقرہ آیہ کو آیۂ قرآنی کہا۔ تلفظی بسکون لام پڑھا۔ نحو منقول کی بجائے نحو منقولہ کہا۔ میرے لیے تو یہ فرمایا تھا کہ فصول اکبری بھی نہیں آتی۔ اپنے لیے بھی خود ہی تجویز فرمائیے کہ آپ کو کیا نہیں آتا۔ خیر ہمہ دانی جو تو ایسی تو ہو

ہر کسے ناصح برائے دیگراں　　ناصح خود یافتم کم در جہاں

پہلے اپنی آنکھ سے شہتیر کا لوث دوسرے کی آنکھ سے تنکا نکالنے کا ارادہ کرنا کس عمدہ نصیحت ہے۔ یہ بات جو اہل گزارش کردی گئی ورنہ مجھے مولوی صاحب کی لیاقت کے درپے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مولوی صاحب کی لیاقت وہی ہے جو مسئلہ کے مباحث میں آپ کی تقریریں خود ثابت کریں گی۔ میں تو تسلیم کرتا ہوں کہ مجھے کمال نہیں ہے [illegible] وہ بیشک بہادر ہیں۔ اسد علی و فی الحروب نعامة۔ اگر مسائل زیر بحث میں کچھ جہت دکھائیں تب بات ہے۔ مگر مسئلہ میں جو اُن کی حالت ہے وہ آپ ملاحظہ فرمائیے۔ مستقل ایک بات پر بحث ہی نہیں کہیں۔ بحث کرتے کرتے کبھی درمیان میں شہد [illegible] سود کا قصہ آجاتا ہے کبھی مسئلہ علم طب شروع کر دیا جاتا ہے۔ یہ کیا کمزوری ہے کہ آپ ایک مسئلہ کو صاف نہیں کر سکتے۔

مولوی عبد الشکور صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق یہ کہا کہ علم کی دو قسمیں ہیں لغوی جس کے معنی ہیں جاننا اور شرعی جس کے معنی ہیں احکام [illegible] وغیرہ

ایسی چیزوں کا جاننا جس سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں غیب اور شہادت۔ حفظ الایمان کی اس عبارت میں علم غیب لغوی مراد ہے الخ

اس تقریر سے سوائے وقت گزاری کے کیا حاصل ہوا۔ اس میں علم کے جو دو معنی بتائے ان میں علم لغوی عام ہے اور علم شرعی کو شامل ہے اور علم شرعی اس میں داخل ہے اگر آپ نے علم سے علم لغوی مراد لیا تو وہ اپنے عموم پر رہا آپ کو کیا نتیجہ حاصل ہے اور آپ کی تقسیم کیا فائدہ دیتی ہے اور توہین وشناعت سے کس طرح بچائی یہی تو آپ کا فضل وکمال ہو کہ جو تقریر آپ فرماتے ہیں مفید مدعا نہیں سوائے وقت ضائع کرنے کے اس کا انجام کیا۔ پھر اسی تقریر کے ضمن میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو علم غیر شرعی ہیں اُن کا جاننا بُرا ہے اور وہ رذیلوں اور کمینوں کے علم ہیں اور حضور کو ان علموں سے بچانا چاہیے اور ان علوم کا ثابت کرنا حضور کے لیے توہین ہے۔ میں پوچھتا ہوں کس کا اُسی علم لغوی کا ثابت کرنا جس میں علم شرعی بھی داخل ہے یا علم لغوی کی پھر اور تخصیص فرمائیگا تو مخصص کہاں سے آئیگا۔ فرض کرو کہ آپ علم ماسوائے شریعت مراد لیتے ہیں تو ماسوائے شریعت کونسا علم ہے۔ وہ جو قرب الٰہی کا ذریعہ نہ ہو۔ یہ جناب کے اقوال لکھ رہا ہوں۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ خواص نباتات کا علم۔ امراض اور اُن کے اسباب وعلامات کا علم۔ آثار فصول اور اُنکے تغیرات کا علم۔ بلدان اور سن کے طبائع کا علم۔ نبض کا علم۔ بول وبراز کی دلالتوں کا علم۔ جو طب میں داخل ہیں۔ آیا یہ سب علوم شرعیہ ہیں اگر ہیں تو دلیل نہیں ہیں تو جو شخص فی سبیل اللہ خدمتِ خلق کی نیت سے اس کو حاصل کرے اس کے لیے ذریعہ قرب ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو دلیل۔ اگر ہے تو آپ کی تعریف سے علم شریعت میں داخل ہے اور شریعت کے کل علوم آپ حضور کے لیے مانتے ہیں تو ایک ایک جڑی بوٹی کے خواص کا علم بھی آپ نے تسلیم کیا۔ پھر وہ کون چیز ہے جو کسی طرح بھی ذریعہ قرب نہیں بن سکتی۔ اس کی فہرست ارشاد فرمائیے۔ انگریزی زبان اور

اسی طرح چینی۔ جاپانی۔ لاطینی۔ جرمنی۔ فرانسیسی۔ یونانی۔ گجراتی۔ مرہٹی بنگالی
وغیرہ زبانیں بہ نیت ترویج و اشاعت اسلام کے سیکھنا اور ان کا علم حاصل کرنا
ذریعۂ قرب ہے یا نہیں۔ ہمیں تو دلیل۔ اگر آپ کے قاعدہ سے داخل شریعت
اور آپ کے اقرار سے سب حضور کو معلوم۔ وہ علم لغوی کونسا رہ جاتا ہے۔ جس کا جاننا
حضور کے لیے آپ عیب قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح حرفتوں اور صنعتوں کا جاننا
کسب حلال کی نیت سے ذریعۂ قرب ہے یا نہیں۔ کیا یہ بھی علم شریعت میں داخل
ہے تو آپ کے اصول سے تمام حرفے اور جملہ صنعتیں بھی حضور کو معلوم ہیں۔ یہ تو فرمایئے
کہ علم حدیث شریف اور صحیح و ضعیف کی امتیاز کا علم بھی آپ کے نزدیک علم شرعی
ہے یا نہیں۔ ہو تو اس کے لیے احوال رجال کا جاننا ضروری ہے وہ بھی علم شرعی ہے
اگر نہیں تو کیوں۔ سینکڑوں راویوں میں سے ہر شخص کے احوال نہ وہ اصلاح صدق وہ بات
فسق و فجور۔ عدالت۔ امانت۔ حفظ۔ حواس وغیرہ اشیاء سب حضور کو معلوم ہیں۔ الغرض
علم شرعی کے یہی معنی کہ ان چیزوں کا جاننا جو ذریعہ قرب الٰہی ہو سکتی ہیں۔ خود جناب کی
تصنیف ہو یا کہیں سے منقول ہیں ذرا فصول اکبری دیکھ کر۔ خبر کو بھی ہوا سے جو نتائج
مرتب ہوتے ہیں وہ تو آپ کے سر ہیں۔ مولانا یہ بحث تو یہیں کہ زبان کو جمیع
لوازم کہدیا جاتا کہ درست نہیں مگر یہ نہیں کہونگا کہ قواعد بغدادی پڑھیے۔ آپ یہ فرمایئے
کہ آپ نے جو یہ فرمایا کہ علم لغوی اراذل و ادانی کے لیے ہے اور حضور کے لیے اس کا
ثابت کرنا عیب ہے حضور کا دامن اس سے پاک رکھنا چاہیے۔ یہ خود جناب کا ایجاد بندہ
ہے یا کسی نص سے ثابت ہے۔ یا علمائے اسلام نے کہیں ایسا فرمایا ہے۔ کہیں ہو تو
حوالہ پیش کیجیے کہ اس علم کا حضور کے لیے ثابت کرنا عیب بلکہ وہ اس میں حضور کی
منقصت ہے۔ مگر آپ یہ حوالہ نہ دکھا سکیں گے۔ علماء نے اس کے خلاف تصریحیں
فرمائی ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں

ارشاد فرماتے ہیں "درینجا باید دانست کہ علم الٰہی لغت ذرہ ذرہ نیست ہر چہ باشد۔ یعنی علم
کلی ہو یا جزئی خلاصہ یہ کہ جس چیز کا نہیں ہے آپ علم کو جو بتا رہے ہیں خواہ علم لغوی ہی

یہی شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی تفسیر کے صفحہ ۲۰ میں فرماتے ہیں علم سحر
نیز از علوم الٰہیہ است بقاء آں علم در نوع انسان منظور نظر خداوندی بود و شان
انبیا نیست کہ ایں قسم علوم شرارہ را کہ بسبب آں علوم اعتقاد تاثیرات مخلوقات
وغفلت از تاثیر خالق جاگیر دو۔ تبلیغ نمایند مانند علوم فلسفہ از ریاضیات و طبعیات کہ
ضرر آنہا بیشتر از نفع آنہاست۔ نیز انبیا بیان نمی کنند و ازاں دیدہ و دانستہ سکوت
می فرمایند۔ خلاصہ یہ ہے کہ علم سحر یعنی جادو بھی علوم الٰہیہ میں سے ہے اور نوع انسان
میں اس علم کا باقی رکھنا اللہ جل شانہ کو منظور رہے انبیا کی شان نہیں کہ اس قسم
کے علوم شرارہ کی تبلیغ فرمائیں۔ اسلیے کہ انکی وجہ سے مخلوقات کی تاثیرات
کا اعتقاد اور خالق کی تاثیر سے غفلت ہوگی مثل ریاضی۔ طبعی علوم۔ فلسفہ کے
جن کا ضرر اُن کے نفع سے زیادہ ہو اسی وجہ سے انبیا علیہم السلام دیکھنے اور
جانتے ہوئے ان علوم سے سکوت فرماتے ہیں۔

آپ کا قول تو باطل ہوا ہی مگر یہ بتائیے کہ اُس قول کے بموجب شاہ صاحب انبیا
علیہم التحیۃ والثنا کو عیب لگانے والے ہوئے۔ دیکھیے آپ کے قول سے حضرت
شاہ صاحب پر کیسا الزام آیا مگر آپ کا قول اور آپ کا الزام اب آپ کو بھی حال
معلوم ہو گیا ہوگا ؎

بہ نو طفلی و از نوش نوش بیخبری ز علم غیر چہ از جہل خویش بیخبری

دشت و جبل کے مسافر ایک مقام سے دوسرے مقام تک کا فاصلہ اور اسکی راہ
آسمان کی گولائی اور ستاروں کی چمک تک ان سب کا جاننا آپ کے قاعدہ سے
علم شرعی میں داخل ہے یا نہیں اگر بیان فرمایے نہیں تو ان میں سے کیا کسی چیز کو
حضور نے ملاحظہ نہیں فرمایا۔ فرمایا تو علم میں نہیں آئی۔ آئی تو آپ کے قاعدہ سے
عیب ہوا۔ پر آپ نے عیب لگائے جناب سرور انبیا کو۔ ان بات بھی پیدا کرے تم
[illegible] تو کہتے ہیں کے مفاسد شیار ہیں۔ کیوں مولوی صاحب جناب کے علم کہاں کے
ہی موہم ہیں اس کا آپ کو بہت دھوکا ہے یہ تو آپ کی تصنیف کا اولی نمونہ ہے

دکھاتا ہے۔ اگر آپ نے بات چیت کی ہمت کی تو انشاء اللہ العزیز آپ کا دل خوش
ہو جائے گا۔ میں وہ نہیں ہوں جو آپ کی طرح گالیاں دوں اور دوسرے شہروں کا
ٹکڑا رونے بیٹھوں۔ میں آپ کے دلائل و براہین کی خوبیاں آپ کو دکھاؤں گا۔
آپ نے مولوی اشرف علی صاحب کی تائید میں ایسی بات بنائی جس سے آپ کو ندامت
بھی اٹھانا پڑی اور کچھ کام بھی نہ آئی۔ پھر توجیہ کیا اچھی توجیہ ہے کہ مصنف کے وہم
و خیال میں بھی نہیں۔ اُس نے برسوں کے غور و فکر کے بعد جو توجیہ کی وہ یہ تھی کہ بحث
اطلاق میں ہے وہ اس طرف نہ گیا کہ علم کے دو معنی ہیں شرعی اور لغوی۔ انھوں
نے بھی بحالت مجبوری یہ اقرار کیا کہ البتہ اگر کوئی ایسی تشبیہ پر اکتفا کر کے وجوہ
تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے تو بیشک قبیح ہے (بسط البنان)
وجوہ تفاضل و تفاوت کا ذکر فضول ہے اس سے ہر توہین جائز ہوتی ہے ذرا سا
ہاں تفاوت کا بعد کو لگا دیا۔ بہر حال وہ اقراری مجرم ہیں مگر آپ سب کو چھوڑ ایک نئی
بات فرما رہے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ الغریق یتشبث بالحشیش۔ جب آپ نے
اسکی توجیہ نہ چلتی دیکھی تو بھبھوکا جو منھ میں آیا کہہ دیا، انصاف کا خون کیا جب آپ
کی نظر میں . . . . اس کلام کی توجیہ نہیں ہو سکتی تھی تو آپ کو تسلیم کر لینا
چاہیے تھا۔ دیکھیے میں آپ ہمدردی سے عرض کرتا ہوں کہ اس کلام کی توجیہ کرنے کی
کوشش میں آپ تھانوی صاحب یا انکے ہوا خواہوں کو خوش کر سکتے ہیں مگر سید
انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ ٹوٹتا ہے حضور ہی کام آئیں گے۔ حضور ہی کا رابطہ
نجات کا ذریعہ ہوگا۔ مولوی اشرف علی آپ کے کام نہ آسکیں گے۔ سنبھلے سنبھلے ع

ببیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

برسوں میں نے مولوی منگیری کا لفظ کہا تھا تو آپ کو توہین معلوم ہوئی اور آپ نے
فرمایا۔ حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے غلام ان لفظوں کا کیسے تحمل کر سکتے ہیں
کہ ایسا علم تو ہر زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل
ہے۔ آپ کو یہ گوارا ہے۔ آپ اس کلام کی توجیہ کے در پے ہیں۔ آپ اس قائل کی

حمایت کے لیے محنتیں اُٹھاتے ہیں آپ اس کو توہین سے بچانے کی ناکام کوشش
کرتے ہیں۔ جیسا جوشش آپ کی طبیعت میں مولوی مونگیری کا لفظ سنکر ہے اتنا حضور
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ کلمات سُنکر نہیں ہوتا۔ یہی تقاضائے ایمان ہے
آپ کسی طرح نہ ثابت کر سکیں گے کہ مولوی مونگیری کے لفظ میں ایک حرف بھی توہین کا
ہے۔ آپ نے کیسے توہین مانا۔ کیا مولوی توہین کا کلمہ ہے یا کسی شخص کو اُس کے وطن
کی طرف منسوب کرنا یہ اُس کی بیحرمتی ہے یا اُس کے منصب کے ساتھ اُسکے وطن
کی نسبت کا شامل کرنا یہ توہین ہے۔ آپ نے بُرا کہا ہے پر مانا تھا اور گالی کس چیز
کو کہا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب کے لیے تو مولوی مونگیری کا لفظ توہین ہوگیا اور حضور
سرور عالم علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے بچوں اور پاگلوں اور چوپایوں سے تشبیہ
بھی توہین نہ ہوئی حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو ✦

حاضرین جلسہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جب مولوی مونگیری کا لفظ توہین ہوتا ہے اور اُس کو
سنکر مارے غصہ کے ہاتھ سے پنسل چھوٹ جاتی ہے تو مسلمانوں کو اشرفعلی کے
کلمات توہین یہ معلوم ہونگے جو کونین کی دولتوں کو حضور کے قدموں پر نثار کرتے ہیں
(روحی فداہ)

غرضکہ مولوی عبدالشکور صاحب کی محنت رائیگاں گئی اُنکے طور پر حفظ الایمان کی
عبارت کی یہ صورت ہے۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب یعنی علم لغوی کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو
تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد کل علم لغوی ہے یا بعض۔ اگر بعض علم لغوی
مراد ہے تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم لغوی تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و
مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

بات کیا بدلی نتیجہ کیا نکلا تشبیہ وہی کی وہ ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ مولوی عبدالشکور
کو کل علم تو ہے نہیں اور اگر بعض ہے تو اس میں انکی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر
بچہ کو ہے کہئے اس میں انکی توہین ہوئی یا نہیں۔ میں یہ کہوں کہ آپ نے تو علم لغوی

مراد لیا تھا۔ مولوی صاحب کا مدار شرف تو شرعی میں ہے تو اس سے کچھ اس کلمہ کی توہین کم ہو جائے گی۔

ایسے حیلے بہانے تو ہر گالی میں بن سکتے ہیں۔ کیا تم ان حیلوں سے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین جائز کہنا چاہتے ہو۔ مسلمانو! اپنے قلب سے سوال کرو اپنے ایمانوں سے پوچھو اپنی عقیدت صادقہ سے دریافت کرو۔ اپنے رابطہ غلامی سے فتوی لو۔ کیا ایسے حیلے تمہارے لیے وجہ تسکین ہو سکتے ہیں؟ کیا ان بیکار باتوں سے اشرفعلی جرم توہین سے بری کیے جا سکتے ہیں؟ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو مجنونوں اور چوپایوں اور بچوں کے علم سے تشبیہ دینا جائز کرنے کے لیے علم لغوی مراد ہونے کی آڑ کافی ہو سکتی ہے؟ انھیں مولوی صاحب کی شان میں کہہ دیجیے تو پھر برا کیسے کہ حضرت آپ برا کیوں مانتے ہیں اس کے معنی تو مجھ سے سمجھ لیجیے لیکن وہ کچھ نہ سنیں گے۔ یقین نہ ہو تو اجازت دیجیے۔ دو چار کلمے لکھکر دکھاؤں کہ مولوی صاحب برا مانتے ہیں یا نہیں۔ پھر ان کے ایسے ہی معنی بیان کر دوں گا جیسے مولوی صاحب نے گالی کے جائز کرنے کے لیے بیان کیے ہیں۔ کیسی صاف بات عرض کر دی گئی تھی کہ جو کلمے مولوی اشرفعلی صاحب نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں لکھے ہیں اگر تمہارے نزدیک توہین نہیں ہیں تو چار آدمی ہی منتخب کر تا ہوں انکی نسبت یہی کلمے لکھکر چھاپکر رجسٹری کے ذریعہ سے اپنے نام سے بھجوا دیجیے۔ اگر مولوی صاحب کو یقین ہے کہ یہ کلمے توہین نہیں ہیں تو ایسا کرنے میں انکو کیا عذر تھا۔ کم سے کم اتنا تو معلوم ہو جاتا کہ خود مولوی صاحب کے یقین میں تو یہ کلمے توہین نہیں ہیں مگر ایسا نہ کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بھی یقیناً ان کو توہین جانتے ہیں۔ مسئلہ صاف ہے اس پر انھیں اتفاق ہے کہ حضور کی ادنیٰ توہین کفر ہے انھیں تسلیم ہے کہ تشبیہ توہین ہے پھر نہ معلوم کیا عذر ہے۔ جتنی کوششیں آپ اس کفر کو اسلام بنانے کی کرتے ہیں اس سے نصف تو مولوی اشرفعلی صاحب کے توبہ کرانے میں کیجیے جاہل سے جاہل آدمی اپنی خطا پر مطلع ہو کر اللہ کی جناب میں ندامت کے ساتھ سر

جھکا دیتا ہے اور توبہ میں اپنی سعادت جانتا ہے۔ مولوی اشرف علی کو کیا شرم ہے کہ وہ توبہ میں اپنی اہانت سمجھتے ہیں۔ اعتراف قصور کر کے ندامت کے ساتھ توبہ کرنے میں کچھ شان نہیں گھٹے گی۔ اور ہندوستان بھر کی خانہ جنگیاں مٹ جائینگی جس ایک شخص کی توبہ سے اتنے بڑے ملک کے گھر گھر کی لڑائیاں مٹتی ہوں اسکا اپنی ضد پر ڈٹا رہنا اور توبہ نہ کرنا کتنا بڑا ظلم ہے۔

یہ کچھ خیر خواہی نہیں ہے کہ اُن کے کلمات توہین کو آپ کہیے کہ کلمات توہین نہیں ہیں اس سے تو آپ بھی اُن کے ساتھ ڈوبے۔ خیر خواہی یہی ہے کہ اُن کو بھی اس مصیبت سے نکالیے۔ آپ اُن کے خیر خواہ نہیں ہم خیر خواہ ہیں۔ آپ اُن کا کفر میں مبتلا رہنا چاہتے ہیں اور اس میں مدد دیتے ہیں اور ہم انھیں اس دلدل سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ نے غضب کیا جو یہ فرما دیا کہ تم مولوی اشرف علی صاحب کی اس گالی کا مطلب نہیں سمجھے کیا وہ چیستاں ہے۔ سحر ہے۔ پہیلی ہے۔ ترکی ہے۔ انگریزی ہے۔ سائل کے جواب میں اور ایسے سائل کے جواب میں جو اردو میں سوال کر رہا ہو اُس کے سمجھنے کے قابل بات کہی جائیگی۔ اردو میں جواب دیا جائیگا۔ پھر نہ سمجھنے کے کیا معنی؟

ذرا مولوی اسمعیل صاحب دہلوی کی تقویۃ الایمان دیکھیے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ یہ بات محض بیجا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولیے اور اُس سے کچھ اور معنی مراد لیجیے مگر آپ اُن کی بھی نہیں سنتے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

اس کے بعد مولوی عبد الشکور صاحب نے شرح مواقف کی عبارت کے متعلق صرف اتنا کہا کہ وہ عبارت نقل کر دی اور ترجمہ کر دیا اور بڑی ہمت یہ کی کہ [illegible] احمد اشرف صاحب مدظلہ کے بقیہ مضمون کا نام لے دیا مگر اس مضمون کے مباحث کثیرہ میں سے کسی بحث سے تعرض نہیں کیا۔ نہ اعتراض نہ جواب نہ رد۔ صرف اتنا کہا کہ اگر یہ مذہب فلاسفہ کا ہوتا اور علماء کا نہ ہوتا تو بجائے اقول تم کے ادعیتم کا لفظ ہونا چاہیے تھا۔ اس مباحثہ میں مولوی عبد الشکور صاحب نے جو دو روز کی مہربانی ہے اسکا [illegible]

نتیجہ مسئلہ زیر بحث کی نسبت صرف یہ دو باتیں ہیں۔

(۱) علم دو قسم ہوتا ہے لغوی اور شرعی۔ اور حفظ الایمان میں لغوی مراد ہے اس کا مفصل جواب تو آپ ابھی سُن چکے ہیں اور انشاء اللہ العزیز مولوی عبد الشکور صاحب پھر کبھی اس تقریر کو پیش کرنے کی ہمت نہ فرمائیں گے۔

(۲) شرح مواقف کی نسبت صرف اسقدر کہ اگر یہ قول فلاسفہ کا ہوتا اور علامہ کا نہ ہوتا تو اقررتم کی جگہ ادعیتم ہونا چاہیے تھا۔ بس۔ دو دن کی محنت میں جناب نے صرف یہ دو الجھی باتیں فرمائی ہیں۔ اور کسی بحث کے کسی مواخذے، مطالبے، رد، اعتراض، جواب کو ہاتھ نہ لگایا۔ عجب طرح کے مناظر ہیں۔ سارا وقت سب و شتم میں ٹالا۔ اب میں اس کے متعلق بھی گزارش کروں۔

مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ اگر یہ مقولہ فلاسفہ کا ہوتا اور علامہ کا نہ ہوتا تو بجائے اقررتم کے ادعیتم ہونا چاہیے تھا۔ ایک دعویٰ ہے جس کی دلیل مفقود۔ کیوں صاحب کیوں ہونا چاہیے تھا۔ کچھ نہیں۔ آپ ایسی بے وجہ بات ایسا بے دلیل دعویٰ مجلس مناظرہ میں پیش کر کے فرمانا چاہتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اقرار و دعوے کا فرق اگر ہدایہ میں دیکھنا میسر نہ ہو تو کسی قانون داں وکیل ہی سے پوچھا جا سکتا ہے۔ اگر مجھے ہدایہ دیکھنا میسر نہیں ہے آپ کو میسر ہے آپ نے کیوں نہ بیان فرما دیا۔ اور اگر میسر نہ تھا تو کسی قانون داں وکیل ہی سے دریافت کر آئے ہوتے۔ کیا خوب۔ دعویٰ تو آپ کا اور دلیل کی جستجو میں کروں۔ کیا عجیب مناظر ہیں۔ مگر کیسی ایسی باتیں کہلائی ہے۔ لو ہدایہ تو میسر ہی ہے دیکھا ہوں حاضر ہے۔ بتائیے مقام اور صفحہ نکال کر آپ دکھائیے جس سے آپ کا مدعا تو ثابت ہو سکے۔

مولوی صاحب معاف کیجیے۔ کبھی ہدایہ دیکھا بھی ہے یا نام ہی سُن لیا ہے۔ اس میں کہاں ہے کہ اقرار کا لفظ جبھی بولا جاتا ہے جب دوسرا بھی اس قول میں شریک ہو۔ ہدایہ میں اقرار کے معنی لکھے ہیں الاقرار اخبار عن ثبوت الحق۔ اقرار ثبوت حق کی خبر دینا ہے آپ کے مدعا کی اس میں رمق بھی نہیں۔ بو بھی نہیں۔

پھر کیا علامہ یہاں اصطلاح فقہی پر کلام فرما رہے ہیں یا لغوی پر۔ لغت میں اقرار کے معنی اپنے قول سے اپنے اوپر کسی چیز کا ثابت کر لینا ہے۔ فلاسفہ کے قول ہی سے اُن پر اُنکے مدعا کا بطلان ثابت ہو گیا۔ اسلیے اس کو اقرار کہا گیا۔ اُن کا قول کہ مرتاضین اور مرضیٰ اور نائمین کو بعض غیوب پر اطلاع ہوئی ہے طلب دلیل کیلیے نہیں ذکر کیا گیا جو اُس کو ادعا کے لفظ سے تعبیر کرنا درکار ہوتا۔ بلکہ اُن کے قول سے اُن کو ملزم بنانے کے لیے اُن کا قول ذکر کیا گیا۔ اسلیے لفظ اقرار ہی سے تعبیر کرنا مناسب ہے حضرت ماعز کا اقرار شاید حدیث شریف میں نظر سے گزرا ہو۔ کیا اُس کے یہ معنی ہیں کہ اُن کے اُس قول میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے اور حضور کا بھی یہی قول تھا۔

تو اُردو کا بھی محاورہ ہے کہ کسی شخص کو الزام دیتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم نے خود اقرار کیا ہے اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ الزام دینے والا بھی اُس میں شریک ہے فرض کیجیے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے چوری کی ہے اس کو اقرار کہا جائیگا نہ کہ دعویٰ۔ مگر کہ اُس شخص کو اُس کے اقرار سے پہلے کسی نے چور نہ کہا ہو۔ دعویٰ کسی شخص کا اپنے نفع کے لیے ہوتا ہے اور وہ اُس کا دوسرے پر اثر ڈالنا چاہتا ہے۔ اسی لیے مدعی سے حجت اور دلیل طلب کی جاتی ہے اور بغیر دلیل کے وہ دعویٰ ناقابل تسلیم ہوتا ہے لیکن اقرار خود مقر کو ملزم بناتا ہے اسلیے مقر سے اُس کے اقرار پر کوئی حجت و دلیل طلب نہیں کی جاتی۔ یہاں فلاسفہ کا قول اُنہیں کو ملزم بنا رہا ہے یہ دعویٰ ہوا یا اقرار۔ ہدایہ تو شاید نہ آئی۔ اگر آپ بھی دعویٰ اور اقرار کا فرق سمجھ میں نہ آیا ہو تو فلاں وکیلوں سے پوچھ لیجیے۔ اب یہ محل ہے اگر میں عرض کروں ع

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

کہیے آپ کی ساری عمارت مثل نسج العنکبوت پارہ پارہ ہو گئی۔ اور آپ کی دوڑ دھوپ کی محنت کا لب لباب خاک میں مل گیا یا کچھ باقی ہے۔ پھر بھی آپ دعویٰ اور اقرار کی بحث کریں گے۔ آپ فرمائیے کہ قول علامہ ہونے پر کیا دلیل ہے۔ جناب من الحال

کیا کام چل سکے گا۔ تھوڑی دیر کے لیے آپ کی خاطر سے میں لفظ اقرار کی بحث سے قطع نظر کروں تو جوڑ توڑ کسکی جان پر قیامت برپا کریگا جس کا ترجمہ آپ نے خود اپنے الفاظ میں یہ کیا ہے "اور بعض یعنی غیب کی بعض باتوں پر مطلع ہونا اُسکے ساتھ مخصوص نہیں یعنی نبی کے ساتھ جیسا کہ تم نے (فلاسفہ نے یا اور کسی نے) اس کے ساتھ اقرار کیا اسوجہ سے کہ تم نے (کس نے علامہ نے تم کس کو کہہ رہے ہو فلاسفہ کو یا اپنے آپ کو) غیب کی بعض باتوں پر ریاضت یعنی محنت کرنے والوں اور بیماروں اور سونے والوں کے لیے جائز رکھا۔"

کہیے۔ ریاضت کرنے والوں اور بیماروں اور سونے والوں کے لیے غیب کی بعض باتوں کا علم کس نے جائز رکھا علامہ نے یا فلاسفہ نے کیا عجب ہے۔ خود ترجمہ کرتے جاتے ہیں اور خود اپنے ترجمہ کے خلاف فلاسفہ کے قول کو محض اشرفعلی کا کفر جائز کرنیکے لیے علامہ کے سر تھوپتے ہیں لطف تو یہ ہے کہ آپ کا دعویٰ آپ ہی کے قول سے رَد ہو جائے۔ مولوی عبد الشکور صاحب نے اپنے اس ترجمہ کا خلاصہ اس طرح لکھا ہے اُن کے الفاظ ملاحظہ ہوں "علامہ نے فلاسفہ کے دلائل نقل کرکے اس کا رد اس طرح کیا کہ جمیع مغیبات کا علم تو ہمارے اور تمہارے دونوں کے اتفاق سے نبی کے لیے ضروری نہیں ہے اور جھگڑا جو کچھ ہے وہ علم بعض مغیبات میں ہے کہ وہ بھی ضروری ہے یا نہیں تھا یعنی آیا بعض مغیبات کا علم خاصۂ نبوت ہے یا نہیں اس کا اے فلاسفہ ابھی ابھی تو تم نے اقرار کیا ہے کہ علم مغیبات بیماروں اور سونے والوں کو ہو سکتا ہے۔"

یہاں تو یہ حاصل نکلا کہ بیماروں اور سونے والوں کو بعض مغیبات کا علم فلاسفہ کا قول ہے اور ابھی دو منٹ کے اندر اندر اسی کو علامہ کا قول بتا دیا۔ فرمائیے تو حافظہ نباشد کسکی شان ہے۔ ایسی دھاندلی۔ مگر الحمد للہ جس طرح علامہ نے فلاسفہ کو اُن کے قول سے الزام دیا تھا اس وقت میں آپ کو آپ کے قول سے ملزم کرتا ہوں۔ رہی اپنے پچھلے مضمون میں شرح مواقف کی عبارت کے متعلق کافی بحث کر چکا ہوں جس سے مولوی عبد الشکور صاحب نے بالکل تعرض نہیں کیا۔ آیا وہ تمام مباحث اُن کو مسلم ہیں یا وہ

اُن کے جواب سے عاجز ہیں معاف فرمائیں۔ میں پھر اس تقریر کا اعادہ کرتا ہوں ذرا غور
ملاحظہ فرمائیں کہ اس سے پہلو تہی کرنے کی کیا وجہ ہے ؟

اس پر فرماکر بحث صاحب نے اپنی اس تقریر کا پھر اعادہ فرمایا ہے۔ [illegible]

اس بحث میں مفہوم و مصداق کے فرق کا ذکر آگیا ہے۔ مولوی عبد الشکور صاحب
اُس کے جواب میں تو کیا زبان کھولتے مگر بڑے ناز کے ساتھ گالیوں کے سلسلے میں
میری طرف یوں خطاب فرمایا ع اظہار بوئے مشک غزالوں کے سامنے۔

آپ یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ مفہوم سے کونسا مفہوم مراد ہے منطقی یا طبعی یا عقلی۔ تو میں
پہلے عرض کرچکا ہوں کہ مجھے علم و فضل کا کوئی دعویٰ نہیں۔ میں اپنے آپ کو بہت کمتر
جانتا ہوں اور اس وقت میری لیاقت موضوع بحث بھی نہیں ہے۔ مولوی صاحب کی
عنایت ہے جو میرے حال پر کرم کرتے ہیں۔ اظہار بوئے مشک کی نسبت تو میری طرف
ٹھیک ہے لیکن اپنے آپ کو انھوں نے غزال کس مناسبت سے فرمایا ہے کہیں رم
کرنے والے تو نہیں ہیں۔ اور آگے سوال کے متعلق صرف اسقدر گزارش کرتا ہوں کہ
تعریف کس چیز کی کی جاتی ہے۔ اگر آپ اتنا جانتے ہیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ مفہوم
سے کیا مراد ہے۔ اس بحث میں مولوی عبد الشکور صاحب نے میری نسبت فرمایا میں انکے
الفاظ نقل کرتا ہوں۔

اور یہ بھی جوش میں کہہ دیا کہ مفہوم کی توہین سے توہین نہیں ہوتی حالانکہ یہ خاطر معکوس ہے
اس معکوس کے لفظ سے مولوی صاحب نے مصداق کی توہین کو توہین ہی قرار دیا۔ اُن کا
مطلب یہ نکلا کہ مفہوم کی توہین سے تمام مصادیق کی توہین ہو جاتی ہے اور مصداق کی
توہین توہین نہیں ہے۔ یعنی کسی شخص کی ذات کو کچھ بھی کہو توہین نہیں ہو سکتی۔ فلاسفہ نے
جو کچھ کہا ہے مفہوم کی نسبت کہا ہے۔ مولوی صاحب کے نزدیک وہ تو توہین ہوا اور مگر
دشمن علی نے خاص ذات پاک حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت وہ
ناپاک کلمے لکھے ہیں لہٰذا انکے نزدیک وہ توہین نہیں۔ اللہ اکبر کس قدر غلط ہے کیا اسلام
اس کو گوارا کرتا ہے کہ مصداق کی شخص کی ذات کی توہین جائز کر دی جائے۔

مولوی عبد الشکور صاحب اپنے بیان سے اس کا ثبوت نہیں دے سکے کہ جہاں تک
وصف ان میں بحث ہو ... ہو سکتے ولا الا ... کی توہین نہیں ہوتی مسلمان ہے
یا کافر۔ اور جب مفہوم کی توہین ہے آپ کے نزدیک مصداق کی توہین لازم آجاتی
ہے تو پھر خاص مصداق کی توہین کیوں نہیں ہوتی۔
اللہ اکبر مولوی اشرف علی صاحب کی حمایت کے لیے انبیاء کی توہین گوارا رکھا جاتا ہے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بہت لطف کی بات یہ ہے کہ مولوی عبد الشکور صاحب کی نظر میں کل تقریر اُن کی توجیہ
کوئی وزن نہیں رکھتی۔ کل جب میں نے بیان کیا تھا کہ مولوی اشرف علی صاحب کی
توجیہ میں مولوی عبد الشکور صاحب نے علم کی دو قسمیں کی ہیں۔ علم شرعی اور علم لغوی
میں نے کل جب اس کا ذکر کر کے رد کیا تو مولوی عبد الشکور صاحب نے اپنی توجیہ
کو خود بیکار سمجھا اور اس سے انکار کر گئے کہ میں نے ایسا کب کہا تھا اُن کی تقریر چھپی
ہے کاتب کی لکھی ہوئی موجود ہے جس پر آپ نے سرخ پنسل سے نشان بنا دیا ہے حاضرین
جلسہ میں سے جو صاحب چاہیں پڑھ لیں میں پڑھ کر سنائے دیتا ہوں۔

حاضرین مجلس: انصاف فرمایئے اور قدرت الٰہی کے قربان جایئے کہ حق کو کیسا واضح
فرما دیا ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب کی ناقابل تاویل و توجیہ عبارت میں جب کبھی کوئی
توجیہ کی گئی بیکار ہی ثابت ہوئی۔ اور لطف یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کے طرفدار
اُن کو مسلمان بنانا چاہتے ہیں اور اُن کی اس عبارت کی حمایت کے تو سبھی در پے ہیں اور
اس عبارت کو کفر سے بچانے کی سب کوشش کرتے ہیں اور اس اردو کی عبارت کی
نسبت ہم سے یہ کہتے ہیں کہ تم نے نہیں سمجھی لیکن وہ سب کے سب خود مضطرب ہیں اور
ایک بات پر متفق نہیں کوئی عبارت کے کچھ معنی بتاتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے۔

مولوی منظور حسین صاحب اس عبارت میں منقصت ہونا تسلیم کرتے ہیں مگر اُسکے منقول از
مولوی اشرف علی صاحب ہونے سے انکار فرماتے ہیں جس کو میں اُن کی تحریر میں پڑھ کر سناتا ہوں
اس صورت میں بھی سرخی سے نشان بنا ہے حاضرین میں سے جو صاحب چاہیں دیکھ لیں

مولوی عبد الشکور صاحب کی طرف سے مولوی منفعت حسین صاحب نے بھی اپنی اس توجیہ کو بیکار بیجا او کل مجمع میں یہ فرمادیا کہ میں نے ایسا کہاں کہا ہے یہ بات قابل لحاظ ہے کہ یہ توجیہات خود ان صاحبوں کی نظر میں بھی بیکار ہیں جن کو پیش کر کے انکار کرنے کی ضرورت خود وہ محسوس کرتے ہیں علاوہ بریں ہر ایک ایک جداگانہ توجیہ کرتا ہے مولوی منفعت حسین صاحب فرماتے ہیں کہ نہ یہ کہ مفسر زید کو مولوی اشرفعلی صاحب کا مقولہ قرار دیا جاتا ہے اور نہ یہ کہ مفسر ضمیر کو مولوی اشرفعلی صاحب کی طرف نسبت کیا جاتا ہے لیکن مولوی عبد الشکور صاحب دوسری توجیہ کہتے ہیں کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ علم لغوی و علم شرعی۔ مصنف کو دیکھیے تو وہ ان دونوں کے علاوہ ایک تیسری ہی بات کہتے ہیں کہ البتہ اگر کوئی صرف اس تشبیہ پر اکتفا کرے وجوہ تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے تو بیشک قبیح ہو۔

ملاحظہ ہو بسط البنان صفحہ ۲۲۔ کتاب موجود ہے اس عبارت پر بعض ہی نے سرخی سے خط کھینچ دیا ہے۔ مولوی اشرفعلی صاحب کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ یہ تشبیہ قبیح تو ہے لیکن چونکہ اس کے ساتھ وجوہ تفاوت و تفاضل بیان کر دیئے گئے ہیں اس سے اسکی قباحت جاتی رہی کس قدر بعید از عقل بات ہے۔ کسی شخص کو ذلیل سے ذلیل تشبیہ دیدیجے اور پھر تفاوت و تفاضل کے وجوہ بیان کر دیجیے تو یہ توہین نہ ہو۔ زید کو کہدیجے کہ کیا خوب یہ انسان ہے اور کیسا بشر ہے جب صورت بندر ہے فقط دم کی کسر ہے تو چاہیے کہ توہین نہ ہو کہ انسان و بشر ہونا وجہ تفاضل بیان کر دیا اور دم نہ ہونا وجہ تفاوت ہے یہ کہہ دیا غرضکہ یہ توجیہات خود ثابت کر دیتی ہیں کہ یہ کلام توہین ہے اور پھر ایک ہی عبارت کی توجیہ میں مختلف لوگوں کا مختلف رائے قائم کرنا اور ہر ایک کا نئی بات نکالنا بتاتا ہے کہ عبارت کے اصل معنی سب کے نزدیک توہین ہیں اس سے بچنے کے لیے ہر ایک نئی راہ اور نئے معنی کی تلاش کرتا ہے پھر وہ عبارت اُن تراشیدہ معانی کا تحمل نہیں کرتی تو اپنے تراشیدہ معنی سے انکار بھی کر جاتے ہیں اس سے زیادہ عاجزی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ اب یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ اس عبارت کی توجیہ میں مصنف تک سب عاجز ہیں۔ اور بھی

کہ رہے ہیں جس کے انجام میں اُن کو ندامت اُٹھانا پڑتی ہے۔

مولوی عبد الشکور صاحب نے مجھ پر ایک غلط الزام یہ بھی لگایا کہ میں نے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس شعر کی نسبت کی۔ پنجہ با پنجہ الخ جو اُن کی شان سے ناممکن ہے اور اُن پر سخت الزام ہوا اور یہ کہ میں نے اُن کی نسبت یہ کہا کہ وہ قیدی رہے اور اُنھوں نے توبہ کی۔ مولوی صاحب کا یہ فرمانا غلط ہے شعر کی نسبت مجدد صاحب کی طرف مولوی غنیمت حسین صاحب نے کی ہو چنانچہ اُن کی عبارت ملاحظہ ہو۔

تیسری مثال امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

پنجہ در پنجہ خدا دارم — من چہ پروائے مصطفیٰ دارم

شعر مذکور حضرت مجدد صاحب کی طرف منسوب و مشہور ہے (دیکھیے روئداد مناظرہ) میں نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ یہ نسبت غیر ثابت ہے اور محض مشہور ہونا کیا کام آسکتا ہے جیسا یہ مشہور ہو گئی تو یہ بھی مشہور ہے اگر اسکی نسبت غلط ہوا اور اس ہی شہرت کا اعتبار نہیں تو وہ توبہ بھی غلط ہے۔ اس میں میں نے مجدد صاحب پر کیا الزام لگایا بلکہ میں نے تو اُن کو بری کیا۔

مولوی عبد الشکور صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی غنیمت حسین صاحب نے یہ امتحاناً کہا تھا۔ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ مولوی صاحب کا عذر کتنی واقعیت رکھتا ہے۔

مولوی غنیمت حسین صاحب مناظر ہو کر آئے تھے یا ممتحن ہو کر یہ بالکل مناظرہ تھی یا درہے۔ پھر فرض کیجیے کہ اُنھوں نے امتحاناً ہی فرمایا تو کیا امتحان میں جھوٹ بولنا جائز ہے اور جھوٹ بھی ایسا کہ اپنے بزرگوں پر الزام لگا دیا جائے۔ اچھے ممتحن ہیں میرا امتحان لینے کے لیے مجدد صاحب پر الزام لگاتے ہیں۔ کہیں ہم سنیوں کا امتحان لینے ہی کو تو اشرفعلی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ کی ہو۔ آپ نے جو کلام فرمایا ہے اگر وہ بھی ایسا ہی امتحان ہے تو لوگوں کو کہاں معلوم۔

حضرات! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک صاحب ایک بات فرماتے ہیں دوسرے اس کو کاٹ جاتے ہیں۔ خود فرماتے تھے خود انکار کرتے ہیں اب اس سے زیادہ اور کیا

ستاہد کی کمزوری ہو سکتی ہے کیا مجمع میں کھڑے ہو کر کوئی شخص یہ پکارے کا کہ میں ہار گیا۔

بہر حال آپ سب صاحب نتیجہ تک پہنچ گئے ہیں اور امر واضح ہو گیا کہ میرے مطالبات کا کوئی جواب نہیں۔ بحث سے گریز ہے خارج از بحث باتوں میں وقت کی اضاعت ہے اور جو بات کہی جاتی ہے اُس کا یہ حال ہے جو گزارش کیا گیا۔

مولوی صاحب نے مسئلہ زیر بحث کے متعلق صرف دو ہی باتیں فرمائی تھیں جن کا کافی و کامل رد کر دیا گیا اور اُس میں جائے سخن باقی نہ رہی اب اُن کا کوئی اعتراض کوئی سوال کوئی جواب طلب بات مسئلہ بحوثہ کے متعلق میری طرف باقی نہیں ہے میں نے اور اُن سے پہلے مولوی غنیمت حسین صاحب کی کُل باتوں کا مفصل و مبسوط جواب پیش کر چکا لیکن میرے مطالبات میرے مواخذات میرے سوالات میرے اعتراضات میرے جوابات میری گزارشیں جسقدر اُن کے ذمہ باقی ہیں اُنھیں سُن لیجیے اور دیکھیے کہ اُنھوں نے ان میں سے کسی کا جواب نہ دیا اور وہ دو ان کی فہرست میں خارج از بحث باتیں کرتے رہے لیکن میرے مطالبات میں سے کسی کو ہاتھ نہ لگایا اُن کے عجز کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

میرے مطالبات کی فہرست

(۱) کیا صاحب جرم توہین سے بری کر سکتی ہے

(۲) اسمٰعیل کے کفر و عدم کفر و احتیاط علما و تکفیر سے اشرف علی کا اسلام کیسے لازم آیا

(۳) صفحہ ۹۳ ابن عبد الوہاب جس کو مولوی غنیمت حسین صاحب نے کافر مانا ہے جو اُس کو مقتدی مانے اور وسیلہ ان کے اُس کا کیا حکم ہے

(۴) صفحہ ۹ مولوی رشید احمد نے ابن عبد الوہاب کو عمدہ عقائد والا بتائے مولوی غنیمت حسین نے اُس کو کافر کہا دونوں میں کون سچا ہے اور رشید احمد کے نزدیک عمدہ عقائد والے کو کافر کہنے والے کا کیا حکم ہوا اور مولوی غنیمت حسین صاحب کے نزدیک کافر کو عمدہ عقیدہ والا کہنے کی کیا سزا الغرض رشید احمد کے فتوے سے مولوی غنیمت حسین صاحب مومن ہے یا کافر اور مولوی غنیمت حسین صاحب کے فتوے سے مولوی رشید احمد صاحب مومن ہے یا کافر)

(۵) ابن عبد الوہاب کے کفر میں شک کرنے والا کافر کیوں نہیں۔

(۶) قادیانی کو باوصف قبلہ کو منہ کرنے اور کلمہ پڑھنے کے کیوں کافر کہا گیا

(۷) قادیانی کے کفر میں کوئی تاویل کیوں کی گئی اور اُنکی یہ تاویل کیوں نہ سُنی گئی کہ ختم نبوت سے ختم زمانی مراد نہیں ہے۔

(۸) خدا دروغ ہیں اس میں حذف مضاف کی تاویل معتبر ہے یا نہیں نہیں تو کیوں۔

(۹) کوئی کہے کہ میں رسول اللہ ہوں اس میں یہ تاویل کیوں معتبر نہیں کہ وہ خدا کا بھیجا ہوا ہے (تاویل قبول کرنے کا اصول کیا ہے۔

(۱۰) جمیع حیوانات و بہائم کے لیے علم غیب کا دعویٰ نص قطعی سے ثابت کیجیے۔

(۱۱) عرف عام معتبر ہونے پر دوست اس بات کی مثال۔

(۱۲) زید اور فلاسفہ کے کلام میں فرق بتائیں۔ غیب خاصۂ نبوت ہونا۔

(۲) مرتضیٰ و مرتاضین و نائمین کی غیب دانی کا اعتقاد۔

(۳) زید کس طرح قائم مقام فلاسفہ سمجھا گیا

(۴) تھانوی جانشین فلاسفہ ہو سکتے ہیں۔

(۵) ... کو کنت میں جمیع عیوب کی نفی مراد ہو

(۱۳) تقریر فلاسفہ سے منصب نبوت کی توہین ہوتی ہے اور علامہ عضد نے اُسکا رد کیا تو نفی کا استدلال کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

(۱۴) باقی بادشاہ کی مثال عبارت حفظ الایمان سے متعلق ہے یا نہیں۔ نہیں تو فرق کیا ہے۔

(۱۵) ... کی مثال سے واضح ہو کہ علامہ عضد نے منصب نبوت کی عظمت ظاہر کی اور فلاسفہ کا رد فرمایا۔

(۱۶) (مطالبہ) شرح مواقف دیکھکر بتاؤ کہ مرضیٰ وغیرہ کے لیے غیب ثابت کرنا قول فلاسفہ ہے یا قول علامہ۔

(۱۷) تھانوی صاحب نے بہائم کو غیب ثابت کرنے میں فلاسفہ کی چال چلی۔

(۱۸) عبارت مواقف میں کونسا لفظ ہے جس کا ترجمہ بھی ہے۔

(۱۹) بیماروں کے لیے غیب دانی کو علامہ کا قول بتانا غلط ہے۔

(۲۰) علم کل کا دلیل عقلی نقلی سے باطل ماننا قول زید ہے یا قول تھانوی۔

(۲۱) کیا زید نے علم بعض کو نبی کا خاصہ بتایا

(۲۲) حضور کے لیے مجانین و بہائم کا سا علم زید کہتا ہے یا تھانوی۔

(۲۳) ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم

بہ تشبیہ ہے جو دوسرے سے نکلی ہو ۔ یہ قول [illegible]
ہے یا قول تھانوی کا۔

(۲۴) ملا سنگھی کے مفہوم سے بحث کرتے ہیں اور تھانوی صاحب نے خدا کی ذات پاک کے لیے کیا۔

(۲۵) مفہوم و مصداق کے فرق میں اعلیٰ کی مثال آفتاب اور دوسرے کی مثال۔

(۲۶) ملا سنگھ کے قول میں کفر کا لزوم ہے اور تھانوی کے قول میں التزام۔

(۲۷) ملا سنگھ نے تشبیہ دی تھانوی نے حضور کے علم کو جانور و بہائم کے علم سے تشبیہ دی (پہلی مثال)

(۲۸) تھانوی نے علوم لازمہ نبوت تسلیم کیے ہیں [illegible] تشبیہ پھر قائم رہی۔

(۲۹) علم غیب کے متعلق ایک مثال ہیں زید و عمرو بکر کا سوال۔

(۳۰) منظور کی تشبیہ حسین صاحب کی [illegible] کہ بحث اطلاق لغوی میں ہے۔

(۳۱) تھانوی نے کل علم غیب کے حصول کو باطل کیا ہے یا اطلاق کو۔

(۳۲) عالم الغیب کے معنی بولا جاتا ہو یا اطلاق کیا جاتا ہے کہ لغت کیا ہیں۔

(۳۳) منظور کی تشبیہ حسین صاحب کی [illegible]

والی مثال کا جواب اور سوال کہ اس کو عبارت حفظ الایمان سے کیا تعلق ہے۔

(۳۴) اطلاق اور حصول میں فرق۔

(۳۵) کیا [illegible] کر لے سے قرین جا کر [illegible] ہے یا قرینہ [illegible]

(۳۶) [illegible] کے کلام میں عموم [illegible] سے تشبیہ ہو اور وہ قرینہ ہے اس جواب کا مطالبہ۔

(۳۷) منظور کی تشبیہ حسین صاحب کے جواب کی تمام صورتوں کا ابطال۔

(پہلی صورت کا ابطال) شرح مواقف [illegible] ملا سنگھ پر پھر بھی حفظ الایمان سے [illegible]
(دوسری صورت) کا ابطال

(۳۸) اشکالات کی بحث [illegible]

(۳۹) قرآن العظیم کا [illegible] حضرت [illegible] ظاہری کر دیا [illegible] اس کے جواب کا مطالبہ

(۴۰) قرآن العظیم کی عبارت کے معنی۔

(۴۱) منظور کی تشبیہ حسین کی پیش کردہ مثالوں کے جواب۔

(۴۲) کسی حاکم کی نسبت کلمات حفظ الایمان لکھنے کا مطالبہ۔

(۴۳) عبارت حفظ الایمان اور حاکم عالم کی مثال میں فرق کا مطالبہ۔

(٦٨) امام شعرانی کی عبارت سے کیسے
ثابت ہوا کہ عرف عام حجت نہیں۔
(٦٩) امام احمد سرخسی کی عبارت سے کس طرح
ثابت ہوا کہ عرف عام حجت نہیں۔
(٧٠) منکر ضروریات دین کو قبلہ کی طرف منہ
کرنا کام نہ آئیگا۔ عبارت شرح مواقف
(٧١) امر مجمع علیہ ضروریات دین سے ہو تو
اس کا انکار کفر ورنہ قطعی ہو تو اس میں اختلاف
اجماع ظنی ہو تو اسکی مخالفت کفر نہیں۔
عبارت شرح مواقف۔
(٧٢) عبارت حفظ الایمان میں مختصات کا
لفظ مولوی غنیمت حسین صاحب نے اپنے دل
سے بڑھایا ہے۔
(٧٣) وہ زید کا مفروضہ علم کونسا ہے جو
مولوی غنیمت حسین صاحب کے نزدیک
حضور کی شان کی منقصت کرتا ہو (تھانوی
بھی بقول اُنکے اُن کو مانتے ہیں)
(٧٤) حفظ الایمان کی زیر بحث عبارت
حسام الحرمین میں بعینہا نقل کی گئی ہے
یا قطع برید کرکے بعینہا ہو تو فتویٰ حق ہے
تسلیم کیجیے۔
(٧٥) علمائے حرمین نے عبارت اشرفعلی
کے وہی معنی سمجھے جو حضرت فاضل بریلوی
نے تحریر فرمائے تھے۔
(٧٦) تھانوی کی مراد یہی کفری معنی ہیں۔
(٧٧) مولوی غنیمت حسین صاحب کے اس
قول پر گرفت کہ اگر بقول زید صحیح ہو جاوے مگر
یہ ہرگز صحیح نہیں۔
(٧٨) حضور کے لیے علم بعض بواسطہ مانکر
یہ کون کہتا ہو کہ ایسا علم پاگل چوپائے کو ہے۔
(٧٩) تحذیر الناس مختلف مقامات کی
عبارتیں نقل کی گئی ہیں اور ہر ایک علیحدہ کفر
ہے نہ کہ کل ملاکر ایک کفر۔
(٨٠) المہند میں تھانوی کی اصل عبارت
دکھائیے کہ بے کم و کاست نقل کی گئی ہو
اس سے دیانت کا پتا چلے گا۔
(٨١) کیا آپ مہند کے مضامین کی تصدیق
کرا سکتے ہیں اور علمائے حرمین کی اصل تحریر
بھی دستخطی پیش کر سکتے ہیں یا نہیں۔
(٨٢) اشرفعلی کا یہ کہنا کہ ایسی تشبیہ دینے والے
کو کافر کہتے ہیں اس سے مولوی غنیمت حسین
صاحب کا استدلال غلطی ہے۔
(٨٣) نشر الطیب کی عبارتیں پیش کرنے کا
جواب۔
(٨٤) المہند میں علی [illegible]
و مولانا اشرفعلی کہنے کو [illegible]

اور مرید خواہ اسے زیادہ تھانوی سے ڈرے
تو اس میں کچھ خرابی نہ ہوگا یا اس فعل کیلئے جائز ہوگیا
(۸۵) شفا شریف سے حضورؐ کی شان کم کرنیکا تھا
اور گستاخی کرنیوالے کے قتل پر تمام امت کا اجماع
(۸۶) حضورؐ کی شان میں گستاخی کرنیوالا عیب لگانیوالا
کسی خصلت میں نقصان کی نسبت کرنیوالا تعریض
کرنیوالا ہو قتل کیا جاوے (شفا شریف)
(۸۷) ائمہ کا اتفاق ہے کہ دربار رسالت کا گستاخ قتل کیا جاوے
(۸۸) گستاخی بے قصد و نیت کے اعتقاد ہو جب بھی گستاخی
ہے اور نیت کا کچھ اعتبار نہیں۔

(۸۹) ہم مولوی غنیمت حسین صاحب تسلیم کرتے ہیں
کہ حدیث میں تشبیہ کر رہے ہیں ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ
مجامعین جیسا ملک سے تشبیہ دینے والا کافر ہے آپ چاہتے ہیں
کہ تشبیہ دینے والا زید ہے یہ ثابت کریں۔
(۹۰) ہم چند عبارتیں پیش کرتے ہیں بتایئے انمیں
توہین ہے یا نہیں اگر ہو تو حضرات حنفیہ یہاں ہیں ان میں
کیا فرق ہے نہیں تو ٹھیک ہے چھاپکر اشاعت کیجئے۔
(۹۱) سوال (۱)
(۹۲) سوال (۲)
(۹۳) سوال (۳)
(۹۴) سوال (۴)

حضرات آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مولوی عبد الشکور صاحب نے اتنی باتوں کا جواب نہ دیا جو مسئلہ زیر بحث سے خاص تعلق رکھتی تھیں اور جن کا جواب دینا اُنپر لازم و ضروری تھا پھر دو ورق عرصہ میں بجز گالی گلوچ کے اور کیا کیا
میں نے مولوی غنیمت حسین صاحب کی ہر بات کا جواب بہت مفصل دیا ہے جو آپ سن چکے ہیں اور اس وقت پھر ان مطالبات کے ضمن میں آپ کو اجمالاً معلوم ہو گیا کہ اُنکی کوئی ایک بات بھی نہیں چھوڑی جس کا زبردست اور مبسوط و مدلل جواب نہ دیا ہو۔ اس پر مولوی عبد الشکور صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی غنیمت حسین صاحب کی تقریر کا شافی یا غیر شافی کچھ جواب نہ دیا گیا۔ مولوی صاحب کے اس سچ پر داد دیکر انکی ہمت افزائی کرنا چاہئے۔

فتح مبین

الحمد للہ یہ میری فتح مبین ہے کہ کوئی ہزیمت خوردہ کوئی عاجز کوئی مغلوب اپنی زبان سے یہ نہیں کہتا کہ میں لاجواب ہو گیا۔ آپنے کچہریوں میں دیکھا ہوگا کہ جو لوگ مقدمہ ہار جاتے ہیں اور ضمیر جرم ثابت

ہوتا ہے اور سر نیچا ہوتے ہیں اور وہی کہا کرتے ہیں کہ حاکم نے بے ایمانی کی ظلم کیا۔ نافہم تھا سمجھا نہیں۔ جب حکومت کی طاقت کے مقابلہ میں ضدی انسان اقرار نہیں کرتا تو مجلس مناظرہ میں کیا اقرار کریگا مگر قرائن سے سمجھا جاتا ہے۔ عاجز ہوتا ہے کھسیانا ہو کر گالیاں دیتا ہے مسئلہ میں کمزوری پاتا ہے بحث بدلنے کی کوشش کرتا ہے اپنے آپ کو بحث سے عاجز پاتا ہے تو ایسے اشتعال انگیز کلمات استعمال کرتا ہے کہ خواہ مخواہ فساد ہو جائے اور مناظرہ موقوف ہو۔ یہ سب نشانیاں اس وقت موجود ہیں۔ آپنے دیکھا کہ مولوی عبدالشکور صاحب نے گھنٹوں تک ہمیں مسلسل خالی گالیاں ہی دیں۔ اور سلطانپور بہرائچ وغیرہ کے غلط قصے کہانیاں کہتے رہے۔ یہ کھسیانا پن کیوں تھا۔ یہ دور دراز کا باتیں کس لیے تھیں۔ یہ اشتعال انگیز کلمات کیوں کہے گئے تھے۔ دو روز کے عرصہ میں میری تقریر کا جواب کیوں نہیں دیا گیا۔ فرمائیے اور کیا فرار کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ تم الجواب

مولوی عبدالشکور اور انکی طرفداروں کی حالت زار

حضرت محدث صاحب کی اس تقریر کا مجمع پر گہرا اثر پڑا اور مجمع عام نے مولوی عبدالشکور صاحب کا عجز اور لاجواب ہونا تسلیم کر لیا۔ مولوی عبدالشکور صاحب کی حالت زار قابل دید تھی انکا دم خشک ہو رہا تھا اور چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ در منیاں میں بول پڑنا (جسکے وہ عادی ہیں) بھول گئے تھے۔ سکوت کی مہر منہ کو لگی ہوئی تھی۔ تصویر حیرت بنے بیٹھے تھے۔ ان کے طرفدار شرم سے سر جھکائے بیٹھے تھے۔ عجب منظر تھا جب **محدث صاحب** مولوی عبدالشکور اور انکے تمام ہوا خواہوں کے روبرو **اپنی فتح** کا اعلان فرما چکے تو حاضرین نے درخواست کی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنے والوں کیلئے شریعت کا جو حکم ہے وہ بھی سنا دیجیے چنانچہ حضرت محدث صاحب نے شفا شریف کی عبارتیں مع ترجمہ سنائیں۔ تمام مجمع رو رہا تھا۔ ہر شخص پر رقت طاری تھی سوائے مولوی عبدالشکور اور ان کے دو ایک ہمراہیوں کے کوئی آنکھ نہ تھی جس نے آنسو بہانے میں دریادلی نہ کی ہو۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ افضل المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین

اللہ تعالیٰ کا شکر

اللہ تعالیٰ کا بیحد و بے پایاں احسان ہے کہ اُس نے حق کا بول بالا کیا اور باطل ناحق کا مونھ کالا اہل حق کو فتح و نصرت عطا فرمائی اور اہل باطل کو شکست دیکر ذلیل و رسوا کیا۔

محدث صاحب کا جلوس اس فتح و کامیابی کے بعد درگاہ معلی سے محدث صاحب کا

جلوس نکلا - اہل سنت اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے اپنی فاتح عالم کو کچھوچھہ شریف لائے - کچھوچھہ شریف اور ٹانڈے وغیرہ میں فتح و مبارکباد کے جلسے ہوئے حاضرین جلسہ اور علمائے کچھوچھہ شریف کی دستخطی فتحیابی شائع ہوئی

وہابیہ کے گھر وںمیں ماتم | اُس روز وہابیہ کے گھروں میں ماتم تھا - اہل سنت سے منہ چھپاتے پھرتے تھے جب اہل سنت کی شاندار فتح شائع ہوئی تو اُنھیں نہایت صدمہ ہوا کہ اب یہ ذلت عالم آشکار ہوئی جاتی ہے اُس وقت اُنکے پُرانے تجربہ کار ہوا خواہوں نے اپنے پُرانے شیوہ کے مطابق پھر جھوٹ سے استمداد و استعانت کی اور ایک اشتہار چھاپ دیا کہ اہل سنت ہمارے مقابلہ میں رو کر بھاگے محدث صاحب کی تقریر کے اثر سے جو تمام مجمع رقت میں آگیا تھا اُس کو اُنھوں نے اس طرح تعبیر کیا - خیر - اُنھیں جھوٹ ہی مبارک ہو - اور اب اُنکے پاس اِسکے سوا اور کیا سامان باقی رہا - مجبوری میں جھوٹ بھی نہ بولیں تو کیا کریں -

فتح پر پردہ نہ پڑ سکیگا

مگر بحمد اللہ یہ وہ فتح ہے جسپر پردہ ڈالنا ناممکن ہے - مولوی غنیمت حسین صاحب کی شکست اور اُنکے فرار پر تو اُنکے ساختہ حکم مولوی وجیہ الدین صاحب اور اہل جلسہ نے دستخطی فیصلہ ہی لکھدیا جو روداد ہذا صفحہ ۵۳ پر درج ہے - اور خود اُنکا حاضر نہ ہونا اُنکے گروہ کی مانی ہوئی شکست ہے (دیکھو علانیہ اقرار کا جعلی سند جو روداد ...) اور اُنکی جگہ مولوی عبد الشکور کا لکھنؤ سے بلایا جانا اور اُنکی قائم مقامی کرنا بھی اُنکے فرار کا عملی اقرار ہے - مولوی عبد الشکور صاحب کا عجز و فرار آپ اس روداد میں ملاحظہ کر چکے اور وہ ظشت از بام ہو چکا علاوہ بریں وہابیہ جو ایک جعلی اقرار نامہ بنایا تھا جو روداد ہذا کے صفحہ ۵ پر درج ہے اُسمیں لکھا ہے -

(۱) دونوں مناظروں سے جو مناظر وقت معینہ و جائے مقررہ پر حاضر نہ ہوں -

(۲) یا بحث میں پہلوتہی کریں یا مبحث کے خلاف کوئی دوسری بحث چھیڑیں -

(۳) یا سخت کلامی کریں -

تو ایسی حالت میں اُسکا عجز متصور ہوگا و حکم صاحب اُسکے خلاف فیصلہ فرمائینگے ہم لوگ ہر دو فریق ایسی صورت میں مناظر مقرر عاجز و مغلوب کو چھوڑ دینگے - اس پر اصغر علی وغیرہ معتقدین و مریدین مولوی غنیمت حسین صاحب کے دستخط ثبت ہیں آخر میں مولوی وجیہ الدین صاحب کے بھی دستخط ہیں -

اب آپ ملاحظہ فرمائیے

(۱) مولوی غنیمت حسین وقت معین و جائے مقرر پر حاضر نہ ہوئے -

(۲) مولوی عبد الشکور نے بحث سے پہلوتہی کی اُتنا ہی نہیں بلکہ اصل بحث کو بالکل چھوڑ کر مبحث کے خلاف

فضول باتوں میں وقت ضائع کیا
(۳) سخت گالی گیا رب وشتم اور تہمت وافترا میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔
تو اس اقرار نامہ کی رو سے بھی انکا عجز و فرار اور مغلوبیت مسلم فریقین ہوئی۔

مولوی غنیمت حسین صاحب کے مرید آپ سے قطع تعلق کر لیں

لہذا میں درخواست کرتا ہوں کہ اصغر علی وغیرہ مریدین و معتقدین مولوی غنیمت حسین صاحب اپنے حسب اقرار مولوی غنیمت حسین اور مولوی عبد الشکور سے قطع تعلقات کریں۔ اور راہ راست اختیار کریں۔

دہن دوزی

آخر میں پھر میں جھوٹوں کی دہن دوزی کے لئے **اعلان** کرتا ہوں کہ اگر کسی وہابی صاحب کو دیکھنا ہے کہ اس ذلت وخواری کی شکست میں ذرا بھی شک یا تامل ہو تو وہ ایک سال کامل کے عرصہ میں مولوی غنیمت حسین مولوی عبد الشکور اور اُن کے تمام معاونین کو جمع کر کے میرے ان مطالبات کے جواب لکھا دیں جن میں سے ایک کا جواب بھی اُن صاحبوں سے نہیں پڑا مگر یاد رکھیں کہ ایک سال کیا وہ ان شاء اللہ العزیز قیامت تک اسی طرح عاجز ولاجواب رہیں گے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین پس اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ دغا بازوں کے مکر کو راہ نہیں دیتا۔

وہابیہ سے صرف اس قدر ہو سکتا ہے کہ وہ ہم کو اور ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں اور تہمتیں لگائیں۔ اسکی ہمیں اُس قوم سے کیا شکایت ہو سکتی ہے جو محبوبان الٰہی کی توہین وتنقیص کو اپنا دین بنائے ہوئے ہے۔ واللہ الہادی

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشہ و سید انبیائہ وخاتم رسلہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تم الکتاب